

رویت ہلال

فقہ اسلامی کی روشنی میں



ایفا پبلیکیشنز

10/10/2020

10/10/2020

10/10/2020

10/10/2020

10/10/2020

حمد حقوق مجموعہ نثر و محفل

نام کتاب : رویت بلال اور اختلاف مطایع کا مسئلہ
صفحہ : ۴۷۶
قیمت : ۱۵۵ روپے
سن طباعت : جون ۲۰۱۰ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱-ایف، بیسمنٹ، جوگابائی، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

ای میل: ifapublications@gmail.com

فون: 011 - 26983728, 26981327

جسیر اوارنہ

۱۔ یہ سائنس کی ایک شاخ ہے جس میں زمین و آسمان

۲۔ کے درمیان جو کچھ ہوتا ہے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے

۳۔ اس میں زمین کی سطح اور آسمان کے درمیان

۴۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے

۵۔ اس میں زمین کی سطح اور آسمان کے درمیان

۶۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے



۲۴۵	مولانا کی ماریں قاضی صاحب	رفیقت ہارس کے بارے میں
۲۶۰	مولانا شعیب اللہ مفتی کی باہم	رفیقت ہارس کا مسرد اور اختلاف منہج کے حدود
۲۸۰	مفتی محمد سعید قاضی	رفیقت ہارس اور منہج کی تجدید
۲۹۴	مولانا مفتی محمد اقبال صاحب	رفیقت ہارس اور ماریں کے اصول و شعور
۳۳۴	مولانا بو بکر قاضی	رفیقت ہارس کے شرعی اصول و شعور
۳۵۹	مولانا عزیز بخش قاضی	رفیقت ہارس میں موجودہ متن نظر میں
۳۸۴	مفتی سعید الرحمن قاضی	رفیقت ہارس میں تفسیری رپورٹ
۴۱۰	مولانا قاضی حسین احمد صاحب	رفیقت ہارس میں

باب دوم: مختصر تحریریں

۴۲۳	مفتی عزیز الرحمن	رفیقت ہارس اور ریڈیو کے ذریعہ اعلان
۴۳۰	مولانا انیس الرحمن قاضی	مسائل رفیقت ہارس
۴۳۶	مولانا نادر احمد	رفیقت ہارس، اعلان و آداب
۴۴۱	مولانا منظور الرحمن	کتاب متعلقہ مسائل رفیقت ہارس
۴۴۴	مولانا عبدالوہاب صاحب	رفیقت ہارس کے اعلان کا شرعی ضابطہ
۴۴۶	مولانا نعیم الدین	رفیقت ہارس کے متعلقہ مسائل کے جوابات
۴۵۴	جناب عمر افضل	رمضان میں شروع ہونے والے نفل یا یقینی رویت پر
۴۶۳	جناب اسد قدرت اللہ باقوی	رفیقت ہارس کا مسرد
۴۶۷		مناقشہ

پیش لفظ

قرآن مجید - رشما کے حقائق عربی اور پندرہ وقتوں میں پیش کش کا فارسی میں ترجمہ
 ان دنوں کے محققین و متفکرین کے یہ سب مشورے، تجاویز اور مہربانوں کی تائید اور ان کے تشکر و تحسین
 کے لیے یہ کتاب کا آغاز کیا گیا ہے۔ اور انہوں نے پیریں پندرہ سال کے محققین اور
 و نقادوں کی مدد سے اس کتاب کی تالیف کی ہے۔ ان کے لیے یہ کتاب جس طرح کی
 فنی اصلاح اور فائدہ پہنچانے کے لیے لکھی گئی ہے اس کا ذکر اس کتاب کے
 ابتدائی صفحات میں درج ہے۔ اور ان کے لیے اس کتاب کی تالیف کے لیے
 ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اور ان کے لیے اس کتاب کی
 تالیف کے لیے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔

یہ کتاب اللہ کی مدد سے لکھی گئی ہے۔ اور ان کے لیے اس کتاب کی
 تالیف کے لیے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اور ان کے لیے
 اس کتاب کی تالیف کے لیے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔
 اور ان کے لیے اس کتاب کی تالیف کے لیے ہر قسم کی سہولتیں فراہم
 کی گئی ہیں۔ اور ان کے لیے اس کتاب کی تالیف کے لیے ہر قسم کی
 سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اور ان کے لیے اس کتاب کی تالیف کے لیے
 ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اور ان کے لیے اس کتاب کی
 تالیف کے لیے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔

سوالنامہ

اسلام کے متعدد عبادات اور شرعی احکام کو قمری ماہ و سال سے وابستہ کیا ہے، اور قمری ماہ سے آغاز کا مدار بادل کی ہنس کی رویت پر رکھا ہے خصوصاً روز و جمعہ کی اہم ترین اسلامی عبادت کا آغاز و اختتام اسی طرح دونوں اسلامی تہواروں عید الفطر اور عید الاضحیٰ (جن کی حیثیت اصلاً عبادت کی ہے) کی اور انکی قمری ماہ و تاریخ سے وابستہ ہے، اس کے رویت بادل سے متعلق تدریج و تجدید عبادت کا شرعی حل ایک اسلامی فریضہ ہے، جو باہمیہ سے اور دقیق انظر علیہ، اور احباب افتاء پر جانکد ہوتا ہے، رویت بادل کے بارے میں کچھ اہم اور بنیادی مسائل پر علماء کی صرف نے متفقہ رائے نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے، جس سے روز و جمعہ کی اہم عبادت اور عید الفطر و عید الاضحیٰ کی پر مسرت تقریبات متاثر ہوتی ہیں، ذرائع اطلاع کی نئی ایجادات اور بعض علاقوں میں نظام مقصد کے فقدان کی وجہ سے بھی بہت سے نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں، لہذا اس سلسلہ میں چند بنیادی سوالات احباب علم و تحقیق اور علماء و مفتیان کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں کہ آپ حضرات ان سوالات پر واضح اور مدلل جواب تحریر فرمائیں گے۔

۱- (الف) رویت بادل کے سلسلے میں مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

(ب) اگر مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہے تو اس کے حدود کیا ہیں؟

(ج) ہندوستان بشمول پاکستان و بنگلہ دیش و نیپال کا مطلع ایک ہے یا مختلف ہے بالخصوص کچھ

ان علاقوں میں بلندی کی سطح کافی مختلف ہے۔

تاریخ میں مذکور ہے کہ بعد رمضان کی تیس تاریخ میں سوچیں ہو، مگر رمضان کی شہادت
 ہونے سے پہلے سوائے وہ روز پیدا ہونے کے پیشے کی بہت دشمنی سے یہ ہوا کہ وہیں چاند کی
 نہ پائی تو قریباً دن میں پیدا ہونے کا دن قرار دیا گیا اور رمضان کی شہادت کے لئے
 اس کے بعد رمضان کے چاند کی عوانی کی تھی اس لئے مغلطہ ہوا، یہ اس کے بعد بیان سے
 کہ یہ روز اتنے دن ورمضان کی ۳۰ تاریخ قرار دیا گیا اور روز دیکھنے کا فیصلہ کیا جائے گا؟

(الف) رمضان میں پیدا ہونے کے ثبوت کے لئے جبکہ مصلح صرف ذوق کے افواہ کی چاند دیکھنے
 کی شہادت ہوتی ہے تو چاند دیکھنے والوں کے لئے حد ہر معیار سے دور کی ہے جو فقہاء
 کے ماحول پر مبنی ہیں لہذا جو دور میں اتنا چاند چاند دیکھنے اور موثر ہو میں جہاں
 نہیں تھا ہوتا اور عموماً مسوقہ چاند ہوتے اور یہ مستوران کی شہادت معتبر ہوتی ہے؟

(ب) چاند دیکھنے والوں کے لئے یہ قاضی کے پاس جا کر یا جہاں نھی مقتضی ہو وہاں
 کے مقامی علماء پر رویت ہونے یعنی کے ذمہ دار کے پاس شہادت دینا ضروری ہے یا چاند
 دیکھنے والوں کا بیان اصولی طور پر شہادت ہے یا خبر ہے؟ اگر شہادت ہے تو کیا اس کے لئے
 شہادت اور قضا اور شہادت کی دیگر شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے؟

(ج) چاند دیکھنے والوں کے لئے کیا فوری طور پر شہادت دینا ضروری ہے؟ اور اگر چاند
 دیکھنے کے بعد چند دنوں کی تاخیر یا ایک دن اور اس سے زائد کی تاخیر کے بعد شہادت
 دے تو بیان کی شہادت قبول کی جائے گی یا رد کر دی جائے گی؟ خصوصاً جبکہ رمضان میں پیدا
 ہونے کے موقع پر تاخیر سے اعلان کی صورت میں مسلمانوں کے مابین شدید اختلاف و
 تشکیک پیدا ہو جاتا ہے۔

(الف) سوچنا بہتر ہے کہ اگر ملک کے دیگر حصوں میں جہاں نھی مقتضی ہو وہاں ہے، اگر
 وہاں کے قاضی چاند ہونے کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو کیا اس کے حتمی قضا

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ

ملک کے پندرہ شہروں یا صوبوں کے رویت ہلالِ معینی کے ذمہ داران کی طرف سے رویت کی ثبوت کا فیصلہ ہو جانے پر ان جگہوں کے ریڈیو اسٹیشن ان کی طرف سے رویت کا جو اعلان کرتے ہیں، دوسرے علاقوں کے ذمہ داران اس حد تک ان اعلانات پر اعتماد کر سکتے ہیں؟ بیانِ اعلانات کی بنیاد پر وہ رویت کا ثبوت مان کر اپنے علاقوں میں اعلان کر سکتے ہیں؟ اور اس کے لیے یہ امر اہم ترین جگہوں کا اعلان درکار ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جدید فتنوں کی شناخت

14/11/2019

کئی ایک روز بے پروائی کے ساتھ ہی پوری قوم کو شرمندہ
 کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ پھر اس وقت تک
 کہ ان کے لئے کوئی کام نہ ہو سکا۔ ان کے لئے
 بے پروائی کے ساتھ ہی پوری قوم کو شرمندہ
 کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ پھر اس وقت تک
 کہ ان کے لئے کوئی کام نہ ہو سکا۔ ان کے لئے

بدقسمتوں کی

کئی ایک روز بے پروائی کے ساتھ ہی پوری قوم کو شرمندہ
 کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ پھر اس وقت تک
 کہ ان کے لئے کوئی کام نہ ہو سکا۔ ان کے لئے

بدقسمتوں کی

کئی ایک روز بے پروائی کے ساتھ ہی پوری قوم کو شرمندہ
 کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ پھر اس وقت تک
 کہ ان کے لئے کوئی کام نہ ہو سکا۔ ان کے لئے
 بدقسمتوں کی
 کئی ایک روز بے پروائی کے ساتھ ہی پوری قوم کو شرمندہ
 کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ پھر اس وقت تک
 کہ ان کے لئے کوئی کام نہ ہو سکا۔ ان کے لئے

کئی ایک روز بے پروائی کے ساتھ ہی پوری قوم کو شرمندہ
 کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ پھر اس وقت تک
 کہ ان کے لئے کوئی کام نہ ہو سکا۔ ان کے لئے

اور انہیں ہونا، نبی ﷺ کے لوگوں کو حکم فرمایا ہے نہ چھوڑو شعبان کے یقینی ماہ کو سوا کے رمضان کے یقینی کے، اور رمضان کا یقین روایت سے ہو سکتا ہے یا تیس دن پورے کرنے سے، یقیناً اس سے عدل و اور طرہ بیٹھ نہیں ہو شک و شبہ سے بالاتر ہوں۔

”شہد“ کا دوسرا معنی عمر کے ہیں، ترجمہ یوں ہوگا: جتے ماہ رمضان کا عمر ہو وہ روزہ رکھے۔ عمر سے مراد روایت کا عمر یا کسی اور ذریعہ سے بغیر روایت بصری کے ماہ کے شروع ہونے کا عمر ہے۔

”شہد“ کے تیسرے معنی ہیں: پانا۔ حاضر ہونا، موجود ہونا، اور ”شہر“ کا معنی مہینہ۔

ترجمہ یوں ہوگا: پس تم میں سے جو اس ماہ میں حاضر ہو وہ پورے ماہ کے روزے رکھے۔

”شہد“ کے آخری معنی میں اکثر مفسرین کے اپنے قول ہیں۔ بوجہ اختصار متقدمین

ہیں سے دو کی عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔

علامہ زکریا شافعی (۳۳۶ھ) میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”جو شخص رمضان کے مہینہ میں مقیم ہو مسافر نہ ہو اسکو چاہئے کہ روزے رکھے افطار نہ

کرنے۔

اور لفظ ”شہر“ ظرف کی بنا پر منصوب ہے، ایسے ہی ”فلیصمہ“ میں ضمیر ہاء

”تشیہات الجمعۃ“ کی طرح مفعول بہ نہیں، کیونکہ مسافر اور مقیم دونوں ہی مہینہ میں حاضر

ہیں۔

حافظ ابن کثیر اپنی معروف تفسیر (۲۲۲ھ) میں فرماتے ہیں:

”یہ حتمی لزوم ہے، یعنی جو رمضان میں اپنے وطن میں مقیم اور تندرست ہو اس پر لازم

ہے کہ روزے رکھے، اس سے پہلے کی آیت میں وطن میں مقیم تندرست کو رمضان میں فدیہ دے کر

افطار کی رخصت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔

اور اس کے سر میں دستاویز میں سے پیش کنندہ کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار
 تدریسی مضمون پیش کرتا ہے۔ اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔
 اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

اس کے لئے ہر ماہوار میں ایک ماہوار مضمون پیش کرتا ہے۔

ہر ایک سے اس حدیث کے وہی معنی تھے ہیں اور ان کے مطابق آج تک امت کا عمل رہا ہے۔
 سنن ابوداؤد نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور امام ابو یوسف نے اس پر ایک مسئلہ
 لکھا ہے۔

لہذا ”فالقدر والحد“ کے معنی بھی دوسری روایات کی روشنی میں یہی ہے کہ ”پورا روزانہ
 میں سب کچھ پر اللہ کی قدرت ہے کہ تقدیر اتمام کے معنی میں بوجہ تابت قرآن کریم میں بھی
 لکھی گئی قدرت اتمام کے معنی میں آیت یہ نہیں ہے اور اتمام و اعمال والے الفاظ منقسم ہیں۔
 ابو یوسف اور حنفیہ کا خیال ہے کہ ”فالقدر والحد“ کا معنی ہے کہ مہینے میں تنگی کرو اور
 پورے ماہوں کے اوپر کھو اور احتیاج روز و رات کو چاہے فقیہ امام ابن قدامت نے ”فالقدر والحد“
 کی تفسیر میں حدیث کی ہے۔

ابو یوسف نے ”فالقدر والحد“ کی تفسیر تفسیرت کی ہے نہ کہ تفسیرت اور ابن عمر کا عمل
 اختیار کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں روایت اعمال حدیث (تیس دن) کے خلاف ہے (معنی ۱۵۰۳)۔
 حافظ ابن حجر نے ”فتح الباری“ میں اعمال حدیث کو جمہور کا مسلک بتایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:
 ”حدیث کے الفاظ ”فالقدر والحد“ کے بارے میں جمہور کی مراد یہ ہے کہ ماہ ابتداء
 کے ان تیس دن پورے روزانہ تاویل کی ترجیح دوسری ان روایات سے بھی ہوتی ہے جس میں
 ”فالقدر والحد“ ثلاثین“ فرمایا گیا ہے، اور بہتر یہی ہے کہ حدیث کی تفسیر حدیث سے کی
 جائے۔“

تیس دن پورے روزانہ پر اسلامی ماہ کا ثبوت

اس میں سے مطرف بن عبد اللہ ثخیر، قاضی ابوطیب، ابن سرتج، ابن قتیبہ، ابن
 ابی عمیر اور ابن ابی شیبہ کی رائے یہ ہے کہ اسلامی ماہ کی ۲۹ تاریخ کو ابرو بادیا کسی بھی خارجی

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

پہلے

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

میں نے اپنے دل سے اس کی یادیں نکال دی ہیں۔

دوسرے دوسرے محققین اس سبب زبانی ہی بھی یہی رائے ہے (فقہ اسلامی

ص ۱۰۰)

نماز کے لئے وجود وقت سبب ہے

وجودِ قمر پر اسلامی ماہ کے ثبوت کے بارے میں یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اسلام کے رکن نماز کے اوقات میں اسل مدار آفتاب کی گردش کی خارجی علامات طلوع، غروب، زوال، مثل، مغربین صحیح مطابق غروب شفق ہیں۔ اور آج صبح، فجر، اور عشاء مسلمانوں میں سے کوئی بھی اوقات نماز کے آسمان کی طرف اید و سر ان علامات کو نہیں دیکھتا، بلکہ حسابِ فلکی کے مطابق بنا ہوا اوقات نماز کا نقشہ اور تقویم دیکھ کر ہر بات تلف نماز ادا کرتا ہے اور افطاری بھی اسی کے مطابق کرتے ہیں اس پر قیاس کرتے ہوئے اسلامی ماہ کے ثبوت میں آبرز روٹی کے حساب کو کیوں نہیں مانا جاتا اور اس کے مطابق اسلامی ماہ اور رمضان و عیدین متعین کیوں نہیں کئے جاتے، اس سلسلے میں علامہ اعلیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ شارع عالیہ الصلاۃ والاسام نے نماز کے لئے وجود وقت کو سبب قرار دیا ہے، اور وجود وقت کا علم جس طریقہ سے بھی ہو جائے نماز کا حکم لازم ہو جائے گا، اور اوقات نماز میں ہر وقت ہے (فقہ: ۱۰۲)۔

دوسری بات یہ ہے کہ آفتاب کی گردش سال، ماہ اور تاریخ کے اعتبار سے متعین اور غیر متبدل ہے۔ مثلاً ۲۰۰۰ء کی ۱۹۹۲ء کو برطانیہ اور کراہی کے جس افق پر جتنے بجے طلوع، غروب، زوال، صحیح مطابق، صبحی اور افطاری وغیرہ کا جو وقت تھا گذشتہ سالوں میں اس تاریخ پر یہی وقت تھا، اور آئندہ سالوں میں مذکورہ تاریخ پر یہی وقت ہوگا، اس میں کسی قسم کا فرق نہ ہوگا، یہ سب ثابت شدہ بات ہے، اس لئے اوقات نماز میں ایک مرتبہ تجربہ کر کے جو بھی حساب متعین یا جائے گا وہ ہمیشہ کے لئے معقول رہ سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ دور میں

ہدیہ تم فلاح ترقی کی بجائے اپنی ناس نے آفتاب و ہفتاب کی رفتاروں سے ہلکے سے
 سے منظر پر پائے اس کی اعلیٰ مثال انسان کا چہرہ پر قدم جہاں اور پانچ قدم ہمارے ترقی کی ترقی سے
 میں نہیں از وقت پیش آتی ہے یہ ہمتی مہم وقت سے ملتی ہیں برسوں سے ترقی یافتہ ممالک میں ترقی کی رفتار
 کافی ہے۔

ان سب سے بہتر اور زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں ترقی کی رفتاریں عموماً ایک جہت سے ہیں اور
 ہر شعبہ میں ہدیہ ترقی کی ترقی سے ترقی سے ترقی کی رفتاریں ہر شعبہ میں ہدیہ ترقی کی ترقی سے
 ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے ترقی سے ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے
 ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے ترقی سے ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے
 ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے ترقی سے ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے
 ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے ترقی سے ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے
 ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے ترقی سے ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے
 ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے ترقی سے ترقی کی رفتاریں ہدیہ ترقی کی ترقی سے

تعمیراتی کاموں سے

تعمیراتی کاموں سے

۱۔ اجتماع میں شہادہ میں سے یہ مقیمیں عاید منسوس ہوں۔

۲۔ تہذیب کے معنی میں مقیمیں شہادہ کے لئے معذور ہونے کی وجہ سے اجتماع و جائزہ تہذیب کے لئے نکلنے کے بعد جب تک کسی ماحول ہوگا تو قضا و اجاب ہوں، اس پرستی و تندرست و قیاس کرنا قیاس کے انما رقی ہے، یہ قیاس ایسا ہی ہے کہ معذور و مریمینس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رخصت ہے، اس پر قیاس کرتے ہوئے کسی تندرست و باعذر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رخصت دے دی جائے۔

شہری فہمکی ماہ کی ابتداء و انتہی

۱۔ فہمکی ماہ کی ابتداء اجتماع شمس و قمر کے فوراً بعد افق پر موجود غیر مرئی ہلال سے ہوگی جبکہ شہری ماہ کی ابتداء اجتماع شمس و قمر کے بعد ہلال کی بصری رویت سے ہوگی، نہ ہونے کی صورت میں قیاس دن پورے کرنے سے ہوگی۔

۲۔ اجتماع شمس و قمر ۲۴ گھنٹے میں کسی بھی وقت ہوتا ہے، جبکہ شہری ماہ کی ابتداء ہمیشہ خراب آفتاب سے ہوگی۔

۳۔ فہمکی ماہ کی مقدار ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ ہے، جب کہ شہری ماہ کی مقدار پورے ۲۹ یا ۳۰ دن ہوگی۔

۴۔ فہمکی ماہ شہری ماہ سے ہمیشہ ایک یا دو دن پہلے شروع ہوگا، اسی طرح ختم بھی پہلے ہوگا۔ اس کے برعکس شہری ماہ ہمیشہ فہمکی ماہ سے ایک یا دو دن مؤخر شروع ہوگا اور مؤخر ختم ہوگا۔

افق پر وجود قمر کے فارمولہ کی قیاسیتیں

پہلی قیاسیت: اس فارمولہ کی بنیاد فہمکی ماہ ہے جو محاق (یعنی سنہ چاند) سے شروع ہو کر محاق پر ختم ہوتا ہے۔ اور محاق ۲۴ گھنٹے میں کسی بھی وقت ہوتا ہے، اس لئے فہمکی ماہ کی مقدار ہمیشہ

میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ ہے۔ اور اگر کوئی اور لکھتا ہے تو وہ میری رائے سے بالاتر نہیں ہے۔

اس کتاب کی ابتدا میں ایک خط لکھا ہے جو میرے ایک عزیز کو لکھا گیا تھا۔ اس خط میں میں نے کہا ہے کہ

میں نے اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے پیارے دوستوں کو اس بارے میں بتا سکوں

کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ ہے۔ اور اگر کوئی اور لکھتا ہے تو وہ میری رائے سے بالاتر نہیں ہے۔

اس کتاب کی ابتدا میں ایک خط لکھا ہے جو میرے ایک عزیز کو لکھا گیا تھا۔ اس خط میں میں نے کہا ہے کہ

میں نے اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے پیارے دوستوں کو اس بارے میں بتا سکوں

کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ ہے۔ اور اگر کوئی اور لکھتا ہے تو وہ میری رائے سے بالاتر نہیں ہے۔

اس کتاب کی ابتدا میں ایک خط لکھا ہے جو میرے ایک عزیز کو لکھا گیا تھا۔ اس خط میں میں نے کہا ہے کہ

میں نے اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے پیارے دوستوں کو اس بارے میں بتا سکوں

کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ ہے۔ اور اگر کوئی اور لکھتا ہے تو وہ میری رائے سے بالاتر نہیں ہے۔

بانی جامعہ اسلامیہ

میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ ہے۔ اور اگر کوئی اور لکھتا ہے تو وہ میری رائے سے بالاتر نہیں ہے۔

اس کتاب کی ابتدا میں ایک خط لکھا ہے جو میرے ایک عزیز کو لکھا گیا تھا۔ اس خط میں میں نے کہا ہے کہ

میں نے اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے پیارے دوستوں کو اس بارے میں بتا سکوں

کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ ہے۔ اور اگر کوئی اور لکھتا ہے تو وہ میری رائے سے بالاتر نہیں ہے۔

اس کتاب کی ابتدا میں ایک خط لکھا ہے جو میرے ایک عزیز کو لکھا گیا تھا۔ اس خط میں میں نے کہا ہے کہ

میں نے اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے پیارے دوستوں کو اس بارے میں بتا سکوں

کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ ہے۔ اور اگر کوئی اور لکھتا ہے تو وہ میری رائے سے بالاتر نہیں ہے۔

اس کتاب کی ابتدا میں ایک خط لکھا ہے جو میرے ایک عزیز کو لکھا گیا تھا۔ اس خط میں میں نے کہا ہے کہ

میں نے اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے پیارے دوستوں کو اس بارے میں بتا سکوں

کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ ہے۔ اور اگر کوئی اور لکھتا ہے تو وہ میری رائے سے بالاتر نہیں ہے۔

نے اس کی تعمیر کرتے ہوئے زیادتی اور غم بتایا۔

اس طرح شارع عالیہ الصلاۃ والسلام نے: "صوموا لرؤیتہ و أفطروا لرؤیتہ" فرمایا کہ ماہوں ابتداء و انتہا، اور رمضان و عیدین کے تعیین کا مدار چاند کی ہسری رویت و بناؤ ہے۔ قرآن شمس و قمر کے بعد افاق پر چاند کا غیر مرنی وجود نہ تو اسلامی ماہ کے ثبوت کا سبب ہے، نہ ہی شریعت کے کسی حکم یا اس پر مدار ہے، نہ ہی شریعت میں اس کی کوئی حقیقت ہے۔

دین میں نہ تو ہر اتفاق محمود ہے نہ ہی ہر اختلاف مذموم، دین میں وہ اتفاق و اتحاد محمود و منسوب ہے جو دین و مفید ہو اور وہ ہر اتفاق و اختلاف مذموم ہے جو دین کو مضرت ہو، اگر اتفاق دین کو مضرت ہو اور اختلاف دین کو مفید ہو اس وقت وہ اختلاف مطلوب دین ہوگا، یعنی ہر حال اور ہر صورت میں اتحاد و اتفاق نہ دین ہے نہ دین میں محمود و مطلوب، بلکہ ایسا اتحاد و اتفاق جو حق و بائس کی تینہ حق و بائس کے، چاروں کا فرق مناد کے، حلال و حرام کے فرق و اتحاد کے، شعبان میں رمضان اور رمضان میں شوال کے ایسے اتحادی دین و شریعت میں قطعاً گنجائش نہیں، اتفاق پر وجود مرنی بنیاد یا باہر سے کسی غیر محقق دعوائے رویت کے فیصلہ پر رمضان و عیدین کا تعیین شعبان میں رمضان اور رمضان میں عیدان نظر منانا ہے اور دو یا تین روزے ضائع کرنا ہے، اتفاق پر وجود مرنی پر اسلامی ماہ کا نثر یہ بعض اسلامی ممالک کے غیر محقق و غلط دعوائے رویت فیصلوں بنی سے پیدا ہوا ہے۔

اس نتیجے میں شدہ رویت ہسری پر اسلامی ماہ اور رمضان اور عیدین کا تعیین کیا جائے تو کمرو گزشتہ کے بہت بڑے خطہ پر سبھی وقت پر یکساں ایام میں رمضان و عیدین ہو سکتے ہیں، جس کا گذشتہ سالوں میں رمضان و عیدین کے موقع پر بار بار تجربہ ہو چکا ہے۔ وما توفیقی إلا باللہ علیہ توکلت و الیہ ائیب۔

ایک مقام کی روایت کا اعتبار دوسرے مقامات کے لئے

مقامِ شریف

اس مقام کی روایت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اگر کسی جگہ پر روایتیں جمع ہو جائیں اور ان میں سے کسی ایک کی روایت سے دوسری کی روایت تکمیل ہو جائے اور اس سے ثابت ہو جائے کہ یہ روایتیں ایک ہی مقام سے ہیں تو ان کو ایک ہی مقام کی روایت قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ مقامات مختلف ہوں اور ان میں سے کسی ایک کی روایت سے دوسری کی روایت تکمیل نہ ہو جائے اور نہ ہی یہ ثابت ہو سکے کہ یہ روایتیں ایک ہی مقام سے ہیں تو ان کو دو یا دو سے زائد مقامات کی روایت قرار دیا جائے گا۔

مثلاً اگر کسی جگہ پر دو روایتیں جمع ہو جائیں اور ان میں سے کسی ایک کی روایت سے دوسری کی روایت تکمیل ہو جائے اور اس سے ثابت ہو جائے کہ یہ روایتیں ایک ہی مقام سے ہیں تو ان کو ایک ہی مقام کی روایت قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ مقامات مختلف ہوں اور ان میں سے کسی ایک کی روایت سے دوسری کی روایت تکمیل نہ ہو جائے اور نہ ہی یہ ثابت ہو سکے کہ یہ روایتیں ایک ہی مقام سے ہیں تو ان کو دو یا دو سے زائد مقامات کی روایت قرار دیا جائے گا۔

اگرچہ اس مقام کی روایت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ روایتیں ایک ہی مقام سے ہیں تو ان کو ایک ہی مقام کی روایت قرار دیا جائے گا۔

بہارِ فقہِ اسلامیہ

تو اگر یہ سنا لیں تو یہ یوں کہتے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

”یہ دونوں قومیں شریف ہیں، لیکن مسافت قلم کا بدلنا سے وہی تعلق نہیں ہے۔ اس وقت تک کہ ان میں یہ سداوت ہے۔ یہ دونوں باتیں دو وجوہ سے غلط ہیں، ایک یہ کہ روایت مشرق و مغرب کے درمیان سے ٹٹانے والی ہے اگر مشرق میں روایت ہوئی تو مغرب میں آنا ہونی چاہئے، لیکن اس وقت تک صورت نہیں بدلتی، لیکن مشرق کی با نسبت مغرب میں غرب آفتاب تاج سے ہوتا ہے اور اس لئے تہذیبی کونج کے بدلے بارے میں مسلمان باہر سے آنے والے تہذیب کی روایت کو قبول کرتے رہتے ہیں، اگرچہ قلم کی مسافت سے زیادہ دوری پر بلال دکھائی دیا ہو، دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ہم مسافت قلم کا یہ ممالک کا اعتبار کریں تو جو شمس مسافت یا ملک کی سرحد پر ہوگا اس کے لئے تو روزہ رخصت روزہ چہرہ دین (عمید منانا) اور قربانی کرنی لازم ہوگا اور دوسرا شمس جس کے اور پہلے شمس کے درمیان جس تیرے نشانہ کے بقدر فی صمد ہوگا وہ ان میں سے کوئی چیز بھی نہ کر سکے گا اور یہ ایک ایسی بات ہے جو مسلمانوں کے دین سے نہیں ہے (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۵: ۲۶-۲۷)۔“

اور شہ کا فی لکھتے ہیں:

”جس بات پر اعتبار کیا جانا چاہئے وہ وہی ہے جو مالکیہ نے اختیار کی ہے اور قرظی نے اپنے شیوخ سے نقل کی ہے کہ جب ایک بند کے لوگ بلال دیکھ لیں تو تمام اہل بلاد پر اس کا حکم لازم ہو جاتا ہے (تذکرۃ احوالی شریعہ جامعۃ تہذیبی ۳۱۹: ۳)۔“

اختلافات کو ختم کرنے کی صورت

قرآن میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب کوئی مسئلہ نزاعی صورت اختیار کر جائے تو وہ اس کو ختم کرنے کے لئے کتاب و سنت کی طرف رجوع کریں:

”فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول“ (سورہ نساء: ۵۹)۔“

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلے نمبر کے لئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

اور اس مہینہ میں آدھی شب کو بھی دوپہر میں تو کبھی فجر سے پہلے۔ فزس ٹیکے کہ نیومون ۵ وقت آسمان پر شب کے دو بجے ہوا تو تاریخ کا آغاز اس وقت سے ہوا؟ دو بجے سے پہلے ۲۹ تاریخ قرار دینا توں اور دو بجے سے بعد آئندہ ماہ کی کیم، گویا عید کی نماز بھی دس بجے کے بعد اور آٹھ بجے کے بعد دس بجے سے پہلے تو کیم شوال ہوئی ہی نہیں تھی، اس کے برخلاف اسلام میں نئی تاریخ کا آغاز غروب آفتاب کے بعد ہوتا ہے۔ بلال بالعموم مغرب کے بعد یا مغرب سے کچھ پہلے دکھائی دیتا ہے، اس کے تاریخ کے آغاز میں کوئی اشکال پیش نہیں آتا مگر جنتی کے نیومون کو معیار قرار دینے کی صورت میں یہ نظام بالکل بدل جائے گا۔ اس لئے اس کے جواز کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ پھر نیومون کو معیار قرار دیکر دنیا بھر میں عید ایک ہی دن منانے کی تجویز بھی قابل عمل نہیں ہے، کیونکہ دنیا کے ایک حصہ میں آٹھ دن ہوگا تو دوسرے حصہ میں رات اور اصولی بات یہ کہ شریعت نے عبادات کے اوقات کی تعیین کا ذریعہ آسمان پر ظاہر ہونے والے آثار کو بنایا ہے جس کا انسان بہ آسانی مشاہدہ کر لیتا ہے، رویت بلال بھی ان ہی آثار میں سے ہے، جبکہ نیومون نہ آثار میں سے ہے اور نہ مشاہدہ میں آنے والی چیز کہا جاسکتا ہے کہ پھر نماز کے اوقات کی تعیین کے لئے جنتی کی کیوں استعمال کی جاتی ہے تو یہ اسلئے کہ آثار میں اور ان حسابات میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ جب تک بلال دکھائی نہ دے آسمان پر ظاہر ہونے والے وہ کون سے آثار ہیں جو شرعاً معیار قرار پائیں گے اور جس سے جنتی کے اوقات کی مطابقت تلاش کی جائے گی؟ راہلہ کی مجلس "المجمع الفقہی الاسلامی" نے بھی اپنی قرارداد میں اثبات بلال کے لئے رویت ہی کو معتبر قرار دیا ہے اور فلکی حساب کو غیر معتبر (ملاحظہ ہو قرارداد مجلس المجمع الفقہی الاسلامی، ۶۶)۔

رویت کا اعتبار

افراط و تفریط کی ان صورتوں کے درمیان اعتدال کی راہ یہ ہے کہ مہینہ کے آغاز کے لئے جنتی کے نئے چاند New Moon کا نہیں بلکہ بلال کا جو آسمان پر ظاہر ہوتا ہے اور دکھائی

تو اس وقت تک کہ وہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے

میں ہی ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے

میں ہی سمجھتا ہے

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو

میں ہی سمجھتا ہے

یہ اور اس ضمن میں دو اور فی حدیثیں اس باب میں مستحق ہیں کہ شریعت میں مہینہ کے اعتبار سے رویت ہلال ہے اور انقیاس تاریخ و ہلال نظر نہ آنے تو مہینہ تمیز مان کا شمار کر لیا جائے۔ حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ چاند کے افق پر موجود ہونے کا شمار اعتبار نہیں ہے، بلکہ غبارِ راسخ کی روایت، یعنی دھانی دینے کا ہے اور ابن رشد لکھتے ہیں کہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے۔

لہذا اس بات پر متفق ہیں کہ عربی مہینہ انقیاس دن کا بھی ہوتا ہے اور تمیز دن کا بھی، نیز اس بات پر کہ ماہ رمضان کی تحدید کے لئے اعتباراً رویت کا ہے (ہدیۃ المہجد ۱۴۱-۱۴۲)۔

مطالع کے مسئلہ میں تحقیق پسندی

روایت کے اس حکم کی جو حدیث میں دیا گیا ہے مخاطب ملت اسلامیہ ہے اور اس میں متقدم کی کوئی قید بیان نہیں ہوئی ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ایک مقام کی رویت کو اسی مقام کے لئے محدود مانا جائے، بلکہ یہ حکم دوسرے مقامات کے لئے بھی ہوگا، لہذا یہ کہ وہ مقام اتنی دوری پر ہو کہ ان دو مقامات کے درمیان تاریخ کا فرق ہمیشہ واقع ہوتا ہو، کیونکہ اس صورت میں دونوں کے درمیان چاند کا زاویہ مختلف ہوگا یا یہ کہ ایک مقام کی رویت کی اطلاع دوسرے مقام تک پہنچ نہ سکے۔ ان استثنائی صورتوں کی معقولیت بالکل واضح ہے۔

اگرچہ علماء اور فقہاء کی آراء اختلاف مطالع کے سلسلہ میں مختلف رہی ہیں جس کی تفصیل ”العذب الزلال فی مباحث رؤیة الهلال“ میں دیکھی جاسکتی ہے (عربی میں یہ روایت ہلال کے مسئلہ میں ایک مبسوط کتاب ہے اور جسے ”قطر“ کے ”الشؤون الدینیہ“ نے شائع کیا ہے، لیکن اس مسئلہ میں توقع اختیار کرنے کے لئے کافی گنجائش موجود ہے، چنانچہ ”فقہ السنہ“ کے مؤلف لکھتے ہیں:

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے اتنی بات کی ہوگی۔
 میری اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔
 میں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے اتنی بات کی ہوگی۔
 میری اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔
 میں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے اتنی بات کی ہوگی۔
 میری اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے اتنی بات کی ہوگی۔
 میری اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔
 میں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے اتنی بات کی ہوگی۔
 میری اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔
 میں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے اتنی بات کی ہوگی۔
 میری اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔
 میں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے اتنی بات کی ہوگی۔
 میری اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔
 میں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے اتنی بات کی ہوگی۔
 میری اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔

(یہ صریحاً ایک عورت کی روایت) کے قابل قبول ہونے نہ ہونے کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا اور یہاں شہادت کا مسئلہ شہادت کا مسئلہ نہیں ہے تو پھر چاند کے مسئلہ شہادت کا مسئلہ کیوں قرار دیا گیا ہے؟ غرض یہ کہ روایت کے مسئلہ و عدالتی صورتوں میں شہادت سے بچنے اور اس کے تمام اعداد کا اس پر عمل کرنے کے لیے وہی دلیل موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روایت کے مسئلہ میں خبر مستثنیٰ (مشہور) و قبول یا جاتا ہے۔ جبکہ خبر مشہور کی بنا پر عدالت مجرم و سزا نہیں دے سکتی تاہم فقہان کی شہادت میں نہ صرف وہی نہ لیں اور یہ بھی واقعہ ہے کہ کتنی ہی دینی معاملات میں نہ قبول یا جاتا ہے۔ یہ وہی معتبر روایت سے ہی ہو یا قرائن سے اس کی تائید ہوتی ہو، مثلاً قبول کی صورت معلوم کرنے کے لیے ایک مسلمان کے بیان کو کافی سمجھا جاتا ہے اور اس کی بتلائی وہی مدت میں صرف رہنے کے نماز پڑھنی جاتی ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ روایت ہلانے کے سلسلہ میں ہر شخص کی بات کا اعتبار کیا جائے اور وہ منافق ہی کیوں نہ ہو، ایسی بات کیے جاتی جاسکتی ہے جب کہ قرآن کا حکم ہے:

”ان جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا“ (مروجہ ت) (اگر فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرو)۔

اس سے یہ بیٹا نہ صرف وہی ہوگا کہ جو شخص یہ خبر دے رہا ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے وہ اس کی روایت میں قابل اعتبار ہے یا نہیں، نیز یہ کہ قرائن اس کے خلاف تو نہیں ہیں، وہ جو وہ زمانہ میں، جبکہ نبوت کا مہیو کیا ہے کسی کے بیان کو قبول کرنے کے معاملہ میں احتیاط نظر رکھی ہے، لیکن اس احتیاط کو اتنا شدید بنا دینا کہ ہر امر تکلف معلوم ہو اور جس کی وجہ سے چاند کا مسئلہ ابھرتا رہے، اس کے لیے نہیں، مگر اس مختصر مضمون کے صاحب نکتے ہیں:

”اور اس زمانہ میں ایسا کہ کسی کی بہت سی صورتیں مثلاً وازھی مندان وغیرہ ایسی عام حالتوں کی وجہ سے، ظاہراً شہادت و روایت ہارے، تو بہت سے معاملات کا ثبوت کسی طرح بھر

تاریخ کا مطالعہ کرنا ہمیں اپنے ماضی سے واقف کر دیتا ہے اور ہمیں اپنی قوم کی ترقی و ترقی کے لیے سیکھنے کی بات دیتا ہے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک سبق ہے اور ہمیں اس سے سیکھنا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک چراغ ہے اور ہمیں اس سے روشناس کرنا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک آئینہ ہے اور ہمیں اس سے اپنی تصویر دیکھنی چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک درس ہے اور ہمیں اس سے سبق لینا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک ہتھیار ہے اور ہمیں اس سے اپنے دشمنوں کو ہار دینا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک سبق ہے اور ہمیں اس سے سیکھنا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک چراغ ہے اور ہمیں اس سے روشناس کرنا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک آئینہ ہے اور ہمیں اس سے اپنی تصویر دیکھنی چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک درس ہے اور ہمیں اس سے سبق لینا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک ہتھیار ہے اور ہمیں اس سے اپنے دشمنوں کو ہار دینا چاہیے۔

نتیجہ کار

تاریخ کا مطالعہ کرنا ہمیں اپنے ماضی سے واقف کر دیتا ہے اور ہمیں اپنی قوم کی ترقی و ترقی کے لیے سیکھنے کی بات دیتا ہے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک سبق ہے اور ہمیں اس سے سیکھنا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک چراغ ہے اور ہمیں اس سے روشناس کرنا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک آئینہ ہے اور ہمیں اس سے اپنی تصویر دیکھنی چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک درس ہے اور ہمیں اس سے سبق لینا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک ہتھیار ہے اور ہمیں اس سے اپنے دشمنوں کو ہار دینا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک سبق ہے اور ہمیں اس سے سیکھنا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک چراغ ہے اور ہمیں اس سے روشناس کرنا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک آئینہ ہے اور ہمیں اس سے اپنی تصویر دیکھنی چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک درس ہے اور ہمیں اس سے سبق لینا چاہیے۔
تاریخ ہمارے لیے ایک ہتھیار ہے اور ہمیں اس سے اپنے دشمنوں کو ہار دینا چاہیے۔

و غیرہما، یعمل بہما فی نقل ثبوت ردیۃ الهلال، ولکن بشرط عدم البعد جدا“
 (مذہب اسلامی، ص ۱۳۱-۱۳۲)

(اس سے واضح ہوا کہ ذرائع اہل حق، مثلاً: سینیٹوں، پیکیٹراف، ریڈیو وغیرہ اور روایت ہلال
 کے ثبوت میں خیر کو منتقل کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ بہت زیادہ دوری نہ ہو۔)
 ریڈیو کی خبر سے بارے میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

”روایت ہلال سے بارے میں ریڈیو کی خبر ٹیلی فون سے منے والی اصلاح نہ بہ صورت
 میں قابل قبول ہے، اور نہ بہ صورت میں قابل رد اور ناقابل اعتبار ہے، بلکہ اس میں یہ تفصیلات ہے
 کہ جس ریڈیو اسٹیشن کے متعلق تحقیق سے یہ معلوم ہے کہ وہ روایت ہلال سے متعلق خبر دوسری
 خبروں کی طرح اپنے ذرائع معلومات کی بنا پر نشر نہیں کرتا، بلکہ کسی معتبر دینی مرکز یا عالم کی کسی
 جماعت سے یا کسی قابل اعتماد روایت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کی دی ہوئی اطلاع پر اسی کے حوالے سے
 نشر کرتا ہے، جیسا کہ پاکستان کے ریڈیو اسٹیشن اور اسی طرح دہلی کے آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن اور
 پندرہ ریڈیو اسٹیشن کے بارے میں معلوم ہوا ہے تو اس کی یہ خبر قابل قبول ہوگی اور اس کی حیثیت
 فیصلہ سے سرف اعلیٰ کی ہوگی، جیسا کہ مختلف زمانوں میں روایت ہلال کے ثبوت کے بعد مختلف
 کمیٹیوں سے اس کا اعلان کیا جاتا رہا ہے اور اب بھی کیا جاتا ہے اور ان اعلانوں کو غم کے لئے
 کوئی گتھا چلتا ہے“ (ماہنامہ الفرقان، شمارہ اپریل ۱۹۸۷ء)۔

”کنجلس تحقیقات شریعیہ لکھنؤ“ نے اپنے بیان میں واضح کیا ہے:

”ریڈیو نے جس اعلان پر صوم یا افطر صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری یہ
 ہے کہ تفصیلات نہ اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو یا کم از کم ان ذمہ دار کے حوالے سے ہو کہ انہوں
 نے باضابطہ شریعی شہادت لے کر چاند کے ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً کوئی مسلمان ریڈیو اسٹیشن
 سے یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی فلاں ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعی نے

اور تمام کاموں کے لیے شہر کے پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور

معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور

معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور

معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور

معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور

معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور
معماریاتی کاموں کی تعمیراتی اور

پانچ بجے شہادتیں کے ادریغ یہ بات ہے، چاند کے معامد میں جہاں شہادتیں کے سورج اور شہادتیں کے سورج کے درمیان اور اس کے طلوع و غروب کے اوقات کا تعلق ہے عمودیت کے ادریغ حاصل ہونے میں معمولات پائل ہیں ہوتی ہیں، اس کے ادریغ معمولی طور پر کے کہ اس دن جیسا کہ ان میں ہے سورج پانچ بجے طلوع ہونے میں یہاں کے بعد چاند سورج سے اتنے کم فاصلے پر ہے کہ اس کا شعاعیں زمین پر پڑتی ہیں، ایسی صورت میں ادریغ شخص یہ شہادت دیتا ہے کہ اس کے چاند دیکھا ہے تو اس کے پیش نظر اس کی شہادت کے قبول کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا، ایسی شہادت کو اس وقت پر نہیں مانتا ہوتا کہ دیکھنے والے کو چاند کا وجود ہوا ہے، اور نہ یہ ماننا چاہیے کہ عمودیت کا ہونا اس کا سبب بن گیا ہے، جبکہ تجربہ اس کی سخت پر دلیل ہے، مثال کے طور پر چاند کن کا جو وقت طلوع ہوا ہے شہادتیں اس وقت کن مکتا ہے اور اس میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ چاند اور سورج ایک جگہ ہوں اور رویت بدلان کی شہادتیں مل جائے، علامہ رشید رضا مصری کے ایک قریب و غریب واقعہ نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سال کا واقعہ ہے کہ میں نے سورج اور شہادتوں کی حالت میں غروب ہوتے دیکھا، اس کے بعد دو اشخاص نے جن کے پاس میں خیال کرتا ہوں کہ وہ عادل ہوں کے قاضی کے پاس آکر یہ شہادت دی کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے، ان کی شہادت وقوعی نے قبول کر لیا اور لوگوں نے روزہ رکھا، حالانکہ اس میں شک نہیں ہے کہ اپنی شہادت میں جھوٹے تھے، کیونکہ سورج کے گہن کی حالت میں غروب ہونے کا مطلب ہے کہ چاند بھی سورج کے ساتھ غروب ہو گیا، رہے شہادت دینے والے تو میں نے اس کی کوئی توجیہ کی کہ انہیں یہ خیال ہو گیا کہ انہوں نے چاند دیکھا اور وہ بھی اپنی شہادت میں اس کا ذکر کیا، علامہ رشید رضا (۲۶)۔

چاند اپنی گردش ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۳۳ سکنڈ میں پوری کر لیتا ہے، سورج سے

چاند کے ساتھ چاند اور سورج کا یہ اجتماع قران Conjunction کہا جاتا ہے، اس وقت چاند سورج کے

Handwritten text in Urdu script, appearing to be a list or a series of notes. The text is very faint and difficult to read, but it seems to contain several lines of text, possibly related to a document or a report.

پھر شروع نہیں ہوا اور بالکل بن کر دکھائی دیا یہ دو متضاد باتیں ہیں جن کا جمع ہونا کسی طرح ممکن نہیں، جب نیا چاند پیدا ہوا تھا تو دعوائی کسی طرح دیا، اگر شاید جسو کے نہیں ہیں تو روایت میں وہم کا دخل ضرور ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ جب روایت عام نہ ہو اور ایک یا چند کلاموں کے بیان پر روایت کا فیصلہ کیا جا رہا ہو تو ان قطعی معلومات کو سامنے رکھا جائے جو علم الفلك Astronomy کے ذریعہ حاصل ہو رہی ہیں اور اس قدر عام ہوتی ہیں کہ روزانہ اخبارات میں چاند کے طلوع اور غروب کے اوقات دیکھے جاسکتے ہیں اور جہاں چاند کے دکھائی دینے کا سہ سے امکان ہی نہ ہو وہاں محض گواہی کی بنیاد پر فیصلہ نہ کیا جائے کیونکہ ایسے فیصلے کو حقیقت و واقعہ کے خلاف ہونے کی بنا پر عقل عام Common sense قبول نہیں کر سکتی، نتیجہ یہ کہ اس کا فیصلہ کرنے والوں کی سبکی ہوتی ہے۔

قدیم زمانہ میں، جبکہ چاند کے طلوع و غروب کے اوقات منضبطہ شکل میں لوگوں کے سامنے موجود نہیں تھے گواہی کا کافی خیال کیا جاتا تھا مگر موجودہ دور میں، جبکہ سورج اور چاند کے طلوع و غروب کے اوقات سکند کی حد تک منضبطہ شکل میں بہ خاص و عام کے سامنے موجود ہیں اس حد تک ان کی رعایت ضروری ہے کہ ایسی شہادت جو خلاف واقعہ ہو تسلیم نہ کی جائے۔

”العذب الزوال“ کے مولف لکھتے ہیں:

”یہ ایک معلوم و متعین بات ہے کہ شہادت جب کسی ایسی چیز کی دی گئی ہو جو عقلاً یا

عادتاً محال ہو تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا، بلکہ رد کر دیا جائے گا“ (العذب الزوال ص ۳۸۰)۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ قمری ماہ کے آغاز کے لئے روایت کو نہیں، بلکہ فلکی حساب کو بنیاد بنایا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ فیصلہ تو روایت ہی کی بنیاد پر کیا جائے، لیکن جب روایت عام نہ ہو اور ایک یا چند شہادتوں کی بنیاد پر روایت کا فیصلہ کرنا پڑ رہا ہو تو ان شہادتوں کو قبول کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ قرآن اس کے خلاف تو نہیں ہیں یعنی ایسا تو نہیں ہے کہ ابھی نئے چاند

یہ پھر شروع ہو گیا اور وہ ریفورم کے جنم دہی نہیں لیا یہ یوموں ہونے کے وہ لے لگتی آئی تھی
 لگتی نہیں لگتے ہیں اور ریت کے مہر مہر سے اور یہ ایک لگتی لگتی ہے
 انہوں نے کہا کہ لگتی ہے، لگتی صورت میں پندرہ ریت کے لگتی لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے

لگتی ہے

ریت چنانچہ لگتی لگتی ہے لگتی لگتی ہے لگتی لگتی ہے لگتی لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے

لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے

اسپاؤڈ کے سبب ہر وقت

اسپاؤڈ کے سبب ہر وقت لگتی لگتی ہے لگتی لگتی ہے لگتی لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے
 لگتی لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے لگتی ہے

چاند کے غروب کے اوقات میں بھی ایک ملک اور دوسرے ملک میں یہ وقتیں
 مختلف ہوتی ہیں۔ فرق واقع ہوتا ہے۔ لہذا طوں الجہاز مغربی جانب یا شمال مغربی جانب
 کی طرف ہوتی ہے۔

۲۔ ایشیا کا ابراہامی مذہب ہونا۔

چاند کے قابل رویت ہونے کی صورت میں اس وقت کی قضا ضروری ہوتی ہے اور
 اس کے بعد۔

۳۔ پختہ ہونے والوں کی نکالوں کا تیز نہ ہونا۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ چاند جب ایک مقام پر دکھائی دیتا ہے تو اس وقت اس
 واقعے مغربی جانب کے تمام مقامات کے لئے وہ قابل رویت ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے مقامات پر
 اس مقامات کے لئے اس کا قابل رویت ہونا ضروری نہیں۔

۴۔ ایشیا کا پانڈیا پست ہونا

مشرق میں جب چاند دیکھا جائے تو مغرب میں اس کا طلوع رزم ہے۔ لیکن مغرب
 میں دکھائی دینے کی صورت میں مشرق میں اس کا طلوع ضروری نہیں۔ وہی اور پختہ ہونے کے
 لئے اس کے آگے دہلی یا پختہ میں رویت ہوئی تو بمبئی میں اس کا طلوع لازمی ہے یہ اور بات
 ہے کہ ابراہامی مذہب کی وجہ سے بمبئی میں چاند دکھائی نہ دے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اہل ہیئت کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ چاند سورج سے کتنے
 درجہ کی دوری پر ہونے کی صورت میں قابل رویت ہوتا ہے، لیکن چار درجہ کم کا فائدہ ہونے کی
 صورت میں اس کے قابل رویت ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں اس لئے ہم نے چار درجہ یعنی قرآن

کے بارے میں اس زمانہ میں وہوں کے یقینی عمل کرنے کے ذرائع مسدود تھے تو
 وہ وہ زمانہ میں مسدود نہیں ہیں، اس لئے ان کا عذر مقبول تھا اس کی بنا پر رعایت بھی ضروری
 تھی۔ عذر ہے۔

مزید برآں حدیث میں نہ حساب کی مذمت کی گئی ہے اور نہ حکم دیا گیا ہے کہ اس سے
 کسی حال میں استغناء نہ کیا جائے، بلکہ مہینہ کے آغاز کے روایت کو معتبر قرار دیتے ہوئے
 ان کی ایک مسکت یہ واضح کی گئی ہے کہ روایت کا خطر بیکہ ہی وکوں کے لئے آسان ہے، کیونکہ
 ان میں حساب کتاب کی ضرورت نہیں پڑتی اور یہ سبوت جس طرح چاند کے بارے میں دی گئی
 ہے ان طرح سورج کے بارے میں بھی دی گئی ہے، چنانچہ شریعت نماز کے اوقات کو آسان پر
 نفاذ ہونے والے آثار سے متعلق کر دیتے اور سورج کے طلوع و غروب کے اوقات کو ہیئت
 انہوں سے معمول کرنے کی ہدایت نہیں دی مگر پھر ہجران کے اوقات جنتری میں تلاش کرتے
 ہیں اور نکتے ہیں کہ ان سے استغناء کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔

روایت میں اسلامی حکومتوں کے فیصلوں کی پابندی

اوپر جو پتہ عرض کیا گیا ہے وہ روایت ہلال کے مسئلہ میں اصولی طور پر صحیح موقف اختیار
 کرنے کے تعلق سے تھا جس کی ذمہ داری ملت اسلامیہ پر اور خاص طور سے اسحاب امر اور
 اسلامی حکومتوں پر عائد ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی اسلامی حکومت اجتہاد کی غلطی یا اپنی بے تدبیری کی
 بنا پر روایت کا غلط فیصلہ کرتی ہے تو اس کی ذمہ دار وہ خود ہے اور اس معاملہ میں اس کی غلطی اس پر
 واضح بھی کرتے رہنا چاہئے تاکہ آئندہ وہ صحیح تدابیر اختیار کرے، لیکن ایک اسلامی حکومت کے
 ایسے فیصلے و اجازتیں جو تعلق اجتماعی عبادات سے ہے عمل تسلیم کرنا ہوگا اور لوگوں کی عبادتیں اپنی اپنی
 نیت کے مطابق اور باہمی نہیں کی اگرچہ واقعہ کے اعتبار سے وہ عید یا حج کا دن نہ ہو، مگر غلط شہادتوں

اور وہاں پہنچ کر ان کے پاس پہنچ کر یہ کہہ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔

وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔

وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔
 وہاں سے نکل کر وہاں پہنچ کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔

رکعت پلاس اور اس سے وابستہ احکام

۱۔ رکعت پلاس کا معنی ہے کہ جب کسی نماز میں رکعتوں کی تعداد بتائی جائے اور نماز کے دوران اس تعداد سے زیادہ رکعتیں پڑھی جائیں تو ان اضافی رکعتوں کو رکعت پلاس کہتے ہیں۔

۲۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

۳۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

۴۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

۵۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

۶۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

۷۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

۸۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

۹۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ رکعت پلاس کی تعداد نماز کے دوران کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

شہادت ان باتوں ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہاء نے روایت ہدای کے لئے جس دن مسائل کا استخراج کیا ہے اس کی تفتیح کر کے حق الواقع ایک متحد نقطہ نظر و نقطہ نظر سے دیا جاسکتا ہے۔ روایت ہدای کے ۲۰ مادے میں ہونے والے اختلافات سے محفوظ رہا جاتا ہے اور مباحثوں کی ضرورت منقوت نہ ہونے پڑے۔

یہ اختلاف مطالع معتبر ہے:

مؤتذین فقہاء اختلاف ہا مسند نہیں ہے جوئی ہا روایت ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہونیا کہ کسی ہوشہ میں شرعی طور پر چاند ہا ثبوت ہوجا کے تو اسکا دن سے رمضان کا روزہ رکھنا لازم ہوجا کے ہا ایسا ہی ہوشوال کے بدلے ہی روایت ہے کہ اسکا دن روزہ نہ رکھنا ضروری ہے ہا اختلاف ہا ہر کے ہا اختلاف ہا ہوشی منانا لازم ہے۔

”اختلاف المطالع غیر علی ظاہر المذہب و علیہ اکثر المشائخ و عندہ القوی فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة و شک بطریق موجب“ (۱)

مناخرین فقہاء حجازی میں سے حافظ زبیلی نے کنز کی شرح تبیین الحقائق میں لکھا ہے کہ ہا ہجیرہ میں اختلاف مطالع ہمارے نزدیک معتبر ہے، لہذا ہا ہا ہجیرہ کی روایت کافی نہیں، جیسے مناخرین اختلاف سے اس قول پر فتویٰ منقول ہے۔ ”وقال الزبیلی: والأشبه أن يعتبر، وهو مختار صاحب التجوید و غیرہ من المشائخ لکن قال الشيخ ابن الصمام الاصل بظاہر لروایة الحوط“

یہاں قریب سے عام ہا ہجیرہ مشائخ سے کشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی اور دیگر علماء کبار

سے ہا ہجیرہ میں اخبار اختلاف مطالع ہی وراثت قرار دیا ہے۔

میں نے ان کو دیکھا کہ ان سے اور بھی کچھ بول رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔

ان کی حالت کو دیکھ کر میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو کچھ لے لینا۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔

ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔

ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔

ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔
 ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے اور ان کے پاس سے کچھ لے رہے تھے۔

میں سے کسی ایک سے اس کا قرضہ لے لیا جائے گا۔ چنانچہ یہاں ہے مگر روحدوں کے ہوتے تو ان کی تاثیرات ایک مہم آئیں جن میں با اختیار و طریق ہے، اس کا سہارا میں فقہی روایات سے لے کر کئی روایات ہیں، ان روایات فقہی مہم آئیں جن سے اس کے ثانی اور ثانی روایات سے ثابت ہوا ہے:

لا یقتل الخیارہ (القاضی) قاضیا آخر فی غیر عملہ أو غیر عملہ
 ولو کان عمی قضائہ لاند بالنسبۃ الی العمل الآخر کواحد من الرعايا غیرہ ان
 نکاحہ منسوخ فی ذلک بالإجماع (۱) (۱۳۱۹)۔

اس کا مطلب یہی ہے کہ قاضی کا قرضہ مگر روحدوں تک محدود ہوگا، بعینہ یہی
 روایت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ نے اس وقت تحریر فرمائی ہے، جبکہ حضرت علیہ
 السلام سے یہ روایت مندرجہ بالا پر مبنی ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

مگر روحدوں تک محدود ہے، قاضی یا مفتی کے پاس اپنا فتویٰ بنا کر
 لکھوات بیان کریں، ان کے قرضہ پر افطار کا حکم دینا اور افطار کرنا کسی کے لئے جائز نہیں
 ہے۔ (۲) (۱۳۱۹)۔

فقہیت بنائے گی، پندرہویں باب، ریڈیو، فیکس، ٹیلی گرام معتبر ہے یا نہیں؟

ان آلات جدیدہ کے ذریعے حاصل ہونے والی خبر کے صحیح غیر صحیح کا فیصلہ کرنے سے
 پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ ان آلات میں خبر رسائی کے کون سے طریقے موجود تھے، جس پر افطار
 واجب ہے اور وہ کیا ہیں، ان کے قرضہ میں خبر رسائی کے تین طریقے رہتے تھے:

(۱) قلمی آواز، (۲) دستدورپی کا استعمال، (۳) قندیلوں کی روشنی۔

خبر رسائی کے ان تین طریقوں کے بارے میں فقہی روایت نقل کی جا رہی ہے:

نہاں ہر وہ پتھر جس کی تصویر بسبب عیب و خرابی کے
 جس نے جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی

نہاں ہر وہ پتھر جس کی تصویر بسبب عیب و خرابی کے
 جس نے جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی

نہاں ہر وہ پتھر جس کی تصویر بسبب عیب و خرابی کے
 جس نے جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی
 وہ وہ جس کی عمارت کے طور پر تعمیر کی گئی تھی

اور غور دیکھا جائے تو توپن آہ اور روشنی کے مقابلہ میں ریڈیوں خبر افادہ خبر اور حصول عیب نقص میں بدرجہا آگے ہے۔

ریڈیوں خبر مونس ٹرانزاک کے ساتھ حضرت مفتی محمد شفیع نے بھی معتبر فرمایا ہے چنانچہ وہ ”آیات جدیدہ کے شرعی احکام میں لکھتے ہیں:

”جس شہ میں باقاعدہ قاضی یا بلال کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو اس اعلان کو ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہ کے قاضی یا بلال کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہ اور اس کے مضامین و دیہات کے لوگوں کو اس اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس کا پابندی جانے کہ وہ چاند کے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کریں صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہ کے قاضی یا بلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کو نشر کرنے میں پوری احتیاط حاصل ہے۔ جن الفاظ میں فیصلہ کیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں، جس ریڈیو میں ایسی احتیاطی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کے لئے درست نہیں (س ۱۸۸-۱۸۵)۔“

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ ریڈیو کی خبر معتبر اس صورت میں ہوگی جب کہ کسی جگہ، پر مشتمل بلال کمیٹی یا کسی مستند ثقہ عالم نے باقاعدہ شرعی بنیادوں پر رأیت کا فیصلہ کیا ہے، اور اب ان دنوں اس فیصلہ کو پوری تفصیل و تصریح کے ساتھ بلال کمیٹی یا ثقہ عالم کی جانب منسوب کر کے بحیثیت نمائندہ ریڈیو سے اعلان کے طور پر نشر کرتا ہے تو اس طرح اعلان و نیت سمجھانے کا اور اس پر عمل کیا جائے گا۔

مونس ٹرانزاک کے ساتھ ریڈیو کا اعلان اس وقت معتبر ہوگا جب کہ اعلان کرنے والا مسلمان ہو غیر مسلم نہ ہو۔ قرآن پاک کی آیت: ”لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً“ (سورہ بقرہ ۱۷۷) کی بنیاد پر فقہائے کرام کی عبارت: ”لا يقبل قول الكافر في الديانات“ ایک اصل کلی کی حیثیت رکھتا ہے۔

میں نے اپنے پیسے کو صرف اسی لئے خرچ کیا ہے کہ وہ لوگوں کو
 اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں خرچ
 کرنا چاہتے ہیں انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔

اللہ کی راہ میں

یہ سب باتیں ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے
 ہوتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہیں جو اللہ کی راہ میں
 خرچ کرنے سے ہوتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہیں جو
 اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہوتی ہیں۔ یہ
 سب باتیں ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے
 سے ہوتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہیں جو اللہ کی
 راہ میں خرچ کرنے سے ہوتی ہیں۔ یہ سب
 باتیں ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے
 ہوتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہیں جو اللہ کی راہ
 میں خرچ کرنے سے ہوتی ہیں۔ یہ سب باتیں
 ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہوتی
 ہیں۔ یہ سب باتیں ہیں جو اللہ کی راہ میں
 خرچ کرنے سے ہوتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہیں
 جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہوتی ہیں۔

اسی کا ذکر ہے "مدار تصدق" اردو یہ ہے، احادیث نبوی و ایہ ت رسول اور سنت خانی، راشدین پانچوں کے لئے اور ان کیفیتوں سے آپس طرح بانجہ اور واقف ہیں، جس سے خدمت کے ہر متحرک پر کسی کی طرف سے ہے، ان سب میں نے ان تمام امور کو عملی جامہ پہنا یا اور ہدایات پر عمل کرنا "الحط یشبہ الخط" کے احتمال کی بنیاد پر ان تحریروں میں "مدار تصدق" اردو یہ ہے، احادیث نبوی اور یہ ت رسول و معیار عدس قرآن و سیرتہ کے بہت سے اصولی پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر لیا ہے، بشرطیکہ ان اصولوں کے اسلی ہونے کا اطمینان حاصل کیا گیا ہے، ان کی تحریروں میں کتب فقہ میں بکثرت موجود ہیں، منتقل ابن ہمام فرماتے ہیں: "الکتاب السوسومہ و خط السمسار و الصراف حجة للعرف الجاری" (فتح قدیر، ص ۱۰۶)

نورینا بنے عرف عام میں روانہ پانچوں سے صداقت کا یقین حاصل ہوجانے کی بنا پر منتقلی و صوف نے خط و بحث قرار دیا ہے۔

ان مقام پر علامہ ابن ہمام نے محمد بن مقاتل کا ایک اہم جواب نقل کیا ہے: "من نسی شہادۃ و وجد خطہ و عرفہ هل یسعد ان یشہد قال: اذا کان الخط فی حوزہ یسعد ان یشہد" (فتح قدیر، ص ۱۰۶)

اس سلسلہ کی مزید ایک اور مثال ملاحظہ ہوجئے علامہ شامی نے نقل کیا ہے:

"صراف کتب علی نفسه بمال و خطہ معلوم بین التجار و اهل البلد ثم مات فجاء غریم یطلب المال من الورثة و عرض خط المیت بحیث عرف الناس خطہ یحکم بذلك فی ترکہ ان ثبت أنه خطہ و قد جرت العادة بین الناس بمثلہ و هو حجة" (شامی، ص ۱۰۶)

اس سلسلہ میں اہم قیمتی اصول کی طرف علامہ شامی نے رہنمائی فرمائی ہے کہ خط کی

”ولو سسع من وراء حجاب كفيف لا يشف من درانه لا يجوز لدان
بشبهه، لان النعمة تشبه النعمة الا اذا احاط بعلم ذلك، لان المسوغ هو العلم
عبر ان روئنه تكلما بالعقد طريق العلم به، فاذا فرض تحقق طريق آخر جاز
التمتع به“

ابن ہمام کے تلامذہ سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے کہ اصل بات اطمینان کا حاصل ہوجانا
ہے اور اس یقین کا پیدا ہوجانا ہے کہ یہ آواز اسی شخص کی ہے جس کی تم بھی جا رہی ہے۔
مذکورہ متعدد نسخے میں ریڈیو اور ٹیلیفون کی خبروں کو شرع کے نواحی امور مثالی کی روشنی
میں اس وقت معتبر سمجھا اور درست قرار دیا گیا، جبکہ ان خبروں کو سن کر اس کی صحت کا یقین یا ممت
مغالبہ نہیں پیدا ہوجائے ورنہ وہ خبریں غیر معتبر ہوں گی، اسی سے فیکس اور ٹیلی گرام کی خبروں کا
معیار متعین کیا جاسکتا ہے، فیکس اور ٹیلی گرام سے ملنے والی خبر اگر قلمی اطمینان اور غلبہ نظر کی حد
تک ہے تو اسے قبول کر کے سووم و افطار کا حکم لگا سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

ضروری تنبیہ

مذکورہ تحریر میں آلات جدیدہ کی خبروں کو بصورت یقین وغلبہ نظر معتبر مانا گیا، لیکن یہ
سب خبریں اس وقت معتبر ہوں گی، جبکہ ہلال کی رویت شرعی طریقہ پر ہو چکی ہو، اگر ہلال برائے
رمضان ہے تو شرعی رویت کا ثبوت بطریقہ شہادت قضی کی مجلس میں دینا ضروری ہے، اور اگر
ہلال برائے افطار ہے تو شرعی رویت پہلے ثابت ہو جائے۔

رویت ہلال میں محرمہ موسمیات اور فلکیات سے مدد لینا

زیر بحث مسئلہ میں نفیاً و ثبوتاً حکم لگانے سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ اس باب میں شارع
نے رویت کا مدار کس چیز پر رکھا ہے، اس باب کی دو حدیث بہت معروف و مشہور ہے:

۱۔ لا تصوموا لیس رمضان صوموا لرویتہ و افطروا لرویتہ۔

۲۔ کفون غیہ علیکمہ فاقدر و اللہ۔

یہاں پہلے باتیں ہیں ذہیب نے روایت بذریعہ اس کے کہ وہاں ہے۔ ثبوت ثبوت۔
 روایت ہوسکتی ہے روایت کے بغیر ۵۵ جو انہیں ۵۵ باب ہے تو روایت حضور
 لوریتہ لیکن ان پر اس نے ان کے ثابت ہوا کہ ثبوت ہے وہاں ہوسکتی ہے وہاں انہیں
 روایت روایت ہوسکتی ہے چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ انہیں ۵۵ باب ہے تو روایت ہوسکتی ہے
 ہوسکتی ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے
 انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے
 انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے

یہاں پہلے باتیں ہیں روایت کے بغیر ۵۵ جو انہیں ۵۵ باب ہے تو روایت حضور
 لوریتہ لیکن ان پر اس نے ان کے ثابت ہوا کہ ثبوت ہے وہاں ہوسکتی ہے وہاں انہیں
 روایت روایت ہوسکتی ہے چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ انہیں ۵۵ باب ہے تو روایت ہوسکتی ہے
 ہوسکتی ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے
 انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے
 انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے
 انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے

یہاں پہلے باتیں ہیں روایت کے بغیر ۵۵ جو انہیں ۵۵ باب ہے تو روایت حضور
 لوریتہ لیکن ان پر اس نے ان کے ثابت ہوا کہ ثبوت ہے وہاں ہوسکتی ہے وہاں انہیں
 روایت روایت ہوسکتی ہے چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ انہیں ۵۵ باب ہے تو روایت ہوسکتی ہے
 ہوسکتی ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے
 انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے
 انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے
 انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے انہیں ۵۵ باب ہے

اس وقت رسد یہ اور دور بیہوشی کے ذریعہ اس کا وجود دیکھو بد فرمایا: ”فان غم علیکم
 کثیرا لعدۃ ثلاثین“

اس میں لفظ ”ثلاثین“ اس طور سے قابل نظر ہے، اس لفظ کا لغوی معنی عربی محاورے
 تھوڑے ہواہ قلموں و شرح قلموں یہ ہے: ”غم الیلاہ علی الناس غما اذا حال
 دون الیلاہ غیم رقیق او غیرہ لم یر“ (لفظ ”غم الیلاہ علی الناس“ اس وقت ہوا
 پر تائب جبکہ بلاں کے درمیان کوئی بدل یا دوسری چیز حائل ہو جائے اور چاند دیکھا نہ جاسکے)
 تین برسوں میں قلموں۔

جس سے معلوم ہوا کہ اس سنت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے وجود و تسلیم کر کے یہ حکم دیا
 ہے، یہ حکم مستور ہو جانے کے بعد موجود ہونا لازمی ہے، جو چیز موجود ہی نہیں اس کو محدود کیا جاتا
 ہے، کھرات میں اس کو مستور نہیں ہوتے، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ چاند کے مستور ہونے کے
 مختلف اسباب ہوتے ہیں، ان میں کوئی بھی سبب پیش آئے بہر حال جب نکالوں سے مستور ہو
 یا وہ دیکھا نہ جائے گا تو حکم شرعی یہ ہے کہ روزہ وغیرہ میں اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے، جس میں مذکور ہے کہ پچھلے صحابہ
 پر ائمہ کے لئے نکلے، راستہ میں چاند پر نظر پڑی تو چاند کا سائز اور روشنی دیکھ کر آپس میں گفتگو
 ہوئی، بعض نے کہا: یہ دو رات کا چاند ہے، اور بعض نے کہا: تین رات کا، حضرت عبداللہ بن
 عباس کے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے اس کو اول اس رات میں دیکھا؟ بتلایا گیا کہ فلاں شب
 میں روایت ہوئی تھی، ابن عباس نے فرمایا: ”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدہ للروایۃ فهو لللیلۃ
 رأیتموہ“ (صحیح مسلم، ۳۰۸)۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو روایت کی طرف منسوب فرمایا ہے، اس لئے رات کا
 چاند سمجھا جائے گا جس میں اس کی روایت ہوئی ہے۔

تعلیمی مقاصد

ان کے خیالات اس قدر ترقی پزیر تھے کہ یہاں مسئلہ پرندے اور چوہا نہیں بلکہ اس کے تمام
 نسلوں کے قتل و کشتار ہے اور درہمین کے زچہ کی شہنشاہوں نے تو پرندوں کو
 لیکر پھینک دیا ہے اور ان پر ہزاروں کے لاکھوں روپے خرچ کیے ہیں اور ان کے
 قتل کی وجہ سے ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے

پھر ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے

۴۰۔ (الف) ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے
 نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے نتیجے میں ان کے قتل و کشتار کے

قولان ہو جو میں بتا کہ سب احوال میں ایک چیز مشترک ہے کہ وہ سب ایکٹس وانوں کی تعداد ایک ہی ہے۔ اور یہ سب عدل پر اتفاق کرینا محال و مستحکم ہے۔ اور یہ تعداد زمان و مکان کے ساتھ ساتھ تبدیل ہو سکتے ہیں۔

اس طرح غیر آہود سے حوالہ کی بنا پر جو تو ایسے موقع پر رمضان کے چاند کے سلسلے میں ایک سال کی شہادت پر روایت کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، اور اگر رمضان کے علاوہ دیگر ایسی جگہوں پر روایت ہو تو ایسے وقت میں شہادت ثبوتی کے بعد ہی روایت ہلال کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، یہ ہلال سلسلے ہو فتویٰ کی کتاب میں موجود ہے اور یہ ۳۵۳۔

مستور الحال شخص کی شہادت پر روایت کا اعتبار کرینا صحیح ہے اور مستور الحال شخص کا قول یہ بات پس معتبر ہے۔

”قول الضحاوی عدلاً کان او غیر عدل ان یكون مستوراً“

اور یہ ۱۲۱۵۔

اسی مقام پر ہدایہ کے حاشیہ پر یہ عبارت: ”وفی رواية الحسن وهی المذكورة لفظ شهادة المستور وبه أحد الحلوانی“ مستور الحال کی شہادت کے معتبر ہونے پر حوالہ ہے۔

شہادت ہلال کی شرطیں

(۱) شہد کا مسلمان ہونا۔ (۲) عاقل ہونا۔ (۳) بالغ ہونا۔ (۴) بینا ہونا۔

(۵) شہد کا عادل ہونا۔ (۶) لفظ شہادت کا ہونا۔ (۷) جس واقعہ کی شہادت ہو اسے پچھتم خود

دیکھنا۔ (۸) مجلس قضا کا ہونا۔

شہادت کے باب میں پانچویں شرط عدالت کے متعلق یعنی اور فتح القدر کے حوالہ سے

تعمیراتی پیشرفتوں کے لیے یہ پارتی بڑی اہم ہے۔

پس ہمیں اس کے لیے اپنی تمام طاقتوں کو جمع کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

یہ سب کاموں کو ہمیں اپنے ہر پیمانے پر پیش قدمی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

بلال ان لوگوں کے حق میں محض ایک خبر ہے، اور یہ اعلان ان لوگوں کے حق میں اعلان سلطان کا درجہ نہیں رکھتا۔

الایہ کہ ایک صوبہ و علاقہ میں شرعی طور سے رویت بلال ثابت ہو جانے کے بعد دیگر صوبہ و علاقہ جات کے قاضی یا بلال کمیٹی اس رویت بلال کی تصدیق نہ کر دے، ان علاقوں کے قاضی کی تصدیق کے بعد اب یہاں کے لوگوں پر بھی رویت کا تحقق ہو جائے گا۔

لیکن یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ مطالع ایک ہی ہوں، مطالع کے مختلف ہونے کی صورت میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے معتبر نہیں، کیونکہ اختلاف مطالع کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کے سلسلہ میں یہ بات پہلے مذکور چکی ہے کہ اگر اختلاف مطالع معتبر نہیں مانا جائے اور ایک جگہ کی رویت سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے رویت ثابت ہو جائے تو ایسی صورت میں ایک ازمخراہی کا سامن کرنا پڑے گا، وہ یہ کہ مہینہ کبھی کبھی ۳۱ اور ۲۸ کا ہونے لگے گا حالانکہ مہینہ ۲۹ اور ۳۰ سے کم اور زائد کا ہوتا ہی نہیں، اسی خراہی کے پیش نظر اکثر فتاویٰ کی کتاب ”بدائع الصنائع، مجمع الزہراء، تبیین الحقائق“ وغیرہ جس کے حوالے مذکور چکے ہیں سب میں اختلاف مطالع کو معتبر مانا گیا ہے۔

۱- ریڈیو سے رویت بلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا شرط ہے، کیونکہ قرآن کی آیت: ”لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً“ (سورہ بقرہ) کے بموجب فقہاء نے لکھا: ”لا يقبل قول الكافر في الديانات“ جس کا مقتضا یہی ہے کہ کافر کی خبر بہ سزا نہ مانی جائے اگرچہ تجربات خبر صحیح نقل کرنے اور صحیح اعلان کرنے میں تصدیق کرتے ہوں۔

رہیت ہلال سے متعلق پیدا ہونے والے مسائل اور حل

مہاراجہ جی کے ہاتھ لکھی ہوئی

تعارف:

ہم اہل حقینہ کے لئے ایک نیا ہیرو بننے کی راہ دکھانے کے لئے اس کتاب کو لکھ رہے ہیں۔
جب کہ اللہ کی ہدایت سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ہم اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں
کھڑے کرنا چاہتے ہیں۔

تو لا غیر نہ لاجتہاد کے مطابق ہی تمام لوگوں کو یہ بات بتا دی جائے گی۔
ہم یہ سب سنا کر بہت مسرور ہیں۔

اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
بڑی بڑی نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔

یہ سب باتیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔
اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

(۱) یوں اصراف بات یہ ہے کہ اختلاف مطاع کا اعتبار کیا جائے، اس لئے کہ ہر قوم کی نصاب ہوتی ہے اس سے وہ چار دن اور چاند بھی سورج کی شعاعوں سے انفصال مطاع سے ملتی کے مختلف ہوتا ہے، جیسا کہ وقت نماز کا دخول و خروج، منطلق (عاقبوں) کے اختلاف کی بنا پر مختلف ہوتا ہے۔

اس مسئلہ میں مجلس تحقیقات شریعیہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لاہور نے اختلاف مطاع پر بحث و تجزیہ کے بعد جو تجویز مرتب کی ہے وہ حسب ذیل ہے:

یہ تجویز اس مسئلہ کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کیلئے رہنما اصول فراہم کرتی ہے اس تجویز پر ۱۹۶۱ء کی تاریخ درج ہے۔

۱۔ نفس امر میں پوری دنیا کا مطاع ایک نہیں ہے، بلکہ اختلاف مطاع مسلم ہے۔ یہ ایک واقعی چیز ہے اس میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۲۔ اہل فقہاء اس باب میں مختلف ہیں کہ صوم اور افطار صوم کے باب میں یہ اختلاف مطاع معتبر ہے یا نہیں، مگر تحقیق احناف اور حاکم امت کی تصدیحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی منفقہ رائے ہے کہ بلاد ہجیرہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطاع معتبر ہے۔

۳۔ بلاد ہجیرہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باجمہ اس قدر دوری واقع ہو کہ عادیق ان کی روایت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے، ایک شہر میں ایک دن چاند نظر آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن سے بعد ان بلاد ہجیرہ میں اس ایک کی روایت دوسرے کے لئے لازم کر دی جائے تو مہینہ کسی ہلکا سا دن ہو جائے گا اور کسی جگہ ۳۰ دن کا فرار پائے گا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے ان قول کی تائید ہوتی ہے۔

۴۔ بلاد ہجیرہ وہ شہر ہیں جن کی روایت میں عادیق ایک دن کا فرق نہیں پڑتا، فقہاء ایک

ہوئی اور ان کے لئے ایک نیا دور کھلا گیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

تہذیب و تمدن

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

تہذیب و تمدن

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

تہذیب و تمدن

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

تہذیب و تمدن

یہ تہذیب و تمدن ہے جس نے مروجہ تعلیم کو بدل دیا۔

تہذیب و تمدن

۴- خراسان و اندلس کے درمیان کا فاصلہ بعید ہے اور اس کے قریب (تختہ وادی باب ماہ اہل بدرہہ تمہ)۔

۵- مدینہ اور شام کے درمیان کا فاصلہ بعید ہے اور اس کے قریب (تختہ وادی باب ماہ اہل بدرہہ تمہ)۔

۶- مہملی جس وقت قریب تھے وہ قریب ہے اور جس کو بعید سمجھے وہ بعید (عرف الشذی باب ماہ اہل بدرہہ تمہ)۔

۷- اسلامی حکومت کے تمام شہر ایک شہر کے حکم میں ہیں، یعنی اگر خلیفۃ المسلمین شہادت کی بنا پر چاند تسلیم کرے تو ملک کے تمام شہروں میں چاند تسلیم کرنا ضروری ہے (تختہ وادی باب ماہ اہل بدرہہ تمہ)۔

۸- ایک ملک کے تمام شہر آپس میں قریب ہیں اور دوسرا ملک بعید ہے (تختہ وادی باب ماہ اہل بدرہہ تمہ)۔

۹- کسی جگہ کی رویت دوسری جگہ تسلیم کرنے میں اگر ایک دن کا فرق لازم آئے تو اختلاف مطلع کا اعتبار نہ ہوگا اور اس سے کم میں اختلاف مطلع کا اعتبار نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں ۲۹ کے بجائے ۲۸ یا ۳۰ کے بجائے ۳۱ دن کا مہینہ ہو سکتا ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے (فتاویٰ شرح مسلم باب بیان ان کل بدرہہ تمہ)۔

اسی طرح تمام شہروں میں ایک ہی دن رمضان یا عید منانا نہ مسلمانوں پر لازم ہے اور نہ اس کے اجتماع میں پڑنا کوئی اسلامی خدمت ہے اور نہ عادت ایسا ہو سکتا ہے۔ حضرت کریمؐ کا واقعہ صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ وہ مدینہ سے شام حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تھے، وہاں رمضان کا چاند جمعہ کی شب میں دیکھا اور سب نے جمعہ کا پہلا روزہ رکھا۔ کریمؐ جب واپس مدینہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے رمضان کا چاند کس

”فلا عبرة تقول الموقنین“ (مؤمنین ۲۲) ”مذہب و مذہبہ موقنین“۔

(چاندے اوقات بتانے والوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے)۔

یعنی اس سلسلہ میں تھوڑی سی وسعت اس طرح پیدا کی جاسکتی ہے کہ علم بیعت کے اعتبار سے جس تاریخ میں چاند کا امکان نہ ہو اور جس تاریخ میں چاند کا امکان ہو دونوں صورت حال کو پیش نظر رکھ کر کسی یقینی رائے تک پہنچنے کے بعد ہی فیصلہ کیا جائے۔

علم بیعت کی حقیقت اور علم بیعت کی بنیاد پر چاند کی رؤیت و عدم رؤیت کے بارے میں ان فن کے ماہر ابو ریحان البیرونی کی رائے ملاحظہ ہو:

تمام ماہرین علم بیعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رؤیت بلال اور اس کے مشاہدہ کے سلسلہ میں جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں ان سب کا تعلق صرف تجربات سے ہے اور منظر کے پتہ حساب قواعد ہیں جن کے سبب آنکھ کے ذریعہ مشاہدہ میں آنے والی چیزیں چھوٹی بڑی دکھائی دیتی ہیں، احوال فلکیہ بہت اس طرح کے ہیں کہ کوئی بھی انصاف پسند شخص امران کے بارے میں غور کرے گا تو وہ بلال کی رؤیت و عدم رؤیت کے بارے میں کسی قطعی نتیجہ تک نہ پہنچ سکے گا (تاریخ بائین القرون ان بیرونی ۱۹۸)۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اختلاف مطالع کے اعتبار سے مقامات قریبہ اور بعیدہ میں رؤیت میں ایک دن یا اس سے کم بیش کا فرق ہوتا ہے، جبکہ علم بیعت میں طول و عرض کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے، اسی لئے علم بیعت کے ماہرین کہتے ہیں کہ جب شمس و قمر کی تقویم میں صفر کا فرق ہو تو بلال (New moon) وجود میں آتا ہے جو پوری دنیا کیلئے ہوتا ہے۔

اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریعت نے بصری رؤیت کا اعتبار کیا ہے علم بیعت و فہدیات کی حسابی رؤیت کا نہیں، ہاں وہ معاملات جن کا تعلق عبادات سے نہ ہو ان میں علم بیعت کی حسابی رؤیت کا اعتبار کیا جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔

نہیں ہے، الا یہ کہ خلیفہ وقت اسے تسلیم کرے اس صورت میں تمام لوگوں کیلئے اس کی تعمیل لازم ہوں، اس لئے کہ ملک کے تمام شہر اس کیلئے ایک شہر کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کا حکم پورے شہر پر نافذ ہوگا کیونکہ وہ پورے ملک کیلئے واجب الاتباع ہے۔

خط، ٹیلیفون، ریڈیو، ٹی وی، اور تار کے ذریعہ روایت ہلال کی اطلاع اور جہاد وغیرہ کے ذریعہ روایت کے سلسلہ میں چند باتیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں (تاج جامع ۲/۱۹۸)۔

۱- ہوائی جہاز کے ذریعہ روایت

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ عبد رسالت، خلافت راشدہ اور خیر القرون کے تعامل کی بنا پر ہمارے نزدیک کسی طرح مستحسن اور پسندیدہ نہیں کہ ہوائی جہازوں میں اڑ کر چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے، لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ اتفاقاً طور پر ہوائی جہاز کا کوئی مسافر چاند دیکھ لے اور آکر شہادت دے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے، کیونکہ اس کی شہادت کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں، بلکہ نیچے کی ہوا میں سرد و غبار اور بخارات کی وجہ سے مستبعد نہیں کہ چاند نظر نہ آئے اور بلند جگہ ہوا صاف ہونے کی وجہ سے نظر آئے: ”كما قال الشامي: وقد يرى الهلال من أعلى لأماكن ما لا يرى من الأسفل فلا يكون تفرد به بالرؤية خلاف الظاهر“۔

شرط یہ ہے کہ ہوائی جہاز کی پرواز اتنی اونچی نہ ہو جہاں تک زمین والوں کی نظریں پہنچ ہی نہ سکیں، کیونکہ شرعاً روایت وہی معتبر ہے کہ زمین پر رہنے والے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ سکیں اس لئے اگر میں میں ہزار فٹ کی بلند پرواز کر کے کوئی شخص چاند دیکھ آئے تو اس بستی کیلئے وہ روایت معتبر نہیں جس کو عام انسان باوجود مطلع صاف ہونے کے اس کو نہیں دیکھ سکتے۔

کی تعمیرات، موانع مبدائی فونکشنل محلی اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”کہ جب شب گذشتہ در آنجا رویت بلال یا بوساطت تاری برقی دریافت میں امر شد تا وقتیکہ شہادت آن نہ شود از تہ برات کشید و اخبار عدیدہ معلوم نہ شود اعتبار آن نہ پدید ساخت“
 (تعمیراتی مسائل، ۱۲۵۰)

(رویت بلال کے ثبوت کیلئے وہی خبر معتبر ہے جو مشہور ہو جائے، اگر کسی مقدمہ سے خبر پہنچے کہ وہاں گذشتہ شب چاند کی رویت ہوئی ہے یا نہیں، حرام کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوئی تو اس خبر کا اس وقت تک اعتبار نہیں کیا جائے گا جب تک کہ متعدد تحریروں اور مختلف خبروں سے اس کی تصدیق نہ ہو جائے۔)

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ رویت کی اطلاع

موانع مفتوحہ شائع صاحب ٹیلیفون کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”آواز اول تو ٹیلیفون میں صاف پہچانی جاتی ہو دوسرے اگر پہچانی نہیں جائے تب بھی آوازوں میں تشابہ ہوتا ہے اور جو شرط ہے محجب کے تعیین کی کہ اس کے کلمہ کے وقت دو معتبر شخص اس کو دیکھ رہے ہوں اور وہ اس کو دیکھ کر کہیں کہ یہ متکلم فلاں شخص ہے اور یہ محتاج ابی التعمین اس وقت ان دونوں کو دیکھ رہا ہو یہ یہاں ممکن نہیں، لہذا یہ شہادت ٹیلیفون کے واسطے سے رمضان یافتہ میں معتبر نہیں“ (آیت جدیدہ کے شرعی حکام)۔

خلاصہ کلام یہ کہ عام حالات میں ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے، لیکن اگر قرآنِ قویہ سے اور خصوصی نظم کے ذریعہ ٹیلیفون سے اطلاع آتی ہے اور اس سے ظن غالب پیدا ہو جاتا ہے تو معتبر ہے۔

یہی حال تحریر کا بھی ہے جس طرح ٹیلیفون میں آواز میں مشابہت کا اندیشہ ہوتا ہے اسی

ایسا شہر جس میں کوئی مسلمان حاکم نہ ہو وہاں کا آئندہ عام حاکم کا قائم مقام ہونا، اس لئے ان فیصلہ پر جس کی اطلاع ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعہ دی جا رہی ہو عمل کرنا ان لوگوں کیلئے ضروری نہ ہوگا جو اس روایت ہلال منیٰ یا امارت کے دائرہ میں آتے ہیں ہاں جو لوگ اس دائرہ میں نہیں آتے ہیں، ان کیلئے اس پر عمل کرنا ضروری نہ ہوگا اور ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے خبر نشر کرنے والے کی حیثیت منادی سلطان کی ہوگی اور منادی سلطان کی خبر معتبر ہے اور وہ واجب التعمیل ہے چاہے منادی عادل ہو یا فاسق۔ فتاویٰ عالمگیری میں صراحت موجود ہے:

”خبر منادی السلطان مقبول، عدلا کان او فاسقا“ (فتاویٰ عالمگیری ۲ - ۲)۔

(منادی سلطان کی خبر مقبول ہے چاہے وہ عادل ہو یا فاسق)۔

روایت ہلال کے ثبوت کے شرعی ضابطے

شریعت مطہرہ نے ثبوت ہلال کیلئے کچھ ضوابط متعین کئے ہیں۔

ان ضابطوں کی تفصیلات ذیل میں دی جا رہی ہیں، اثبات ہلال کے وقت اگر یہ ضابطے پیش نظر رہیں تو شرعی طور پر ثبوت ہلال کے فیصلہ میں غلطی کے امکانات باقی نہیں رہتے، بیش دفعہ اس شرعی ضابطوں کو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے یا ان سے ناواقفیت کی وجہ سے اس مسئلہ میں فروگزاشت ہو جایا کرتی ہے۔ وہ ضابطے یہ ہیں۔

۱- روایت عامہ

اگر مطلع ابراؤد نہ ہو اور ملک جم غفیر چاند کیلئے تو عید الفطر اور رمضان کے چاند کے ثبوت کیلئے یہ روایت عامہ کافی اور قطعی ہے اس کے بعد شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

جب آسمان صاف ابراؤد نہ ہو تو ایک یا دو آدمیوں کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی یہاں تک کہ چاند کی خبر اچھی طرح مشہور اور مبرہن ہو جائے، رمضان اور عید کے ہلال کے لئے یہی

ایک شخص کی باتوں کا وہی اثر ہے بلند مقام سے ایسا ہے اور پھر چار شے ہوں اور

تو علی فزون الطحاوی اعتمداً الامام السرخسانی و صاحب الاقضية

والفتاوی الصغری "تائیدات میں کتاب سوم ہے

اور مزہبی کے قول و امام سرخسانی صاحب الہدایہ کے تائیدات میں ہے اور

تائید الاقضية والفتاوی الصغری کے تحت کے تائیدات اور پھر

فتاویٰ بر مکتبہ اہل سنت و اہل حق کے تائیدات اور پھر

بغیر انہی فتاویٰ صغیرہ مسدودہ اہل حق و ذویہ اہل حق

مصر و لائے عراق، مشرق و مغرب اہل حق و اہل حق صحیحہ اور صحیحہ اہل حق

تائیدات کتاب سوم ہے

اور تائیدات آپ کی آواز تائیدات کے پیرائے تائیدات صحیحہ اور صحیحہ اہل حق

اور تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق

تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق ہے

تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق ہے

تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق ہے

تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق ہے

تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق ہے

تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق ہے

تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق ہے

تائیدات اہل حق اور تائیدات اہل حق ہے

ایسا شہ جس میں کوئی مسلمان حاکم نہ ہو وہاں کا عقد عامہ حاکم کا قائم مقام ہوتا، اس لئے اس فیصلہ پر جس کی اطلاع ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعہ دی جا رہی ہو عمل کرنا ان لوگوں کیلئے ضروری ہوگا جو اس روایت ہلالِ مبینی یا امارت کے دائرہ میں آتے ہیں ہاں جو لوگ اس دائرہ میں نہیں آتے ہیں، ان کیلئے اس پر عمل کرنا ضروری نہ ہوگا اور ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے خبر نشر کرنے والے کی حیثیت منادی سلطان کی ہوگی اور منادی سلطان کی خبر معتبر ہے اور وہ واجب التعمیل ہے چاہے منادی عادل ہو یا فاسق۔ فتاویٰ عالمگیری میں صراحت موجود ہے:

”خبر منادی السلطان مقبول، عدلا کان او فاسقا“ (فتاویٰ عالمگیری ۲ - ۲)۔
(منادی سلطان کی خبر مقبول ہے چاہے وہ عادل ہو یا فاسق)۔

روایت ہلال کے ثبوت کے شرعی ضابطے

شریعت مظہرہ نے ثبوت ہلال کیلئے کچھ ضوابط متعین کئے ہیں۔

ان ضابطوں کی تفصیلات ذیل میں دی جا رہی ہیں، اثبات ہلال کے وقت اگر یہ ضابطے پیش نظر رہیں تو شرعی طور پر ثبوت ہلال کے فیصلہ میں غلطی کے امکانات باقی نہیں رہتے، بعینہ دفعہ اس شرعی ضابطوں کو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے یا ان سے ناواقفیت کی وجہ سے اس مسئلہ میں فروگزاشت ہو جایا کرتی ہے۔ وہ ضابطے یہ ہیں۔

۱- روایت عامہ

اگر مطلع ابراؤد نہ ہو اور ملک جم غفیر چاند کیلئے تو عید الفطر اور رمضان کے چاند کے ثبوت کیلئے یہ روایت عامہ کافی اور قطعی ہے اس کے بعد شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب آسمان صاف ابراؤد نہ ہو تو ایک یا دو آدمیوں کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی یہاں تک کہ چاند کی خبر اچھی طرح مشہور اور مبرہن ہو جائے، رمضان اور عید کے ہلال کے لئے یہی

ایک شخص کی ہوائی گاڑی زمین پر گرنے سے پہلے وہ امر پھیلنے کا رشتہ بنا رہا ہے۔

ذوالحلیٰ قزول الطحاوی اعتمد الامام ابو عیسیٰ و صاحب الإفصاح

و الفتاویٰ الصغریٰ القزولی و بیوتی کتاب سوم۔

ہم کو ہوائی گاڑی کے حادثوں کی سبب پر ایسا سے قریب میں سبب اور اس کے

قرب واقفیت و تصدیق صغریٰ کے مسئلے کے بارے میں قزولی نے

فقہی برآمد کے بعض مسائل کے بارے میں قزولی نے

یہ وہ فقہی تصدیق نساج کے فقہی و زور کے مسائل

تصدیق کے بارے میں علامہ صاحب تصدیق الطحاوی و علامہ صاحب تصدیق

قزولی کتاب سوم۔

اس کے قریب قزولی نے تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

قزولی نے تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

قزولی نے تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

پیش رو

تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں تصدیق کے بارے میں

ملاءمہ رحمتی فرماتے ہیں:

استفانمہ کا مطلب یہ ہے کہ جہاں چاند ہوا ہے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں ہ جماعت یہ خبر دے کہ اس شہر کے مسلمانوں نے چاند کیجھ کر روزہ رکھا ہے محض خبر کا پھیل جانا کہ یہ بھی معلوم نہ ہو اس نے یہ بات کہی، خبر مستفیض نہیں ہے۔

”قال الرحمتی: معنی الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددة دون كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة أنهم صاموا عن رؤية لامجرد الشیوع من غیر علم عن إشاعته“ (شامی ۱۲۹/۲، المہبوط للسرحدی ۱۳۰/۳ کتاب نوادر الصوم)۔

اگر خبر مستفیض اور متحقق ہو جائے دوسرے شہر کے باشندوں کے درمیان تو اس شہر کا حکم ان کیلئے لازم ہوگا۔

جس طرح متعدد آنے والی جماعتوں کی خبر میں مستفیض کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں اسی طرح متعدد تحریریں، چاہے تحریر خط کی صورت میں ہو یا ٹیلی گرام کی صورت میں خبر مستفیض کا درجہ حاصل کر لیں گی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تحریر میں تعداد کثرت ہو۔

مولانا عبدالحی فرنگی مقلی فرماتے ہیں:

”در روایت بلال شہرت اخبار معتبر است۔ اگر از شہرے خبرے رسیدہ کہ بہ شب گذشتہ در آنجا روایت بلال شدہ یا بوساطت تار برقی دریافت این امر شد تا وقتیکہ شہرت آن نشود از تحریرات کثیرہ و اخبار عدیدہ معلوم نشود اعتبار آن نہ باید ساخت“ (مجموعۃ الفتاویٰ ۱۲۵)۔

(روایت بلال کے ثبوت کیلئے وہی خبر معتبر ہے جو مشہور ہو جائے، اگر کسی مقام سے خبر پہنچے کہ وہاں گذشتہ شب چاند کی روایت ہوئی ہے یا ٹیلی گرام کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوئی ہے تو اس خبر کا اس وقت تک اعتبار نہیں کیا جائیگا جب تک کہ متعدد تحریروں اور مختلف خبروں کے ذریعہ اس کی تصدیق نہ ہو جائے)۔

تھوڑے، اور ابو حنیفہ سے اوٹھڑ کی ہیں روایت ہے، لیکن امام حسن کی امام ابو حنیفہ سے روایت
یہ ہے کہ اس صورت میں بھی وہ مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول ہوں، جبکہ
تفوق العباد میں قبول ہوں ہے اور یہ سنہ ۳۰۲ھ کتاب التہذیب، ص ۲۶۲، ۲۶۳،
ذریعہ راہیں ہے:

"و بلا غلة جمع عظیم يقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بشرفہ"

وعن الإمام ان یکتفی بشاہدین (۱) ص ۲۶۲، کتاب التہذیب

(اگر اس طرح برآوردہ نہ ہو تو ایک بڑی تعداد کا ہونا ضروری ہے تاکہ علم شرعی حاصل
ہو اور علم شرعی سے مراد ظاہر نفس ہے اور امام ابو حنیفہ سے ایسا روایت ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ
دو عورتوں کی شہادت ہوتی ہے)۔

تاریخ نے شہادت و مسائل میں ظاہر نفس کی مقبولیت کے خلاف
ایک ظاہر نفس و عقل یقین کا حکم دیا ہے۔

"وعلم الظن عندهم یلحق بالیقین، وهو المدعی یستوی غلبۃ الاستدلال"

و يعرف ذلك من تصفیح كلامهم في الأبواب "الشیء المورث"

(فقہاء) ص ۳۷۲، ایک ظاہر نفس و یقین کا حکم دیا ہے کہ ظاہر نفس و عقل یقین

کے لئے وہ عورتوں کے ہوتے ہیں، وہ ظاہر نفس و عقل یقین کے لئے ہے۔

تاریخ و مسائل میں ظاہر نفس و عقل یقین کا حکم دیا ہے کہ ظاہر نفس و عقل

کے لئے وہ مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ظاہر نفس و عقل

یقین کا حکم دیا ہے کہ ظاہر نفس و عقل یقین کا حکم دیا ہے کہ ظاہر نفس و عقل

"انما اکبر العزائم و غلبة الظن العلم الشرعی ص ۲۶۲، کتاب التہذیب

غلبۃ الفقہاء" (۱) ص ۲۶۲، کتاب التہذیب

(اگر رائے اور غلبہ ظن سے ایک جانب رہتے ہوئے ہیں، جبکہ اس کی بنیاد پر عمل کرنا معتبر ہے۔)

امام ابوحنیفہ کی دور کی روایت و ترجیح دیتے ہوئے ابن نجیم و ابن عابدین کے مطلق صاف ہونے کی صورت میں بھی وہ شخصوں کی کوئی کوئی خیال کیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ پانچ سو سال پہلے میں سستی اور کاہلی برتتے ہیں۔

ابن عابدین فرماتے ہیں:

”أنت بصير بان كثيرا من الأحكام تغيرت لتغير الأزمان ولو اشترط في زماننا الجمع العظيم لزم أن لا يصوم الناس إلا بعد ليلتين أو ثلاث لما هو مشاهد من تعامل الناس“ (رد المحتار ۲/۹۲ کتاب الصوم)۔

(عمیاد راچہ بیان کہ بہت سے احکام زمانہ کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں اگر ہمارے زمانے میں شہادت کیلئے بڑی جماعت کی شرط رکھی جائے تو لوگ دو دن یا تین دن کے بعد ہی روزہ رکھیں گے، کیونکہ اس سلسلہ میں لوگوں کی سستی ایک عام بات ہو گئی ہے)۔

مطلق صاف ہونے کی صورت میں اگر شہر کے رہنے والے ایک شخص نے اونچی جگہ سے چاند دیکھا یا شہر سے باہر رہنے والے ایک شخص نے چاند دیکھا تو اس ایک شخص کی شہادت معتبر ہوگی۔

”ذكر الطحاوی أنه تقبل شهادة الواحد إذا جاء من خارج المصر لقلّة الموانع وإليه الإشارة في كتاب الاستحسان و كذا إذا كان على مكان مرتفع في المصر“ (بدیہ کتاب الصوم)۔

(امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی شہادت قبول ہوگی اگر وہ بیرون شہر سے آیا ہو کیونکہ وہاں رکاوٹیں کم ہوتی ہیں۔ ”کتاب الاستحسان“ میں اس کی طرف اشارہ ہے، اسی طرح

ہائے آدمیوں کو ہمارا سر پیش کر کے دارالافتاء مفتی یا مفتی کے سامنے شہادت لے کر پھر انہیں
 ایسے کے لئے بھیجیں اور وہ وہوں واقعہ بھی مفتی یا مفتی کے سامنے شہادت لے کر پھر انہیں
 تار کے سامنے فاس آؤں گے شہادتوں کے کہ ان کے پاس نہ ہو بیٹھا ہے اور انہوں نے انہیں
 ہوا کہ شہادت لے کر آپ تمام ان کی واپس بھیجیں، یہ شہادت لے کر انہیں یہاں یہاں
 وہ اپنی طرف سے یہ ہونے کو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے یہ

۱۔ شہادتوں کی نشانی

مفتی یا مفتی کی ہاں میں شہادت پیش ہے، انہوں میں وہ ہیں جو
 انہیں شہادت لے کر انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر
 انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر
 شہادتیں پیش نہ کی ہیں اور ان کی شہادتوں کا تعلق انہوں سے ہے
 انہیں ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر

۲۔ کتاب انہوں کی نشانی

یہ ہے کہ مفتی یا مفتی کے سامنے شہادت پیش نہ کی ہے
 انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر
 انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر
 انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر
 انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر انہوں نے انہوں کو ہوا پر

سنا یا ہے اور ہمارے حوالے کیا ہے کہ ہم آپ تک یہ مکتوب پہنچادیں تو دوسری جگہ کا قاضی یا مفتی اس کو منظور کر کے اعلان کر سکتا ہے یہ بھی ثبوت ہلال کیلئے حجت ہے۔ مگر یہ حجت اسی وقت ہے کہ جب وہ دونوں شخص کو ابی دین کہ فلاں قاضی یا مفتی نے ہمارے سامنے اس خط کو لکھا ہے اور پڑھ کر سنا یا ہے اور ہمارے حوالے کیا ہے۔ اگر اس طرح کی شہادت نہ دے تو اس شخص کو ایک خط کی حیثیت سے صرف پہنچادیں تو اس کی حیثیت ایک خط ہوگی (راہ مختار)۔

۳- شہادت:

محلہ آبرابرا آود ہو تو رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت میں اور میرا ثبوت کے چاند کے ثبوت میں فقہاء کے فرق یہ ہے کہ تفصیلی درجہ ذیل ہے:

الف- محلہ آبرابرا آود ہو تو رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت میں ایک اور شہادت شریعت مسلمان مرد یا عورت کے زجر پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے، کیونکہ وہ زجر دینا اس کے لیے ایک ہتھیار ہے۔

ب- رمضان المبارک کے چاند کی روایت ایک مرد یا ایک عورت ہی کو لے کر نہیں لینی ہے۔ اگر کسی نے شہادت میں لگایا تو اس کی وجہ سے صرف ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس کو سزا بھی دینی ہے۔

ج- رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت کے لیے اگر کوئی شہادتی عورت ہو تو

ان کے پاس مرد یا عورت کی چاہیے اور اگر وہ ایک یا تین ہو تو

شہادت میں لگانی ہے۔ اگر کوئی شہادتی عورت ہو تو

اس کے ساتھ کسی ایک مرد کی

لگانا صحیح ہے۔ (صحیح ترمذی، ج ۱، ص ۱۷۱)

۱۷۱-۱۷۱

د- رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت کے لیے اگر کوئی شہادتی عورت ہو تو

اس کے ساتھ

لگانا صحیح ہے۔ (صحیح ترمذی، ج ۱، ص ۱۷۱)

و- رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت کے لیے اگر کوئی شہادتی عورت ہو تو اس کے ساتھ

مرد اور دو عورتیں روایت ہلال مبینی، قاضی مفتی یا عامر کے پاس روایت کی شہادت دیں اور ان احکامات کے ذریعہ ان کی شہادت قبول کر لی جائے (مدراختیار ۲، ۱۲۳)۔

”وتثبت رؤية الهلال للعيد بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين إذا كانت بالسما علة من غيم أو غبار أو دخان“ (الشرح لمیر ۲۱۶۰-۲۱۷-۲۱۸)۔

(ہلال عید کے ثبوت کے لئے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے اور مطلع ابراہیم بن یزید جو کہیں کی وجہ سے صاف نہ ہو۔

”وہر من شہادت شوال دریں چنین حال دو مرد حر عادل یا ایک مرد دو زن احرار و حدوں ہر من شہادت شرط است“ (مالا بد منہ ۹۳)۔

(مطلع ابراہیم بن یزید کی صورت میں عید کے چاند کے ثبوت کیسے دو آزاد عادل مرد یا ایک آزاد عادل مرد اور دو آزاد عادل عورتوں کی شہادت شرط ہے)۔

امام قرآنی سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس صورت میں اگر فاسق کی شہادت کی سچائی کا قاضی کو ظن غالب ہو جائے تو اس کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔ ”وإذا غلب علی الظن صدق الفاسق قبلت شهادته و حکم بہا“ (فتاویٰ عالمگیری ۱۰۱)۔

خلاصہ کا یہ ہے کہ ایک صورت میں خبر مطلوب ہے، دو صورتوں میں خبر مستفیض مطلوب ہے اور ایک صورت میں شہادت مطلوب ہے:

الف۔ مطلع ابراہیم بن یزید اور مسئلہ ہلال رمضان کا ہو تو اس صورت میں خبر مطلوب ہے۔

ب۔ مطلع ابراہیم بن یزید ہو تو ہلال رمضان عید دونوں کیلئے خبر مستفیض مطلوب ہے۔

ج۔ مطلع ابراہیم بن یزید ہو تو ہلال عید کے لئے شہادت مطلوب ہے۔

۴۔ شہادۃ علی الشہادۃ

اسراصل شاید کیلئے دارالقضاء یا مفتی یا کمپنی کے سامنے حاضر ہونا ممکن نہ ہو تو اصل گواہ

لحدیثہ کما فی الاصحاف، و کذا ہو مذهب المالکیۃ الخ (بہر حال ان میں سے

۱۲۵

نیز اختلاف مناجح کے اعتبار اور قول بہرہ مشائخ اور ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔
 سے وہ جو وہ ذیل کی بنا پر بھی ناقابل عمل ہے۔

۱۔ امد قون کا قول: "یسئلونک عن الأهلۃ قال ہی موافقیت لمدائس
 والحجج الامیریۃ والامر امد قون کا قول: "وقلدرہ منازل لتعلموا عدد السنین
 والحجج الامیریۃ" میں واضح ہدایت ہے کہ اچھے مشائخ کا ہر ارشاد کی سبب سے مشائخ کی
 تفسیر میں یہ جو یہ ہے کہ مشائخ تاریخوں اور ہفتائیں معلوم نہیں کر سکتے، بلکہ ان کے پاس ہر
 تاریخیں متعین کرتے ہیں اور ہفتوں اور دنوں کی تاریخوں کی تفصیل دیتے ہیں۔ اس کے برعکس
 مشائخ کے پاس جو انہوں نے تاریخ معلوم کر سکتے ہیں، چونکہ اچھے مشائخ ہر شعبہ کی ہفتائیں اور تاریخوں
 اور ہفتوں کے بارے میں ہیں اس لیے ان کا ہر ایسا ہفتوں اور ہفتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔
 مناجح کے اختلاف کا حتمی ثبوت اس قدر پیچیدہ ہے کہ نتیجہ کے ساتھ وہ ہفتوں کی تاریخوں
 یہ ایک ہفتوں کی صورت میں جو ان کے مطالعہ کا طریقہ ہے یہ ہفتوں کی تاریخوں کی صورت میں
 ہفتوں کی تاریخوں کی صورت میں ہے اور ہفتوں کی تاریخوں کی صورت میں ہے۔ ان کے مطالعہ کے
 مشائخ کی حساب ہفتوں کی تاریخوں اور آسمان سے ہفتوں کی تاریخوں کی صورت میں ہے۔
 کے ہفتوں کی تاریخوں کی صورت میں ہے اور ان کے مطالعہ کے نتیجے میں ہفتوں کی تاریخوں
 ہفتوں کی تاریخوں کی صورت میں ہے اور ان کے مطالعہ کے نتیجے میں ہفتوں کی تاریخوں

صورت میں ایک شہر میں مرکزی حکومت رویت کی بنا پر عید کا فیصلہ کرے اور دوسرے ممالق شہر میں اختلاف مطالع کی بنا پر روزہ کا حکم دے، ایسے فیصلہ کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔

۳- خط اختلاف مطالع کا محل وقوع ہر ماہ مختلف ہوتا ہے، لہذا ہر مہینہ میں اس کی تعیین کے لئے ماہرین فن کی ضرورت پڑے گی جو کا عدم ہیں، نیز اس میں ہر ماہ تبدیلی واقع ہونے کی وجہ سے اجراء احکام میں عسرت اور عوام میں انتشار پیدا ہونا لازمی ہے (احسن الفتاویٰ ص ۹۳)۔

ب- جواب سابق میں اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کی تصریح و ترجیح مذکور ہے، نیز اعتبار کی صورت میں تحدید بھی دشوار ہے، مسیرۃ شہر کی تحدید جس قول میں کی گئی ہے وہ متعدد وجوہ کی بنا پر باطل ہے۔

ج- یہ یاد رہے کہ بلندی کی سطح مختلف ہونے سے مطالع قمر میں اختلاف نہیں ہوتا، ہاں مطالع و مغارب شمس میں ہوتا ہے۔

د- اگر ہندو پاک و بنگلہ دیش و نیپال کے تمام مسلمان رویت ہلال کے فیصلہ کے لئے کسی کمیٹی کو اختیار دیدیں اور اس کمیٹی کے سامنے رویت ہلال کا شرعی ثبوت مہیا ہونے پر وہ فیصلہ و اعلان کر دے تو ان تمام مسلمانوں پر وہ اعلان و فیصلہ واجب العمل ہوگا بشرطیکہ کمیٹی کے ارکان میں ماہرین فقہ کی اکثریت ہو اور ان کی رائے کو قانونی غلبہ حاصل ہو، اور اگر ایسا نہیں ہے تو مقامی قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کا انتظار ضروری ہے۔

ہ- ہلال رمضان کے علاوہ دیگر اسلامی مہینوں کے ہلال کے لئے خبر کافی نہیں، بلکہ شہادت شرط ہے (کما هو مصرح فی کتب الفقہ) اس لئے ان میں محض خبر رویت پر عمل درست نہیں، چاہے وہ فون یا فیکس یا ٹیلی گرام یا ریڈیو سے ملی ہو، البتہ اگر ہلال رمضان میں خبر اس طرح پہنچی کہ اس میں احتمال تزویر نہ ہو تو اس پر عمل کر سکتے ہیں بشرطیکہ جس جگہ خبر پہنچ رہی ہے مطالع صاف نہ ہو۔

ثبوت روایت ہلال میں علم ہیئت کی حیثیت

دستی انداز پوری

جواب (۱)

الف۔ امام شافعی ابو حنیفہ سے صاحب روایت یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا نتیجہ روایت ہونے والی ہونا مقتضی اختلاف رائے قرار دیتا ہے۔ یہاں تک کہ شرعی و غیر شرعی کے درمیان میں اختلاف مطالع ہونے پر معتبر قرار دے کر ایک جگہ کی روایت و دوسری جگہ کے خلاف روایت سے اولیٰ درمیان میں ہے۔

ب۔ اختلاف المطالع و رویتہ نهاراً قبل الزوال و بعدہ غیر معتبر عمی
ظاہر المذہب و عمید اکثر المشائخ و علیہ الفتویٰ بحر عمی اختلاف المطالع
اہل المشرق برویة اهل المغرب ادا ثبت عندهم رویتہ اولئک بطریق صحیح
کما مر، و قال الربیع: الأئید ابله یعتبر، لکن قال الکشاف: یعتبر
الروایة أحوطاً، بل علی ما فی شرحی ص ۱۰۰

۱۔ امام شافعی نے اختلاف رائے سے اختلاف روایت کو معتبر قرار دیا ہے۔
۲۔ امام شافعی نے اختلاف رائے سے اختلاف روایت کو معتبر قرار دیا ہے۔
۳۔ امام شافعی نے اختلاف رائے سے اختلاف روایت کو معتبر قرار دیا ہے۔

اور مفتی العظیم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے (کفایت المفتی ۲۰۹/۳، ۲۱۱، ۲۱۲) میں اسی پر فتویٰ دیا ہے، حنابلہ اور مالکیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اس کے برخلاف فقہاء حنفیہ میں سے بعض حضرات نے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کو معتبر مانا ہے، حضرت العلامة انور شاہ کاشمیری نے (العرف الشذی ۲۰۳/۱) میں اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی نے (فتح الملہم ۱۱۳/۳) میں اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے رسالہ (رؤیت ہلال ۲۸-۲۹) میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ شواہع اسی کے قائل ہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

”وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنى أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحداً العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها، بل يجب العمل بالأسبق رؤية حتى لو روى في المشرق ليلة الجمعة وفي المغرب ليلة السبت وجب على أهل المغرب العمل بما رآه أهل المشرق فقليل بالأول، واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعية؛ لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم كما في أوقات الصلوة وأيده في الدرر بما مر من عدم وجوب العشاء والوتر على فاقد وقتها وظاهر الرواية الثاني وهو المعتمد عندنا وعند المالكية والحنابلة“ (شامی ۱۰۵/۲)۔

مجموعہ رسائل ابن عابدین میں علامہ شامی کا ایک رسالہ بنام ”تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ہلال رمضان“ اس میں انہوں نے اختلاف مطالع کی شرعی حیثیت بیان کرنے کے لئے مستقل ایک فصل بعنوان ”الفصل الرابع فی بیان اختلاف المطالع“ قائم فرمائی ہے، اس میں احناف، حنابلہ اور مالکیہ کے یہاں اختلاف مطالع کے عدم اعتبار والے قول کے معتمد اور راجح ہونے کی تصریح فرمائی ہے: ”لكن المعتمد الراجح عندنا إنه لا اعتبار به وهو ظاهر الرواية وعليه المتون كالكنز وغيره وهو الصحيح عند

ففي ذلك يقول المنحسين والجماع حجة عليه (الجزء ۱ ص ۱۰۱)

ما على قرين شرح مشيئة بين فاهات بين:

وفي شرح نسخة قال ابن سريج: فاقدروا خطاب لمن خطبه الله بهذا
 لعمري وقوله فاكذبوا لعدة خطاب للعامة وهو مردود بالحديث بحسب آية
 نكتب ولا نحسب فإنه يدل أن معرفة الشهور ليس إلى الكتاب والمحسبات كونه
 يرعده من اجوده بالجماع على عده الاعتبار بقول المنحسين ولو تكلموا بحسب
 أنه يرى وقوله تعالى محاسب لغير أمة أخرجت لنفسه محاسب عده على سبيل
 منكم لتبين فيضه وقوله لا يا خطاب لعمري صومروا لورثته لعمري
 بوزيئة ولما في عس منه الحديث لا تصوروا حتى تردوا وأنا في حديثي
 في ذلك وقوله على في شريعة أنه عليه نصرة والسلافة قبله لعمري
 يصومرون ولا تصوروا يعطرون، بل قول أبو حمزة نسجم على رخصت في رخصته
 بناء على معرفته يكون غاصب في صومره ولا يحسب على عده، إلا أن
 ليطال على حديث فيه ولو جعل عيه الخطر بناء على رخصته لعمري
 ونسجت عليه الكفارة في قول وهو الصحيح وإن استعمل يومه لعمري

بوحسب صدر كافر ما تفتت ما يبار

ما مشيئة فاهات بين:

اقول لا خيرة بقول المدققين أي في رخصته

في السراج لا يعنى قولهم بالجماع، ولا يجوز الاستدلال به

نفسه، وفي الشهر فلا يرد بقول المدققين أنه أي الميثاق المذكور في السراج

كأنه وإن كان عادلاً في الصحيح كما في الإيضاح الثاني

ان تمام عبارات منقولہ سے بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے کہ رویت بلال کے معاملہ میں حسابات ریاضیہ اور آلات رصدیہ کا اعتبار نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسئلہ اجماعی ہے، بعض شافعیہ حساب کے معتبر ہونے کے قائل ہیں، لیکن خود ان کے ہم مسلک مشائخ نے انکار کیا ہے، علامہ شامی نے اپنے رسالہ ”تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ہلال رمضان“ میں ایک مستقل فصل قائم فرما کر اس مسئلہ پر کلام فرمایا ہے جس میں مذاہب اربعہ کی کتب معتبرہ کی نقول پیش فرما کر اس کا اجماعی ہونا ثابت فرمایا ہے (ملاحظہ ہو: رسالہ ابن ماجہ ۲۴۶-۲۴۹)۔

عمومی طور پر جب یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ حسابات ریاضیہ کا اس معاملہ میں اعتبار نہیں تو اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس کا اعتبار جس طرح و جوہ صوم میں نہیں کیا گیا اسی طرح اگر ثقہ اور عادل گواہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور حسابات ریاضیہ کے اعتبار سے اس روز رویت کا امکان نہیں تو اس صورت میں بھی محض حسابات ریاضیہ کی وجہ سے ان شہدوں کی شہادت کو رد نہیں کیا جائے گا، لیکن چونکہ عام طور پر حضرات مصنفین جہاں حسابات ریاضیہ کے عدم اعتبار کو بیان فرماتے ہیں وہاں بطور مثال پہلی صورت تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا اور مخمین و اہل ہیئت یہ بتلاتے ہیں کہ چاند موجود ہے تو محض ان کی بات پر روزہ واجب نہ ہوگا (بلکہ ملا علی قاری کی عبارت میں تو یہاں تک ہے کہ کسی حساب داں نے محض اپنے حساب کی بنیاد پر بلا رویت شرعی روزہ رکھا تو وہ گنہگار ہوگا اور اسی بنیاد پر عید الفطر منائی تو فاسق ہوگا اور افطار کو وجوبی طور پر حلال سمجھا تو کافر قرار دیا جائے گا)، اس سے شاید یہ غلط فہمی ہو کہ دوسری صورت میں یعنی جب کہ حسابات ریاضیہ سے رویت کا عدم امکان ثابت ہوتا ہو اور شرعی شہادات رویت کی میسر ہو جائے تو وہ رد کر دی جائے گی حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ علامہ شامی نے جہاں علامہ سبکی شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”اہل حساب کے قول کا اعتبار کیا جائے گا اس لئے کہ حساب قطعی چیز ہے“ وہیں انہوں نے اس کی صراحت فرمائی ہے کہ علامہ

جواب (۲)

الف۔ صرف اتنی برد میں تو بظاہر بولی اشکال نہیں ہے۔

ب۔ اگر روایت بلال کی شرعی شہادت ہی ہے تو نفس فلانی کی حساب سے ہر سہ ماہی کی بنیاد پر اس پر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

روایت بلال کے موافق آیت رعد یہاں حسابات ریاضیہ سے ما قبل اتنی ہی ہے
 جو مسکتہ پر اجماعی مسئلہ ہے، حافظ ابن حجر مستوفی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

”والنمراد بالحساب هنا حساب النجوم و تسييرها ولم يكردوا
 يعرفون من ذلك أيضا إلا النور اليسير فعلق الحكمة بالصورة وعبره بالرواية
 كدفع الجرح عنهم في دعوات الحساب التسيير، واستمر الحكمة ولم يمتد
 بعده من يعرف ذلك فظاهر السيف بشعر زهى تعليق الحكمة بالحساب
 أصلاً ويومئذ قوله في الحديث الماضي: فإن عم عليك فأكسبر العدة فلا تيسر
 ربه يقال فاستأوا أهل الحساب، والحكمة فيه كون العدة عند الإحصاء يستعمل
 فيه المتكلمون فيرتفع الاحتجاج والنزاع عنهم، وقيل ذهب قوله إلى التوسل
 من التسيير في ذلك وهم المراد الفاضل، ونقل عن بعض الفقهاء وهو الاستدراج
 ناجي، واجتماع أسلاف الصالح حجة عليهم، وقال ابن سيرين في قوله
 ربه فقد ثبت الشريعة عن الجرح في علم السحرة، لأن
 ليس فيها قطع ولا قس غالب مع ذلك ارتبط الأمر بغيره
 لتعريف الناس بغيره“

مذہب ابن شہاب کی روایت ہے:

”قال العلماء أحسن ما نقل في الشهر العربي يكون فيه عيسى“

ویکون ثلاثین، وعلى أن الاعتبار في تحديد شهر رمضان إنما هو الرؤية“ (۱)۔
 (۲)۔

ما مضمون فرماتے ہیں:

”واختلف العلماء في معنى فاقدروا له، فقالت طائفة من العلماء: معناه ضيقوا له وقدروه تحت السحاب و ممن قال بهذا: أحمد بن حنبل وغيره ممن يجوز صوم ليلة الغيم عن رمضان كما سذكروه إن شاء الله تعالى، وقال ابن سريج وجماعة منهم مطرف بن عبدالله وابن قتيبة وآخرون: معناه قدروه بحساب المنازل، وذهب مالك والشافعي وأبو حنيفة وجمهور السلف والخلف إلى أن معناه قدروا له تمام العدد ثلاثين يوماً“ قال المازري: حمل جمهور الفقهاء قوله صلى الله عليه وسلم أن المراد إكمال العدة ثلاثين كما فسره في حديث آخر قالوا ولا يجوز أن يكون المراد حساب المنجمين، لأن الناس لو كلفوا به ضاق عليهم: لأنه لا يعرفه إلا أفراد البشر والشرع إنما يعرف الناس بما يعرفه جماهيرهم“ (نوی شرح مسلم، ۳۳۷)۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب ”أوجز المسالك شرح مؤطا

إمام مالک“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”والثالث معناه قدروه بحسب المنازل قاله أبو العباس: ابن سريج من الشافعية ومطرف بن عبد الله من التابعين وابن قتيبة من المحدثين، قال ابن عبد البر: لا يصح عن مطرف وأما ابن قتيبة فليس هو ممن يعرج إليه في مثل هذا“ قال الناجي: و ذكر الداودي إنه قيل في معنى قوله فاقدروا له أي قدروا المنازل وهذا لا نعلم أحداً قال به إلا بعض أصحاب الشافعي أنه يعتبر

تعمیراتی کامات

سبھی کے اس توہین کی نمود ان کے جسم تک مشرک سے ترمیم فرمائی ہے اس معتمد پر جو مبارکات
 مشرک شوافع میں تھا فرمائی ہے اس میں وہ سبھی صوہرت کی حد احسن مودہ ہے اور اس میں سبھی
 سبھی کے لئے سب سے بڑی وجہ سے شہادت دینے کی ہر جگہ پہلے شہادت پر اپنی سبب
 ہوگا اس کے بعد اس کے شہادت کو یقین کا قلم لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور
 اس کے بعد پڑھتا ہے۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ اگرچہ وہ مہاجرین اور ان کے پیروں کے لئے
 رکنیت نہیں اور شہادت سے شہادت سے اس رہزرقیت سے شہادت سے شہادت سے شہادت سے شہادت سے
 سبھی کے لئے سب سے بڑی وجہ سے شہادت دینے کی ہر جگہ پہلے شہادت پر اپنی سبب
 ہے اور اس کے بعد اس کے شہادت کو یقین کا قلم لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور
 اس کے بعد پڑھتا ہے۔

پھر لکھتا ہے: **وَعَقَدَ لِأَخِيهِ كِتَابًا فِيهِ كِتَابُ اللَّهِ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ**
وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ
 اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور
 پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور
 پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور

پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور
 پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور
 پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور
 پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور پھر اپنے آپ کو لکھتا ہے اور

اس حساب قطعاً ہے جس نمبر سے۔ اس سے موازنہ شائع حساب فرماتے ہیں کہ خود ان فنن معمولات کی تقویات پر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ حساب بحیثیت حساب کے قطعی ہو کہ دو اور دو چار ہی ہو سکتے ہیں لیکن یا پانچ نہیں ہو سکتے، لیکن ان دو کا دو ہونا یہ ہماری نمبر میں اندازے اور تخمینہ ہی کا حکم ہو سکتا ہے، کتنے ہی باریک سے باریک پیمانوں سے تو لا اور پرکھا جائے یہ احتمال ختم کرنا ہماری قدرت میں نہیں کہ ہم نے جس کو دو سمجھا ہے وہ دو سے کسی قدر کم یا زیادہ ہو، خواہ یہ کمی یا زیادتی ایک بال کے برابر ہو، جس کے برابر ہو، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زمین کے فرش پر کسی زاویہ میں ایک بال کے برابر دوں حصہ کی کمی یا زیادتی اگرچہ بالکل غیر محسوس زیادتی ہے، مگر اوپر کی فنن اور سیاروں تک جب اس زاویہ کے خطوط ملائے جائیں گے تو میوں کا فرق ہو جائے گا۔

گلوب اور سائنس کتاب میں کا روٹ بلیف کا ایک اقتباس یہ ہے جس میں صراحت ہے کہ پانچ صدیوں سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے، سورج قریباً نو کروڑ میل لاکھ میل دور ہے (ص ۶۹)، اس لئے ہی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مثلاً آفتاب کو جب ہم کسی وقت دیکھتے ہیں تو وہ آٹھ منٹ پہلے کا آفتاب ہوتا ہے، اسی طرح قریب ترین جس ستارہ کو ہم دیکھتے ہیں وہ چار سال پہلے کا ہوتا ہے (ص ۷۱) ہم ہر وقت قریب ترین ستارہ بھی اتنی دور ہے کہ اس کی روشنی ہم تک آنے میں چار سال تک جاتے ہیں، حالانکہ روشنی ایک سائنڈ میں ایک لاکھ چھبیس ہزار میل سفر کرتی ہے (ص ۷۲)۔

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کیمرہ کی طرح ترقی یافتہ آلات جھوٹ نہیں بولتے، مگر ان آلات کو واقعات پر منطبق کرنا تو بہر حال انسانی نظر اور انسانی عمل ہے، اس میں غیر محسوس فرق ہو جانا کسی وقت بھی مستبعد نہیں، بلکہ واقع ہے جس کا مشاہدہ ہمیشہ اہل فن کے اختلاف سے ہوتا رہتا ہے، دنیا میں جتنی جدید اور قدیم تقویمیں اور جنتریاں اور کیلنڈر وجود میں آئے ہیں ان میں سے صرف ان کو لیا جائے جو مسلم ماہرین فن نے تیار کئے ہیں تو ان میں بھی اختلاف نظر آتا ہے، اگر ان حسابات اور آلات کے نتائج قطعی اور یقینی ہوتے تو ماہرین فن کے اختلاف رائے کا

غور کر کے کا تو روایت بلال سے ہونے اور نہ ہونے کا کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکتے ہیں۔

اور "اشف الظن ان میں بحوالہ زینب بنت محمد بن علی خواجہ کا چالیس سالہ تجربہ یہی لکھا ہے کہ ان معاملات میں کوئی صحیح اور یقینی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی جس پر اعتماد کیا جاسکے (اشف ظن، ۱۹۹۲، روایت بلال ۵۱-۵۲)۔

اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ رصد گاہوں اور آلات رصدیہ کے ذریعہ حاصل کردہ معمولات بھی روایت بلال کے مسئلہ میں کوئی یقینی فیصلہ نہیں جاسکتی، بلکہ وہ تجرباتی اور تخمینی معاملہ ہے تو اس اصول کے حکیمانہ اصول ہونے کی اور بھی تاکید ہو گئی جو رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں اختیار فرمایا کہ ان کاوشوں اور باریکیوں میں امت والجبھائے بغیر بالکل سادگی کے ساتھ روایت ہونے نہ ہونے پر احکام شرعیہ کا مدار رکھ دیا جس پر ہر شخص ہر جگہ ہر حال میں آسانی سے عمل کر سکے (روایت بلال، ۵۲)۔

شہادت کے لئے جب ایک ضابطہ شریعت نے مقرر فرمایا تو اس میں مزید قیود کا اضافہ نہیں شریعت کے بغیر ممکن نہیں، وہ شہادت اہل بیت کے قطعی حساب کے خلاف نہ ہو، یہ ایک ایسی قید ہے جس کا کوئی شرعی ماخذ نہیں، پھر حساب و قطعی کہنا خود بلا دلیل اور اہل بیت کی تصریحات کے خلاف ہے، جو حضرات قطعیت حساب کے دعویدار ہیں ان کے غور و فکر کے لئے دو واقعات پیش کر رہا ہوں۔

۱- عامی امت کا اتفاق ہے کہ دنیا کی تمام مساجد محض تحری و تخمینہ سے قائم کی گئی ہیں لیکن مسجد نبوی کی سمت بطور وحی و مکاشفہ قائم کی گئی ہے، حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے بیت اللہ کو بطور معجزہ کر دیا تھا اس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے مسجد مدینہ کی بنیاد رکھی۔ "بحر الرائق" میں ہے: "نقل عن ابی بکر الرازی فی محراب المدینة أنه مقطوع به فإنه إنما نصبه رسول الله ﷺ بالوحی" (۳۳/۱)، در مختار میں ہے: "وکذا المدنی

رمضان، وقیل: فی ذی الحجۃ، والأکثر علی أنها وقعت فی عاشر الشهر وقیل فی رابعة وقیل فی رابع عشرة“ (فتح الباری ۲/۴۲۳)۔

چنانچہ خود حافظ ابن حجر نے اپنی دوسری تصنیف الاصابہ ۱/۹۳ میں اور علامہ ابن عبد البر نے ”الاستیعاب“ (مقدمات الاصابہ ۱/۴۳) میں بھی دس چاند والی قول نقل فرمایا ہے۔ ملا علی قاری نے ”مرقات شرح مشکوٰۃ“ (۲/۲۷۵) میں حافظ کے حوالہ سے اسی کو ذکر کیا ہے۔
حضرت شیخ ابن ندیم وانا محمد زکریا صاحب نے اوجز المسالك میں اس کو ”شرح احیاء“ اور ”تاریخ انیس“ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، دیکھئے: (۱/جز المسالك ۴-۲۵)۔

اہل بیئت کے نزدیک یہ بات اصول مسلمہ میں سے ہے کہ سورج گرہن قمری مہینہ کی آخری تاریخوں (۲۷/۲۸/۲۹) میں ہوتا ہے اور یہاں حدیث میں تصریح موجود ہے کہ حضرت ابراہیم کی وفات کے روز سورج گرہن ہوا اور اکثر اہل سیر یہ فرماتے ہیں کہ ان کی وفات دس چاند ہوئی، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دس چاند کو سورج گرہن ہوا، اب اگر اہل بیئت سے اس سلسلہ میں دریافت کیا جائے تو وہ صاف صاف لفظوں میں یہ کہیں گے کہ یہ ناممکن اور محال ہے، یمنی عالم، کرام اور محدثین عظام اسی واقعہ کو ان کی تردید کے لئے پیش فرماتے ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر مستطاب فی اس موقع پر تحریر فرماتے ہیں: ”وفیہ رد علی اهل الهيئة: لأنهم يزعمون انه لا يقع فی الأوقات المذكورة وقد فرض الشافعی وقوع العيد والكسوف معا واعترضه بعض من اعتمد علی قول اهل الهيئة وانتدب أصحاب الشافعی لدفع قول المعترض فاصابوا“ (فتح الباری ۲/۴۲۳)، دیکھئے حافظ نے اس موقع پر اہل بیئت کی تردید فرمائی ہے (بلکہ ان کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ عید اور کسوف دونوں جمع ہو جائیں، اور اہل بیئت کی بات کا اعتبار کرنے والوں کی طرف امام پر جو اعتراض وارد کیا گیا اس کا اصحاب شوافع نے جواب دیا اور ان کے اس جواب کی

اور ان کے قصور و خرابی کا یہ سبب قائم نہیں ہے کہ باہر کی قومیں ان سے قطعاً منکر ہوں۔
 ہتھیار کے ہیں، اگرچہ وہ کہیں کہیں اہل الجہت کے ہوں، لیکن یہاں تک کہ غیر یہ
 سابع اور ثامن و ناسع و العشرین الا ان یروا ان ذلك باعتبار المدة
 وهذا خلاف بیہودت ہے۔

اس کے ساتھ ہی کہہ دیا کہ اگرچہ ان میں سے بعضیوں نے کفر و کفران سے
 تعلق رکھا ہے، لیکن یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو بھی نہ ہو
 و العشرین و الناسع و العشرین، و قد ورد عنہ انہ انما یخرج و یقر عینہ فی الارض
 لمختلفة وورد ان الشمس کسفت عند شہدۃ الامام حسین فی بعض
 بقعة من بعض بلاد علی من الجہت الیہ لو کان الکسوف یقر عینہ فی
 الارض لہی وقت نکل ذلک محدود محدود، انما یخرج من بیب منار
 محدود لیس کان لہی الارض لمختلفة و یخرج من بعد ان یخرج من
 قریب الخلیج العربیۃ

اس کے ساتھ ہی کہہ دیا کہ اگرچہ ان میں سے بعضیوں نے کفر و کفران سے
 تعلق رکھا ہے، لیکن یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو بھی نہ ہو
 و العشرین و الناسع و العشرین، و قد ورد عنہ انہ انما یخرج و یقر عینہ فی الارض
 لمختلفة وورد ان الشمس کسفت عند شہدۃ الامام حسین فی بعض
 بقعة من بعض بلاد علی من الجہت الیہ لو کان الکسوف یقر عینہ فی
 الارض لہی وقت نکل ذلک محدود محدود، انما یخرج من بیب منار
 محدود لیس کان لہی الارض لمختلفة و یخرج من بعد ان یخرج من
 قریب الخلیج العربیۃ

اس کے ساتھ ہی کہہ دیا کہ اگرچہ ان میں سے بعضیوں نے کفر و کفران سے
 تعلق رکھا ہے، لیکن یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو بھی نہ ہو
 و العشرین و الناسع و العشرین، و قد ورد عنہ انہ انما یخرج و یقر عینہ فی الارض
 لمختلفة وورد ان الشمس کسفت عند شہدۃ الامام حسین فی بعض
 بقعة من بعض بلاد علی من الجہت الیہ لو کان الکسوف یقر عینہ فی
 الارض لہی وقت نکل ذلک محدود محدود، انما یخرج من بیب منار
 محدود لیس کان لہی الارض لمختلفة و یخرج من بعد ان یخرج من
 قریب الخلیج العربیۃ

نوٹ: اس مسئلہ میں علامہ پاکستان نے اس پر اتفاق فرمایا ہے جو اختر نے جواب میں کہا ہے۔ ان اتفاق کرنے والوں میں حضرت مولانا نظیر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری بھی شامل ہیں۔

علامہ شامی اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”ثم اعلم انه اذا تم عدد رمضان ثلاثين بشهادة فرد ولم ير هلال الفطر والسماء مصحية لا يحل الفطر اتفاقا لظهور غلط الشاهد... ولا خلاف في حل الفطر اذا تم العدد وكان بالسماء علة ليلة الفطر وإن ثبت رمضان بشهادة الفرد كما حرره في إمداد الفتاح“ (رسائل بن مبرین، ۲۳۶)۔

جواب (۳)

الف۔ مطلع صاف ہونے کی صورت میں جمع عظیم کی رویت شرط ہے، البتہ صاحب ”بہار الراقی“ علامہ ابن قیم کے بقول دو کی گواہی سے بھی کام چل جائے گا، اور اگر خارج مصر یا ہندوستان سے دیکھتے ہیں تو اس کی شہادت سے ثبوت ہو جائے گا، علامہ شامی اپنے رسالہ ”تنبیہ الغافل والوسنان“ میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث فرماتے کے بعد آخر میں خلاصہ تحریر فرماتے ہیں: ”حاصل ما مر فیما يتوقف عليه وجوب الصوم عندنا رؤية الهلال من عدل أو مستور لو في السماء علة وإلا فجمع عظیم أو اثنان علی ما اختاره فی البحر فی زماننا أو واحد عدل إذا جاء من خارج المصر أو من مكان عال“ (رسائل بن مبرین، ۲۳۸)۔

فاسق کے صدق کا اگر ظن غالب ہو تو اس کی شہادت قبول کرنا جائز ہے، درمختار میں ہے:

”قلو قصی بشیادۃ فاسق نفذہ واثہ فتح“ (امقر، شامی ص ۵۱۶)۔

اس سے مراد مفتی محمد رفیع صاحب فرماتے ہیں: ”یونانہ ارفاقی میں شہادت ہوتی ہے اور یہ پانچ قسم کی ہے۔ پہلی مفتی بوبانے، یونانہ میں عادت کے لئے قائل نہیں شہادت ہے اور میں ایک ہی جیسے آنا مثلاً بوبانے کا وہاں یہ ثابت ہے کہ قائل سے سے غائب نہیں بصورتی چھٹھ ہے۔ بوفاقی اس وجہ میں نہ ہو اس میں شہادت دینی ہونے کی صورت میں یہ چاہئے تاکہ حقوق نفع نہ بوبانے میں انجمن احکام میں (باب اثباتی و اثباتی میں یہ ثابت ہے کہ اس پر مفصل طور پر اس وقت تک ہے۔

باب دوم میں ہے کہ صورت میں ثبوت شہادت ہے کہ اس میں یہ ثابت ہے کہ اس پر مفصل طور پر اس وقت تک ہے۔

”حبر عدلی مع لعدۃ ضرورۃ“ (امقر، شامی ص ۵۱۶)۔ اس میں عدلی سے مراد ہے کہ شہادت میں عدلی سے مراد ہے کہ اس پر مفصل طور پر اس وقت تک ہے۔

اس میں ”فکس ذلک“ سے مراد ہے کہ اس پر مفصل طور پر اس وقت تک ہے۔

اس میں یہ ثابت ہے کہ اس پر مفصل طور پر اس وقت تک ہے۔

اس میں یہ ثابت ہے کہ اس پر مفصل طور پر اس وقت تک ہے۔

۴۔ آج کل عوام مسلمین میں مسائل شریعت سے جہالت و ناواقفیت کئی عام ہے۔
اگر ان کی یہ تانیہ اسی جہالت کی وجہ سے تھی تو ان کی شہادت روکی جائے یا نہیں؟ اس کی سزا
نہیں ملے۔

جواب (۴)

الف، ب۔ اگر قاضی کا تعلق تمام مسلمین کی تراضی سے عمل میں آیا ہے تو سب کے حق
میں واجب العمل ہے۔

ج۔ دوسرے صوبہ کے مسلمانوں کے حق میں واجب العمل نہیں ہے۔ محض خبر کی
دشیت رہتا ہے۔

د۔ اگر اعلان باری الفاظ ہو کہ فلاں رویت ہلال کمیٹی چاند کا شرعی ثبوت ہی جانے
سے بعد یہ اعلان کر رہی ہے یا اپنے انتظام سے کر رہی ہے کہ رویت شرعاً ثابت ہو چکی ہے اور
یہ کمیٹی جانی پہچانی اور معتبر ہو اور اس کے تمام ارکان پابند شرع ہوں تو یہ اعلان مقبول اور واجب
العمل ہوگا۔

اور اگر اعلان کے طور پر نہیں، بلکہ محض خبر کے طور پر نشر کر رہا ہے اور تجربہ سے یہ ثابت
ہو کہ یہ ریڈیو کی خاص ضابطہ کے تحت ہے، بلا اجازت معتبر خبر شائع نہیں کی جاسکتی تو ہلال رمضان
کے اثبات کے لئے کافی ہے، ہلال فطر کے اثبات کے لئے کافی نہیں۔

جواب (۵)

الف، ب۔ دیکر قرہی ممالک جہاں مطلع عموماً صاف رہتا ہو اور رویت ہوتی ہو، ان
سے رابطہ قائم فرما کر بطریق موجب ثبوت مہیا کیا جائے۔

ج۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”مختلف ریڈیو اسٹیشنوں کی خبریں

تیسری بار، مہرہ ترقی پر مشتمل کتابخانہ میں دس دس (دس) دنوں، موم ۲ - ۱۸، ۱۹۷۷ء میں
 نئی ریپریڈیشنوں کے بھی حصول اتفاقہ ممکن ہے۔ "قال الحافظ ابن حجر
 إصفہانی: والثانی وهو أول الفساد الأحاد مالمذ طرق محصورة بأكثر من اثنين
 وهو المشهور عند السحہتین سنی بذلك لوضوحه وهو المستفيض عنی
 رنی جمیعاً من أسماء الصحیفاء اثر ابن حجر، لمراتبیۃ یہ ہے کہ اتفاقہ سے اول
 ہجرت میں نہیں ہوا بلکہ اس خبر کے خدیجی میں متفق ہوئے، ہجرت میں سے اول اتفاقہ

نہی۔

رویت ہلال میں اختلاف مطالع کا اعتبار

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده، أما بعد۔
الف۔ نفس اختلاف مطالع میں تو کوئی نزاع نہیں اس طرح پر کہ دو شہروں کے بیچ اتنا
فاصلہ ہو کہ انرا ایک شہر میں رویت ہو جائے تو دوسرے شہر میں نہ ہو ایسا ہونا ممکن ہے اور اس کا
وقوع بھی ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

”اعلم أن نفس اختلاف المطالع لا نزاع فيه، بمعنى أنه قد يكون بين
البلدتين بعد بحيث يطلع الهلال ليلة كذا في إحدى البلدتين دون الأخرى“
(درمختار ۲/۱۳۱)۔

اس کے بعد شامی فرماتے ہیں:

”وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع، بمعنى أنه هل يجب على
كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحد العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها،
بل يجب العمل بالأسبق رؤية“ (درمختار ۲/۱۳۲)۔

مفتی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں: ”اختلاف مطالع کا حنفیہ کے یہاں اعتبار نہیں“

خادم الحديث والتفسير والفقہ، جامعہ دارالعلوم (منو)۔

ثقافت مانتی ۲۰۰۰ء

فقیر ابو حدیث امر قہر کی اور بعض شوائح کے نزدیک انرا ایک شہر میں روایت ہو چکی ہے
 ان کے ساتھ شہروں کے باشندوں پر روزہ رکھنا ضروری ہوگا، یعنی ان حضرات کے نزدیک
 اختلاف میں نہیں اور بعض لوگوں کے مسافت کی قلت و کثرت پر غصہ کرتے ہوئے ان کے
 مسافت پر جو وہ دوسرے شہروں کی روایت بھی جاتے ہیں، ہرگز نہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدنی فرماتے ہیں:

بوشہر ایک دوسرے سے اتنے دور ہے کہ وہاں کے لوگوں کے درمیان اختلاف میں ہی
 فرق ہے بیت شہر پر نہ مذہب قیاس کے اختلاف میں نہ مطلقاً ان کے اقوال
 شہر کے درمیان شرق و مغرب کا فرق نہ تباہ توحید ہی ایک شہر کی روایت دوسرے سے
 اتنے فرق کے بشیہ روایت کا ثبوت شرقی امریت سے ہوا ہے، یہی ہے کہ وہاں کے لوگوں
 نے محلی فقہی مذاہب میں سے کوئی اختیار کیا ہے۔ جب اس اختلاف میں وہ اسی فرق میں
 یہ شہر بھی کچھ زیادہ نہ چلے، حضرت نے فرمایا کہ جو بھی یہی فرق ہے۔ میں فقہی ہی
 ہے۔ اختلاف میں ہے۔ ان کا تعلق نہیں ہے۔ یہ بھی ہے کہ وہاں کے لوگوں نے کسی
 مذہب کو اختیار کیا ہے، یہ ان کے مذہب ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے:

تہذیب میں اختلاف میں ہے۔ یہاں پر پختہ خانوں کے اقوال
 کو بہت زیادہ مانتا ہے۔ یہاں پر یہ تصدیق ہے کہ ان کے اقوال
 کو بہت زیادہ مانتا ہے۔ یہاں پر یہ تصدیق ہے کہ ان کے اقوال
 کو بہت زیادہ مانتا ہے۔ یہاں پر یہ تصدیق ہے کہ ان کے اقوال
 کو بہت زیادہ مانتا ہے۔ یہاں پر یہ تصدیق ہے کہ ان کے اقوال
 کو بہت زیادہ مانتا ہے۔ یہاں پر یہ تصدیق ہے کہ ان کے اقوال
 کو بہت زیادہ مانتا ہے۔ یہاں پر یہ تصدیق ہے کہ ان کے اقوال

بہر کیف روایت بلال کے ثبوت اور عدم ثبوت میں اختلاف مطالع جمہور فقہاء کے نزدیک موثر نہیں بلکہ ظاہر الروایۃ اور مفتی بہ قول میں اہل مشرق کی روایت اہل مغرب کے لئے جب کہ وہ طریق موجب سے آئے تو اس کے مطابق حسب ضابطہ شرع عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ درج ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے:

”اختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاہر المذہب، وعلیہ اکثر

المشائخ، وعلیہ الفتوی بحر عن الخلاصۃ، فیلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم روية أولئك بطريق موجب“ (مقتاریہ ہاشمی، ۱/۲۰۲، فتاویٰ ہند، ۱/۲۱۱)۔

اب رہی یہ بات کہ وہ عبارتیں جمہور ائمہ و فقہاء کے مسک کے خلاف ہیں جیسے صاحب ”تبيين الحقائق“ کی درج کردہ عبارت ”لأهل كل بلد رؤيتهم“ یا سید عمیر الاحسان کی ”کتاب قواعد الفقہ“ میں موجود ضابطہ ”إن جواب السؤال یجری علی حسب ما تعارف كل قوم فی مکانهم“ (قواعد الفقہ، ۷۴) کی کیا توجیہ ہوگی۔

حضرت مفتی نظام الدین صاحب اپنے رسالہ ”رویت بلال کی شرعی حیثیت“ میں یوں رقمطراز ہیں: ”ان عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ ہر قوم اپنے یہاں کی رویت کی مکلف ہے اپنے یہاں چاند حسب ضابطہ شرع نظر آ جائے تو عمل کر لیا جائے، چاند تلاش کرنے کے لئے گرد و پیش میں دوڑنا ضروری نہیں، بلکہ دور دراز کا سفر اس کے لئے اختیار کرنا منشا شرع و شارع علیہ السلام کے خلاف ہو جائے گا، البتہ اگر طریق موجب سے دور یا نزدیک سے رویت بلال کی اطلاع آ جائے تو اس کا لحاظ کرنا بھی مفتی بہ قول کی رو سے ضروری ہوگا“ (رویت بلال کی شرعی حیثیت، ۳۲)۔

(۱) ب: اب آئے ذرا اس کا بھی علماء و فقہاء کے اقوال سے جائزہ لیا جائے کہ

اختلاف مطالع کتنی مسافت پر ہوتا ہے اس سلسلہ میں بہت سے اقوال ہیں چند درج ذیل ہیں:-

۱۔ مہمانانِ ہدایتِ حق کے پیروانوں میں بیون یا ہے۔
 ۲۔ مہمانانِ حق کے ان کا قول پانچ سو اسی میں انگریزی کی تفسیر ہے۔
 ۳۔ بعض پروردگاروں کے قتل ہیں۔

۴۔ پانچ سو کے ایک سو مسافرت کا پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۵۔ تہذیبِ قدیم سے تہذیبِ معاصرہ کا پانچ سو بیون یا ہے۔

۱۔ اہل حق کے ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۲۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۳۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۴۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۵۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۶۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۷۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۸۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۹۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۰۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۱۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۲۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۳۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۴۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۵۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۶۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۷۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۸۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۱۹۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔
 ۲۰۔ ہر پانچ سو پانچ سو بیون یا ہے۔

”مذاہب اربعہ اور جمہور علماء کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے علماء اس نتیجے پر پہنچے کہ اصولی طور پر ذیلی کمیٹی کا فیصلہ مرکزی ہلال کمیٹی کے لئے اس وقت قابل تقلید ہو سکتا ہے، جبکہ وہ فیصلہ دوسرے قاضی کے پاس شرعی شہادت کے ساتھ دو گواہ لے کر پہنچیں صرف ٹیلیفون وغیرہ پر اس کی خبر دینا کافی نہ ہوگا، جمہور فقہاء، امت حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا اصل مذہب یہی ہے۔“

اعلان رویت کا طریقہ کار

”بدایہ، کتاب الامام الشافعی اور مغنی لابن قدامہ وغیرہ میں اس کی تصریحات درج ہیں، مگر اس میں طوالت ہے اور دشواری ہے، اس لئے حکومت ہر بڑے شہر میں ذیلی کمیٹیاں قائم کرنے ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسے مستند علماء کو ضرور لایا جائے جو شرعی ضابطہ شہادت کا تجربہ رکھتے ہوں اور ہر ذیلی کمیٹی کا کام صرف شہادت مہیا کرنا نہ ہو، بلکہ اس کو فیصلہ کرنے کا اختیار بھی دیا جائے، یہ ذیلی کمیٹی اگر باقاعدہ شہادتیں لے کر کوئی فیصلہ کر دیتی ہے تو فیصلہ شہادت کی بنیاد پر ہو چکا، اب صرف اعلان کا کام باقی ہے، اس کے لئے شہادت ضروری نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا کوئی ذمہ دار آدمی مرکزی کمیٹی کو ٹیلی فون پر محتاط طور پر جس میں کسی مداخلت کا خطرہ نہ رہے ذیلی کمیٹی کے اس فیصلہ کی اطلاع دے اور مرکزی کمیٹی اس صورت میں اس کو اپنا فیصلہ کہہ کر نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا فیصلہ سن کر اس طرح نشر کرے کہ ”مرکزی کمیٹی کے سامنے کوئی شہادت نہیں آئی بلکہ فلاں ذیلی کمیٹی نے جس میں فلاں فلاں علماء شریک ہیں شہادت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا ہے ہم اس فیصلہ پر اعتماد کر کے اعلان کر رہے ہیں“ اس صورت میں مرکزی کمیٹی کا اعلان ٹیلیفون سے آئی ہوئی اطلاع پر درست ہو سکتا ہے۔“

اسی سے ملتا جتنا قول حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کا بھی ہے جسے

کتابوں کے آپ سے حاصل اور ان میں (۳-۲۵) میں تفصیل ہے۔

(۱) آپ نے اپنے ریڈیو سیشنوں میں یا اپنی مراسم سے لے کر ان لوگوں پر مکتوبات اور خطبات کے ذریعے سے تفصیلی پیش خدمت ہیں۔

مکتوبات اور خطبات کے ذریعے سے آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔

حدیث پر آپ نے جو کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے کئی کتابیں نورانی اور علمی اداروں سے شائع ہوئی ہیں۔ ان میں سے کئی کتابیں نورانی اور علمی اداروں سے شائع ہوئی ہیں۔

مکتوبات اور خطبات کے ذریعے سے آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔

مکتوبات اور خطبات کے ذریعے سے آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔

مکتوبات اور خطبات کے ذریعے سے آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو بہترین اور نیکو کاموں کو انجام دیا ہے، ان کے بارے میں آپ نے اپنی کتابوں میں تفصیلی طور پر لکھا ہے۔

مفتی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں "تاریخ بذریعہ ذات رہا ہی آئے ہوں خصوصاً
سے رہا ہوں" (قلمی، یہ ۳۰، ۱۱۵)۔

ایک دوسرے مقدمہ پر ریڈیو کی ٹیپ کے سلسلہ میں مفتی صاحب فرماتے ہیں "ریڈیو
سٹیشن سے بھی ٹیپ شہادت حاصل نہیں ہوتی" (قلمی، یہ ۳۰، ۱۱۶)۔

دوسرے مفتی محمود صاحب آگے پیش کرتے ہیں: "اگرچہ مسموم یا رویت بلال سمیٹی
ہو گیا اور وہ شہادت سے ہاتھ دھو گیا اور قبیح شریعتوں میں ثبوت رویت کے بعد ریڈیو پر
حاصل کر کے یا جان بوجہ اس میں پرکے ہوئے شہادتوں سے اور رویت کا ثبوت ہو گیا ہے تو
یہ جان شہادت قابل تالیف ہو گا، جبکہ رویت یوم الشک یعنی ۲۹ شعبان میں ہو اور مطلع نا صاف ہوا"
یہ ۳۰، ۱۱۷)۔

اسی سے ملتی جلتی تقریر حضرت مفتی محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم کی بلال رمضان کی
مذہباتی بیانیوں کے ذریعہ اعتبار کرنے کی بھی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"اور بلال رمضان کی اطلاع ریڈیو سے مل رہی ہو یا ٹیلیفون فون یا تار سے اور یہ
معلوم ہو جائے اور پورے وثوق سے سمجھ لیا جائے کہ فلاں شخص بول رہا ہے یا یہ تار فلاں شخص کا ہی
ہے جو قابل اعتبار ہے اور اس کی آواز کو خوب اچھی طرح پہچنا جاتا ہے اور اگر ایسی خبروں سے
تصدیق کا حکم غالب ہو جائے تو ان کی معتبر مان لیا جائے گا" (یہ ۳۰، ۱۲۵)۔

خاصہ کا یہ کہ جن مسائل میں خبر بھی کافی ہے ان میں اگر متعدد تار، ریڈیو، ٹیلیفون کی
اطلاع سے ظن غالب ہو جائے تو ایسی خبر معتبر ہے اور اس میں حجاب مانع قبول نہیں۔ درمختار میں
ہے: "وقیل بلا دعوی و بلا لفظ اشہد و بلا حکم و بلا مجلس قضاء لانه خبر
لا شہادۃ"۔

بعض فقہاء نے اس میں مزید کچھ شرطیں بڑھادی ہیں مثلاً کلام پوری طرح سنا گیا ہو

کہ زہرا کی پستی کی باتوں سے پریشان ہو گیا اور وہ پورا پورا پندہ ہے وہ اللہ کے بندوں کے لیے
کریا کرتا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہے۔

مذکورہ امور کے برعکس کیا ہو سکتا ہے کہ وہ پندہ یا پندہ مند ہے اور اللہ سے
تو خدا کے مایوسی کی باتوں سے پریشان ہو گیا اور وہ پورا پورا پندہ ہے وہ اللہ کے بندوں کے لیے
کریا کرتا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہے۔

اللہ کی حمد و ثناء سے لڑنے والے لوگوں کو اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے
کریا کرتا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہے۔

بہت سے لوگوں کو اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

اللہ کے بندوں کے لیے اللہ نے اللہ کے بندوں کے لیے

کئی کا ہونی مستند مہذب و روشہ رکتا ہے یونیون یا مذکورہ بالا طریق سے مرکزی کمیٹی کو رویت سے متعلق مرتا ہے تو یہ رویت ہر خط میں قابل تسلیم ہوگی اور اس پر عمل ضروری ہوگا۔
حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کی یہی رائے ہے۔

رویت سے متعلق ماہر فلکیات کی حتمی رائے

الفوج: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ علوم فلکیات و موسمیات موجب لدیقین ہیں یا نہیں اور ان کی بنیاد پر رویت بلال کا حکم لگایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں مسٹر ڈی میکینالی اسکات، انگریز شعبہ علوم و طبیعیات یونیورسٹی آف لندن آبزرویٹری کی رائے درج ذیل ہے،
ہونیہ، الدین صاحب ایم اے، زبور کی کے استفسار کا جواب ہے:

”آپ کے استفسار کے متعلق کہ آیا آبزرویٹری سائنسدان کوئی ایسا معیار قائم کرنے کے قابل ہو چکے ہیں جس سے اب نیا چاند نمودار ہونے والی شام کی یقینی پیشین گوئی کر سکیں۔
مکے افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے، درحقیقت رویت بلال کے متعلق کوئی بھی مفروضہ قائم نہیں کیا جا سکتا“ (تاسم، یونین، شمارہ ۱۲، صفحہ ۵-۶)۔

اسی مسئلہ پر وائل کریں وین آبزرویٹری انگلستان کی سائنس ریسرچ کونسل کی جدید ترین تحقیق کا نتیجہ ان کے تیار کردہ فلکیاتی معومات شیٹ ۱ میں یوں درج ہے: ”ہر ماہ نئے چاند کی بڑی مرتبہ دکھائی دی جانے والی تاریخوں کے متعلق پیشین گوئی کرنا ممکن نہیں، کیونکہ ایسے کوئی قابل اعتماد اور مکمل طور پر مستند مشاہدات موجود نہیں ہیں جنہیں ان شرائط کے تعین کرنے میں استعمال کیا جاسکے جو چاند کے اول بار دکھائی دیئے جانے کے لئے کافی ہوں رویت بلال کے متعلق کوئی بھی پیشین گوئی غیر یقینی ہوتی ہے (ایضاً شمارہ ۱۲، ص ۶)۔

آپ کے سامنے ماہرین علوم فلکیات و طبیعیات کے اقوال پیش کر دیئے گئے جس سے

معلوم ہو گیا کہ آج بھی مسلمانوں کی روایت کے تعین پر ناکام ہیں۔

اسلام پر تو دین حضرت ہے اس پر عبادات کا اقتدار بھی آتا ہے اور یہی وہ ہے جو
مردوں میں سنت نہیں کی ہوگی عبادات کے اوقات یا ان میں تو جمع کا حق نہیں ہے۔

آیت قرآنیہ اس روایت کو یہ نہیں اس کا مخالف بناتی ہیں کہ ہر مسلمان روایت پر
کریں اب تک جو روایت ہے، وہ فقہاء سے اتنا اثر و اقتدار ہے کہ کئی روایتیں جمع کر کے
روایت میں مدد ملتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہاں تحقیق کے ثبوت ہے تو اس
شام میں یہ روایتیں زمین پر ہر مسلمان کی روایت بنی ہوگی اور وہاں سے اس کے
فہمینی تحقیق ہوں ہر مسلمان روایت کے ہوتے تو وہ جمع ہوتے ہیں، اب یہ روایتیں
یہ روایتیں جمع ہیں جو ان سے اس کا اعتبار کرنے کی سنت بنتی ہیں:

۱۔ "فیس شہد منکم الشہر فلیصنہ" (۱)۔

۲۔ "یسئلک عن الہدایۃ فی حق موافقیت الناس" (۲)۔

۱۔

۳۔ "تصدروا لروایۃ و الفطور لروایۃ فی حق عینیکہ ککمیر" (۳)۔

تعمیراتی مسائل

۴۔ "الشہر تسع و تسعون لیامہ کما تصدروا حتی یرووہ فی حق عینیکہ" (۴)۔

ککمیر، تلمیح

۵۔ "اروی فی حق عینک فی حق الناس البیاض" (۵)۔

اسی روایت تصدروا فی حق الناس بصیامہ

۶۔ "لا تصدروا الشہر حتی یرووہ البیاض" (۶)۔

بھی ان کے ساتھ ان کے ساتھ

”الحس امة امة لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا (۱)“
 ”... و ان شطروا لرديتہ وانسكولها فان غم عليكم فاتموا ثلاثين وان
 عيبت شهادان فصوموا وافطروا“ (۱: ۱۰۰)۔

مذکورہ بالا مقامی آیات و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ رین فلکیات و موسمیات کو
 ماہِ رین چاندنی نہیں۔

شہاب الدین رقی فرماتے ہیں: ”ان الشارع لم يعتمد الحساب بل الغاء
 الحسب... حضرت تھانوی سے بھی تردید ہی کا ثبوت ملتا ہے وہ فرماتے ہیں: ”شریعت کا حکم
 جس کو احقر پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ اتفاق پر (مدون فتاویٰ ۲: ۱۱۹)۔“

(۲) ب: روایت بدل کے سلسلہ میں اصرار کی رویت کا ہی اعتبار ہوگا فلکیاتی علوم خواہ
 باہمی میں شہادت ثمریہ کا اعتبار ہوگا ہاں اس کے بالمقابل صرف فلکیاتی رویت غیر معتبر ہوگی۔
 علامہ تھانوی کی بقول ”فلکیات کا علم قطعی ہے، لہذا شہادت کے مقابلہ میں اس
 پر اعتبار نہیں کیا جائے گا۔“ کے تحت یہاں سارے ہی فقہاء عظام و مفتیان کرام نے تردید کی ہے۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اس صورت کے اعتبار کر لینے
 کی صورت پر نماز و روزہ جیسی اہم عبادات اوقات کی تعیین و ثبوت علم ہندسہ یا علم فلکیات کے تابع
 نہ ہو سکے گا، لہذا اس سے اس دین کے فطری اور دین الہی نہ ہونے کا بھی الہام ہوتا ہے (رویت
 در بیان شریعت ۱۳۵)۔

حضرت مولانا مفتی عبید اللہ صاحب اسعدی نے فلکیات کے عدم اعتبار پر انتہائی
 پر زور اور سبباً متناہی لکھا ہے جس میں ائمہ اربعہ کے اقوال قدیم و جدید فقہاء مفتیان کرام کی آراء
 اور اس موضوع پر مشفقانہ ہونے کے بہت سارے سیمیناروں کی رپورٹ پیش کی ہے (بحث و نظر شمارہ ۲۴

اور اس کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے ایسے امور ہیں جو ہمیں یاد رکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہیں۔
 اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے وقت اور جگہ ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔
 اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے رنگ اور ذائقہ ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔
 اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے فوائد ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے نقصانات ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔
 اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے طریقے ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔
 اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے اثرات ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے ماحول ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔
 اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے وقتوں ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔
 اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہر چیز کے اپنے اپنے جگہوں ہیں۔
 ان کو صحیح وقت پر اور صحیح جگہ پر ہی استعمال کرنا چاہیے۔

اے شہادت شرط ہے (بوجہ ۳۹۹)، اگر طلع صاف ہو تو اتنے لوگوں کو چاند لینا چاہئے
جن کی خبر سے غائبین ہو جائے۔

صحابہ درمختار فرماتے ہیں: "قبل بلاعلة جمع عظیم يقع العلم الشرعی
وهو غلبة الظن بخبرهم۔"

حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک عدالت کا تعلق ظاہر حال سے ہے، اس لئے اگر چاند
دیکھنے والا مکان میں سمونا نہیں سمجھا جاتا اور صوم و صلوة کا پابند ہے تو اس کی شہادت معتبر ہونی
چاہئے، کیونکہ عموماً ایت و لوں پر اعتقاد کر لیا جاتا ہے۔

عامہ جرجانی فرماتے ہیں: "الثقة هي التي يعتمد عليها في الأقوال
والأحوال" اور امید ہے کہ وہ شخص کبائر سے اجتناب بھی کرتا ہوگا اور صغائر کے اصرار سے بچتا
ہوگا اس لئے اس کی خبر بطریق موجب ہوگی۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: "العدالة تعمل ملكة على زمة التقوى والمروءة

أو الشرط أدانها وهو ترك الكبائر والإصرار على الصغائر وما يخل بالمروءة۔"

مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ یہاں دیہات

میں عدالت بالکل مفقود ہے، اکثر لوگ دائرہ منڈے ہیں اور جو دائرہ والے ہیں وہ بھی ناچ

کنا سنتے ہیں، اگرچہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور وعظ بھی سنتے ہیں تو کیا ان کی شہادت معتبر ہوگی؟

اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر امام کو ان کی صداقت کا یقین ہو جائے تو ان کی گواہی
معتبر ہوگی۔

اس سلسلہ میں حضرات صاحبین کا مسلک یہ ہے کہ عدالت کا تعلق صرف ظاہر حال

سے ہی نہیں ہے، بلکہ مزید متعلقہ امور کی بھی وضاحت درکار ہوگی، اس ناقص کے خیال میں اس

دور قحط الرجال کے اندر شہادت کے معتبر ہونے کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ وہ سچا ہے اور نماز

روز و گاہ پر بند ہے، یہ فرار سے فہم سے تعلق حاصل ہو جائے گا جو وہ اب لے کر ہے۔
تہذیب و تمدن کے لیے اس کی مزید ترقی ہوتی ہے۔

مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۱۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۲۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۳۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۴۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۵۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۶۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۷۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۸۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

۳۹۔ مستور اور غیر عدل کے ساتھ معاہدے کی ضرورت ہے، اب اس کی ضرورت
رہنمون سے ہے۔

الحکم حتی لو أخبر رجل عدل القاضي لمجنى رمضان يقبل و يأمر الناس بالعمود، یعنی فی یوم الغیم ولا یشرط لفظ الشهادة و شرائط القضاء، أما فی لعید فیشرط لفظ الشهادة وهو یدخل تحت الحکم: لأنه من حقوق العباد

القضاء فی ما بین ۲-۱۹۰۲

یعنی ہلال رمضان کے ثبوت کے لئے حاکم کی ضرورت نہیں یہاں تک کہ اگر کسی عادل شخص کے متعلق تصدیق ہوئے کی صورت میں قاضی اور رمضان کی خبر دیدی تو وہ معتبر ہوگی اس میں شہادت و شرائط قضاء کی ضرورت نہیں البتہ ہلال میں لفظ شہادت شرط ہے۔

مہارت مذکورہ سے پتہ چلا کہ ہلال کا تعلق قاضی سے ہے، لیکن مفتی نظام الدین صاحب اس تعلق کو منکر قرار دیکر "رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت" پر یوں رقمطراز ہیں: رؤیت ہلال ہمسلمہ "من کل الوجوه تحت القضاء" یا تحت حکم حاکم حکومت داخل ہی نہیں، جیسا کہ اس مہارت "لا یدخل تحت الحکم حتی لو أخبر رجل عدل الخ" سے ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ قاضی عموماً شہر میں ہوتے ہیں اور قاضی کے لئے بغیر دعویٰ و بینہ و شہادت جو بقدر نصاب ہو فیصد کرنا اور حکم دینا وغیرہ جائز نہیں ہے "کما هو مبرهن فی کتاب القضاء و فی باب ادب القاضی" اور یہاں مسئلہ رؤیت ہلال میں کچھ بھی نہیں سوائے عادل شخص کی خبر کے اور قاضی کو صرف اس خبر کی عدالت دیکھ کر حکم دینا لازم ہو جاتا ہے یہ کھلی دلیل ہے کہ مسئلہ رؤیت ہلال تحت القضاء داخل نہیں ہے اور عمید کے چاند کے ساتھ چونکہ کچھ حقوق العباد بھی متعلق ہوتے ہیں، اس لئے اس کے چاند کے ثبوت کے لئے عند القاضی دعویٰ و بینہ اگرچہ شرط نہیں ہے، لیکن تمام ضامے احتیاط و عادل شخص کی خبر لازم ہوتی ہے، آگے مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ جہاں کہیں یہ مسئلہ تحت القضاء داخل ہوتا ہے تو وہ محض ضمنا ہے اس بندے کے خیال میں اس کا تعلق اگر ضمناً ہی کبھی اس کا اعتبار کرنا چاہئے، کیونکہ اس کے اعتبار کر لینے کی شکل میں بہت سارے مفاسد سے بچا

یہاں تک کہ ان کے ہاں ایسا برے پیمانہ پر قتلہ داراقتلہ ہوئی جس سے ان کے
 قتلہ کے لئے کوئی اور ذمہ داری نہیں پیدا ہو سکتی جو ان کے لئے کوئی ذمہ داری
 نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۳۳) ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
 ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

القضاء و غیرہا من الولايات“ (۱۱) (مسئلہ نمبر ۶۹)۔

(۲) ب۔ مفتی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں: جس امام کو تمام مسلمان اپنے امور

دینیہ کی اقامت کے لئے پسند کر کے مقرر کر لیں وہ سلطان کا نائب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے

(کفایت مفتی ص ۴)۔

مفتی صاحب کے فتویٰ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ بہار اور اڑیسہ میں قاضی کا تقرر

امیر کے تحت وجود میں آتا ہے اور امام نائب سلطان کا درجہ رکھتا ہے تو قاضی کا فیصلہ بھی سلطان ہی

کا درجہ رکھے گا، کیونکہ قاضی کا فیصلہ گویا امام ہی کا فیصلہ ہے، اس کی دلیل کے لئے صرف اتنا لکھ

دین کافی ہوگا کہ جہاں حاکم شرعی نہیں وہاں مسلمانوں کا کسی کو امام بنا کر اس کے پیچھے جمعہ پڑھ لینا

کافی ہو جاتا ہے کیا یہ امام نائب حاکم نہیں؟ اس کا جواب تو خود ہی نیابت حاکم کی طرف مشیر ہے۔

(۲) ج۔ اگر قاضی بلال عمید یا رمضان کا اعلان کر دیتا ہے تو اس کے حلقہ قضاء کے

تمام مسلمانوں پر اس کا ماننا ضروری ہے۔

مفتی نظام الدین صاحب فرماتے ہیں: ”قاضی کا اعلان صرف اسی دائرہ میں محدود

رہتا ہے جہاں تک قاضی کا حلقہ اقتدار ہے۔“

(۲) د۔ بہتر تو ہوتا کہ قاضی یا امام خود ہی ریڈیو اور ٹیلیویشن پر اعلان کر دیں، لیکن

چونکہ ہمارے اس ملک میں ریڈیو، ٹی وی اسٹیشنوں پر غیروں کا قبضہ ہے، اس لئے اگر وثوق سے

معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ اعلان میں غلطی نہیں کرتے اور ماضی میں اس طرح کی غلطی کا وقوع بھی

نہیں ہوا ہے تو ایسے اعلان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

الف۔ ایسے مقامات پہ جہاں مطلع اکثر ابراؤ دور رہتا ہے وہاں ہمیشہ ۳۰ کا چاند شمار

کرنا کسی طرح درست نہیں اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس طرح کے ممالک میں اس ملک کے

قریب ترین ملک کے بلال کا اعتبار کیا جائے گا، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بلال کی تعیین کیسے

ہوں اور اعتباری کی شکل ہوں تو اگر یہ کہیں کہ اپنے ملک برطانیہ میں ایک مرتزکی روایت ہمال
 کہیں قائم کریں اور اس دور کے ملک میں جہاں سے روایت کا ثبوت ملے وہاں اس روایت سے اختیار
 یعنی قائم کریں۔ روایت کی شرعی شہادت ہو جانے کے بعد اس روایت میں کما حدیثیہ ہونا بحدود
 صحیحہ کر دیا گیا۔

(کتاب - "الأهل كل بدد رؤیتهم" - تحت باب "رؤیت سے تقریبی فتویٰ")

نہ صرف اس میں کما حدیثیہ روایت ہے، بلکہ اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے
 ہے۔ اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں
 کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ
 روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے
 روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے
 روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے

(کتاب - "بیرہ کے فریضے" - جلد ۱، باب "بیرہ کے فریضے" - صفحہ ۱۰۰)

بیرہ کے فریضے میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے
 اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں
 کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ
 روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے
 روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے
 روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے اس میں کما حدیثیہ روایت سے

رؤیت ہلال سے متعلق مسائل

مولانا سید صالح الدین احمد بزدوی

رؤیت ہلال کے طرق موجبہ

شرعی طور پر رؤیت ہلال کے ثبوت کے لئے درج ذیل چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ضروری ہے: (۱) شہادۃ علی الرؤیۃ (۲) شہادۃ علی الشہادۃ بالرؤیۃ (۳) شہادۃ علی القضاء (۴) استفاضہ (جو درحقیقت حکمِ حاکم میں داخل ہے)۔

شہادۃ علی الرؤیۃ: یہ ہے کہ چاند دیکھنے والا عادل (دیندار) یا مستور الحال (جس کا فسق ظاہر نہ ہو) مسلمان بذات خود قاضی، مفتی وغیرہ کی مجلس میں حاضر ہو کر ان کے سامنے شہادت دے کہ بذات خود میں نے چاند دیکھا ہے۔

شہادۃ علی الشہادۃ بالرؤیۃ: یہ ہے کہ چاند دیکھنے والا شخص بذات خود قاضی، مفتی وغیرہ کے سامنے حاضر نہ ہو، مگر اپنی جانب سے دوسرے دو شخصوں کو گواہ بنا کر بھیجے یا دوسرے لوگ اس شخص کی طرف سے گواہ بن کر قاضی، مفتی وغیرہ کی مجلس میں حاضر ہو کر اس بات کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں دیندار شخص نے بذات خود اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے اور چاند دیکھنے کی گواہی دے گی۔

شہادۃ علی القضاء: یہ ہے کہ دو دیندار قابل وثوق مسلمان کسی جگہ کے قاضی، مفتی

ہات اپنی طرح واضح ہو جائے بائیں طور کہ اس ہستی کے پچاس فیصد مسلمانوں میں اس کا چرچا اور شہرت ہو جائے تو یہ مثل بھی استغناء ہے۔

ب۔ وہ خطوط یا اخبارات کہ جن کے ذریعہ خبر رویت اچھی طرح واضح و مشتمل ہو جائے، ان کی کوئی خاص تعداد متعین نہیں بلکہ وہ متعدد اور کثیر ہوں اتنا کافی ہے۔

ج۔ رمضان شریف اور عید دونوں کے چاند کا حکم یکساں ہے، کیونکہ فقہاء اور علماء کرام کی مذکورہ بالا تحریروں میں کوئی قید نہیں۔ فقہاء کرام کی اصطلاح میں ثبوت چاند کی مذکورہ بالا چاروں صورتیں طرق موجب کہلاتی ہیں، یعنی ان چار طریقوں میں سے کسی بھی ایک طریقہ سے موصول شدہ خبر جس شہر وغیرہ میں پہنچ رہی ہے وہاں کے مسلمانوں پر وہ حجت شرعیہ ہے، اس کو تسلیم کرنا اور اس سے مطابق رویت کا فیصلہ کرنا، اس پر عمل کرنا واجب اور لازم ہے۔

عدالت کی تعریف:

گواہوں کے عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ گواہ کبیرہ گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور اس کی نیکیاں برائیوں پر غالب ہوں، محدود فی القذف کے سوا کسی شخص سے کوئی گناہ کبیرہ صادر ہو جائے اور وہ شخص اس گناہ کبیرہ سے سچی توبہ کر لے تو توبہ کے بعد اس کی شہادت معتبر و قابل قبول ہوگی۔ اور اس پچھلے گناہ کبیرہ کا کوئی اثر اس کی عدالت پر باقی نہ رہے گا۔

محدود فی القذف سے وہ شخص مراد ہے جو کسی پاک دامن عورت وغیرہ کو زنا کی تہمت لگا کر اس کو چار گواہوں سے ثابت نہ کر سکنے کی وجہ سے اسلامی حاکم نے سزا کے طور پر اس کو اتنی کوڑے لگائے ہوں، ایسے محدود فی القذف شخص کی گواہی ہمیشہ کے لئے رد کر دی جاتی ہے اور توبہ کرنے کے بعد بھی اس کی شہادت قابل قبول نہیں قرار پاتی۔

اختلاف مطابحہ صحیح بخاری

ذاب کر یک بندہ (کافر یا مشرک) اذیت پوری توفیق اور ایک اذیت سے بڑھ کر اور
 رسالت و پابندی سے اذیت اذیت سے بڑھ کر اور اس کے بعد (کافر یا مشرک) ایسی چیزیں
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) (صداۃ نسیم) اور وہاں یہ بھی
 ذاب کر فی ذی قریب میں اس کا اثر اور اس کا اثر ہے کہ اس اور اس کے
 یہ اذیت ہے یہ حکم (روزہ و بیعت) اور اس کا اثر ہے کہ اس کے یہ حکم
 ذاب کر نہیں ہوگا اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت)
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد

فی وہ سے اس سے یہ شہدہ اختیار و اذیت سے اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد

یہ وہ اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد
 اور اس کے بعد کفر پر اس اذیت کا حکم (روزہ و بیعت) اور اس کے بعد

ہندوستان میں سے کسی بھی جگہ سے موصول شدہ خبر و شہادت بہت شریعہ ہے اور اس کو تسلیم کر کے اس کے مطابق عمل کرنا واجب و لازم ہے۔

کسی جگہ یہ طریق شرعی روایت ثابت ہو جانے کے بعد مطلع صاف ہونے کے باوجود جس جگہ چاند نظر نہ آیا ہو اس جگہ پر بھی یہ روایت واجب العمل ہوگی:

سوال: الجین شہر میں ۲۹ شعبان کو مطلع بالکل صاف تھا اور پوری کوشش کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تھا، دوسرے مقامات سے وہاں پر روایت کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء، ۲۳ رمضان ۱۳۵۵ء کے الجمعۃ میں ”کھرالہ“ کی عینی شہادت پر حضرت مفتی صاحب نے دہلی میں پیر کا پہلا روزہ تسلیم کر کے ایک روزہ کی قضا کا اعلان کیا ہے، اسی طرح اس اعلان کے نیچے امارت شریعہ پھلواری شریف بہار کا اعلان چھپا ہے۔ مذکور دونوں جگہ آسمان پر بادل ہونے کی تصدیق ہوتی ہے، جس جگہ آسمان بالکل صاف ہو اور ہزاروں لوگوں میں سے کسی ایک شخص کو چاند نظر نہ آیا ہو ایسے حالات میں مذکور اعلانات کی بنا پر ایک روزہ کی قضا کرنا ہوگی؟

الجواب: روایت کی شہادت معتبر ہو تو اس کا اعتبار ہوگا، اور جن لوگوں کو چاند نظر نہ آیا ہو چاہے وہ کتنی بڑی تعداد میں ہوں تب بھی ان کو روزہ رکھنا پڑے گا۔ محمد کفایت اللہ دہلی (کفایت مفتی ۲۰۱۵ء)۔

رمضان شریف میں اپنے ملک سے دوسرے کسی مختلف ملک میں جانے والے کے لئے شرعی حکم:

جب ملکوں کے درمیان مسافت و فاصلہ اتنا ہے کہ یہاں اور وہاں کے اختلاف مطلع کی بنا پر روایت بلال میں ایک دن کا فرق ہو جاتا ہے، جیسے کہ ہندوستان اور سعودی عربیہ وغیرہ، تو ایسی صورت میں رمضان شریف میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے والے شخص کے لئے

شرعی حکموں میں سے ہے:

عہدوں کے تحت ہونے کی روایت کے بعد وہ اب رمضان کا روزہ شروع کرنے میں سے
پہلے بہت دیر سے آئے ہیں۔ شریعت میں یہاں کی روایت کے مطابق عمل کرنا واجب اور لازم ہے۔
رمضان شروع ہونے سے پہلے رمضان کے روزہ نہ رکھنے والے شخص کو اب بھی روزہ
رکھنے کے قیود لازم ہیں۔ مثلاً اگرچہ رمضان کے پیش نظر عہد آفتاب تک ان کو
عملاً کچھ کرنے سے اجتناب واجب اور لازم ہے، لیکن عہد کے بعد وہ روزہ رکھنے کے لیے
تعمیرات میں آئے ہیں۔ وہ بھی مذکورہ مشابہت ہے۔ اگرچہ رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے
تمام روزہ رکھنے والوں کے لیے یہ حکم واجب اور لازم ہے، لیکن عہد کے بعد وہ
شریعت میں بنیاد پر اپنے نہیں رکھنے پرے ہونے کے بعد روزہ رکھنے کے لیے مکلف ہیں۔
اس لیے اگرچہ وہ بھی مکلف ہیں، لیکن اگرچہ وہ بھی مکلف ہیں، لیکن اگرچہ وہ بھی مکلف ہیں۔
پہلے عہدوں کی عہد آفتاب تک وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔
ان کے بعد وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔
بزرگوار اور ممتاز ہے۔ ہاتھوں کے بعد وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔
اس لیے وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔
اس لیے وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔

پہلے عہدوں کی عہد آفتاب تک وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔
پہلے عہدوں کی عہد آفتاب تک وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔

اس لیے وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔
اس لیے وہ بھی مکلف ہیں، لیکن عہد کے بعد وہ بھی مکلف ہیں۔

انہیں گورنر جنرل میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلیفون، خطوط، اخبارات وغیرہ ذرائع ابلاغ سے روایت کی گئی ہوتی ہے اور جب تک پہنچ جاتی ہے، اور مطلوبہ پروکوں میں غلطی، انتشار، سبوتاژ وغیرہ پیدا ہو کر اس وقت تک قائم رہتا ہے پورا ہو جاتا ہے۔

ایسے حالات میں خرابی قرائن و شواہد سے دوسری جگہ سے موصول شدہ خبر کے صحیح ہونے یا ناسب ہونے کا متعلق رہا، اتفاق اور عوام کی بے چینی اور فتنہ و غیہ کے امکانات کے پیش نظر مفتی قاضی، چاند پٹی کے صدر وغیرہ پر دوسری جگہ سے موصول شدہ خبر کی تحقیق کر کے فیصلہ اور حکم سے عوام کو آگاہ کرنا لازم اور ضروری ہے، ان کا تماشائی کی حیثیت سے خاموش بیٹھے رہنا اور اس پر کوئی توجہ نہ دینا غلط اور ناجائز سمجھا جاتا ہے۔

کسی صوبہ کے نامور اہل علم و اصحاب فقہی کا روایت بلال سے متعلق فیصلہ پورے صوبہ کے لئے معتبر ہے:

کسی صوبہ میں کسی جگہ منگتیاں کرام و علماء عظام نے شہادت کے شرعی قوانین کی رعایت کے ساتھ روایت کا فیصلہ کر دیا اور اخبارات کے ذریعہ یا اپنے خطوط کے ذریعہ (جو ان کے دستخط و مہر زدہ ہوں) یا اشتہار رات (جینڈل) وغیرہ سے اپنے اس فیصلہ کا اعلان کیا، اور اعلان میں مذکورہ بات صورتیں دیکھ کر فریب، تزویر و بناوٹ سے محفوظ ہوں تو اس صورت میں ان کے اس فیصلہ پر پورے صوبہ کے مسلمانوں کو عمل کر کے روزہ رکھنا عید منانا جائز ہے۔

ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں شرعی ضابطہ شہادت کی رعایت کے ساتھ کسی صوبہ کے قاضی یا چاند کمیٹی وغیرہ کا فیصلہ روایت پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل قرار پانے کی ایک شکل

اس سلسلہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی درج ذیل تحریر سے روشنی اور رہنمائی

مطلع صاف ہو تو رمضان کے ثبوت کی صورتیں

الف- اتنے مسلمان خود اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ فیصلہ کرنے والوں (مفتی، چاند
مینی وغیرہ) کو چاند ہو جانے کا اطمینان ہو جائے۔

ب- ایک قابل اعتماد بالغ مسلمان (مرد یا عورت) شہر کے باہر یا کسی بلند مقام سے
آکر شہادت دے جس پر طلوع ہلال کا اطمینان ہو جائے۔

”صحیح فی الأفضیة الاکتفاء بواحد إن جاء من خارج البلد أو مکان
مرتفع“ (۱۰، بقدر)۔

ج- کسی دوسری جگہ پر چاند ہونے کی اطلاع وہاں سے اتنے مسلمان آکر دیں کہ
استغناء کی صورت پیدا ہو جائے اور اطمینان ہو جائے کہ یہ خبر صحیح ہے۔

مطلع صاف نہ ہو تو رمضان کے چاند کے ثبوت کی صورتیں

الف- ایک قابل اعتماد مسلمان (مرد یا عورت) کا بیان کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔
ب- کم از کم دو قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو دیندار عورتیں جو کسی دوسرے
مقام سے آئے ہوں، شہادت دیں کہ وہاں کی ہلال کمیٹی، مفتی، قاضی وغیرہ نے باقاعدہ شہادت
کے گروہیت ہلال کا فیصلہ کیا ہے۔

ج- ایک قابل اعتماد مسلمان شہادت دے کہ فلاں قابل اعتماد شخص نے چاند دیکھا
ہے، وہ خود آنے سے معذور ہے، اس نے میرے سامنے شہادت دی ہے کہ میں نے چاند دیکھا
ہے اور مجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے کہ میں اس کی شہادت کی گواہی دوں۔

د- کل ہند ہلال کمیٹی کا ریڈیو پر اعلان کہ رویت عام یا باقاعدہ شہادت وغیرہ کی بنا
پر چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

ہو۔ خاص بی بیوں یا انٹلنگ کال کے ذریعہ کوئی معتبر مسلمان، چاند مینی یا ٹیکنی مشین وغیرہ فیصد کی اطلاع دے، جبکہ اس کی آواز پہچان لی جائے، اور مزاج یا بی بیوں پر کسی معتبر مسلمان سے اس کی تصدیق بھی کر لی جائے، دیر قرائت سے اس کے سچ ہونے کا اطمینان ہو جائے، اس وقت تک کہ عمر اور بی بیوں ۱۹۷۱ء

۱- ریڈیو کے ذریعہ کسی مقدمہ پر چاند ہونے کی اطلاع، مثلاً بی بیوں سے ذرا چھپانے مینی کے صدر یا اس وقت تک کہ معتبر شخص سے اس کی تصدیق کر لی جائے۔

۲- متعدد ریڈیو اسٹیشن متعدد مقامات پر چاند ہونے کی اطلاع نشر کریں، اور چاند مینی کو بھی مطلع وغیرہ ہو اطمینان ہو جائے اس وقت تک کہ

۳- کسی ایک مقدمہ یا متعدد مقامات سے اتنے شہداء یا بی بیوں کے بیان سے قائل ہو جائے کہ پورا ہوا ہے اس سے چاند مینی کا سب سے پہلے ہونا اور اس کے بعد دیگر شہداء کی اطلاع ہونا۔

۴- وہ وقت تک کہ اس کو کبھی فیصد کی تحقیق سے چھپانے یا تو ہوں اور اس کے بعد سے فیصد کی ہوا۔

انفال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بہار فقہی فتویٰ کے صدر یا فیصلہ کرنے والے قاضی، مفتی وغیرہ کے نام ہو اور مکتوب الیہ و یقین
 ۱۔۔۔ "الفتویٰ علی قولہما اذا تیقن اند خطہ سواء کان فی القضاء أو
 الروایة أو الشهادة علی الصک" (رائقہ ۳۰۹۱)۔

ماہ شوال و ذی الحجہ کے چاند کا فیصلہ مطلع صاف ہونے کی حالت میں:

یہاں پر ثبوت بلال کی دو صورتیں ہیں:

- ۱۔ مقامی طور پر اتنے مسلمانوں کی خبر جن کی تردید نہ کی جائے۔
- ۲۔ دوسرے مقام پر چاند نظر آنے کی خبر اتنے مسلمان دیں جن کی تردید نہ کی جاسکے
 اور استغناء کی صورت پیدا ہو جائے۔

مطلع صاف نہ ہونے کی حالت میں شوال و ذی الحجہ کے ثبوت چاند کے فیصلہ کی
 صورتیں:

- الف۔ کم از کم دو بالغ قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو قابل اعتماد
 ہوں، غنڈہ کو اپنی سے چاند دیکھنے کی شہادت دیں۔
- ب۔ کسی دوسرے مقام سے کم از کم دو قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک قابل اعتماد مسلمان
 مرد اور دو قابل اعتماد مسلمان عورتیں دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کے
 چاند دیکھنے کی شہادت دیں بشرطیکہ چاند دیکھنے والوں نے الگ الگ ان کے سامنے چاند دیکھنے کی
 شہادت دی ہو اور ان کو اپنی شہادت کا گواہ بنا کر بھیجا ہو۔

یہ ضروری ہے کہ ہر چاند دیکھنے والا دو شخصوں کے سامنے اپنے چاند دیکھنے کی شہادت
 دے کہ ان کو اپنی شہادت بنائے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ دو دوسرے ہوں، مثلاً زید اور بکر جو
 ایک چاند دیکھنے والے کی شہادت کے گواہ بنے ہیں وہ دوسرے چاند دیکھنے کی شہادت کے گواہ بھی

ہو سکتے ہیں، ہاں اس سبب سے قبل اعتقاد مسلمان ہونا ضروری ہے۔

یعنی کہ شاہد شاہدان سواء کانا ہما او غیر ہما۔

۱- ایک قائل اعتقاد مسلمان خود اپنے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

قائل اعتقاد مسلمان ہی امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

شہادت کے امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

شہادۃ غیرہ صحیح اور معتبر ہے۔

۲- شہادت کے امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

قائل اعتقاد مسلمان ہی امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

شہادت کے امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

لا یقبل کتاب لا یسجد ولا یحییٰ ولا یتیم ولا یتارک۔

۱- ایک قائل اعتقاد مسلمان ہو چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

شہادت کے امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

قائل اعتقاد مسلمان ہی امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

شہادت کے امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

قائل اعتقاد مسلمان ہی امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

شہادت کے امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

قائل اعتقاد مسلمان ہی امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

شہادت کے امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

قائل اعتقاد مسلمان ہی امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

شہادت کے امر اور نہ قائل اعتقاد مسلمان سے چاند یعنی شہادت کے امر اور نہ

مشاد علی کارید یو ایشیئن ویلی میں ہلخو کا لاسنو میں، پینہ کا پینہ میں اور فلکتہ کا فلکتہ میں چاند ہونے کی اطلاع نشر کرے، اور بلال میٹی یا قاضی یا مفتی ان کی صحت پر مطمئن ہو جائے۔

”الخبر المسموع مرة واحدة إذا تضاف إليه قرآن أفاد اليقين (شرح مؤلف، ۱۲، ۱۳، ۱۴) وقال الكمال الحق ماروی عن محمد و أبي يوسف أن العبرة لتواتر الخبر و مجينه من كل جانب انتهى، و فی التجنیس عن محمد إن أمر القلة و الكثرة مفروض إلى رأى الإمام وهو الصحيح، و فی البرهان (فی الأصح) لأن ذلك يختلف باختلاف الأوقات و الأماكن و تفاوت الناس صدقاً“ (فتح مرقی غایح مطبوعہ ۳۵۹)۔

ط- روایت کے سلسلہ میں جانے پہچانے حضرات کے خطوط یا ٹیلیفون اس کثرت سے آجائیں کہ انکار کی نجائش نہ رہے اور چاند ہونے کا یقین ہو جائے (فتاویٰ مولانا عبدالحی ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹)۔

شاہدوں کی عدالت کا معیار

شہادت دینے والے ایسے مسلمان ہونے چاہئیں جو دیندار معلوم ہوں ان کی بددیہی معلوم و ظاہر نہ ہو، اور ایسا شخص جس کی شکل و صورت، وضع قطع شریعت کے مطابق نہ ہو، لیکن وہ شہیدہ اور باوقار ہو، جھوٹ بولنے کو خود اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہو تو اس کی شہادت بھی تسلیم کی جاسکتی ہے۔

”فإن عدالة الشاهد شرط لوجوبه لا لصحته فلو قضى بشهادة فاسق نفذ“ (درمقرر کتاب الشہادۃ) ”وفی البدائع لكن الصدق لا يقف على العدالة لا محالة فإن من الفسقة من لا يبالي بارتكابه أنواع من الفسق و يستكف عن الكذب (بدائع الصنائع ۲۷۱)۔“

مطلوع صیاف ہونے کی صورت میں وہ شخصوں کی شہادت معتبر ہے یا نہیں؟

سوال: اس زمانہ میں مطلع باطل صیاف ہونے کے باوجود دو عادل شخصوں کی شہادت معتبر ہے یا نہیں؟ اگر معتبر ہے تو درمختار روایت کی درج ذیل عبارتوں کا کیا جواب ہے؟

”وعن الإمام أنه يكتفى بشاهدين واختاره في البحر“ (مترجم ص ۱۰۲)

حيث قال ويسعى العدل على ظاهر الرواية في زماننا فانقضت عمدة طاهر لرواية فتعيب الافتاء بالرواية الأخرى (الدر المختار ص ۱۰۳)

جواب: وہ شخصوں کی شہادت جب کہ وہوں کا حال ہوں اور ان کی شہادت معتبر ہے۔
صدق کے قرائن ہوں تو ان کی شہادت و قبول رہا نیز ان کے مطابق طہرین تھی یا نہ ہے۔
شہادت دہان کے متعلق تو یہ میرے متعلق ان کی شہادت معتبر ہے۔
مطلوع صیاف ہونے کی صورت میں معتبر ہے یا نہیں؟

جواب: قدس سرہ نے دعویٰ ”للصبر مع عدلہ کفیمہ“ و غیر حبر عدلہ و
مستور علی ما صحیحہ لسخری علی خلاف طاهر الروایۃ لا یستحق التوافق و
لأن شہدہ مع عدلہ یفسدہ قال البرازی نعم، لأن القاضی یبطل شہادۃ
الظن مع العدل و عدالة تصاب لشهادة و لفظ شہدہ و ہذا لا یصحہ و
لا شہدہ لیسعہ کالظن علی السدھب“ (مترجم ص ۱۰۲) و
یہ بات تو قیاسی ہے۔ ہاں وہیوں کی حالت میں دشمن کی شہادت
میں یا شہادہ ان کی وہیوں کی ہے، وہیوں کی شہادت معتبر ہے۔
مطلوع صیاف ہونے کی صورت میں معتبر ہے یا نہیں؟

تعمیراتی تہذیب سے یہ نئی معروضہ ہوتی ہے۔ فقہی قیاسی و ان کی وہیوں کی شہادت معتبر ہے۔
مطلوع صیاف ہونے کی صورت میں معتبر ہے یا نہیں؟

اسے فائق کی وادی سے صدق کے قرآن و آثار متعلق ہوں تو قاضی فائق کی وادی جن قبوں سرگمنا
ب اور ان کی بنیاد پر عمل بھی سرگمنا ہے (مزید الفتاویٰ، فتاویٰ، اراعلوم، یوبند ۲۰۳، ۵۰، ۵۱)۔

رؤیت ہلال میں فنکیاتی حساب و موسمیات سے استعانت:

”ولا عبرة بقول الموقنین ولو عدوا على المذهب قال في الوهبانية
وفنون اولى التوقيت ليس بموجب“ (المختار) ”و تحته في رد المحتار أي في
وجوب الصدق على الناس بالإجماع وفي النهي فلا يلزم بقول الموقنین أنه أي
الهلال يكون في السماء ليلة كذا، وإن كانوا عدوا في الصحيح إلى قوله
قلت ما قاله السبكي، رده متأخروا أهل مذهبه (أي الشافعي) ومنهم ابن حجر
والرملي، ثم إلى قوله وما قاله السبكي الشافعي مردود، رده عليه جماعة من
المتأخرين منه (أي الشافعي)۔ وليس في العمل بالبينة مخالفة لصلاته صلى الله عليه وسلم
ووجه ما قلناه إن الشارع لم يعتمد الحساب، بل ألغاه بالكلية بقوله نحن أمة
أمية، ثم إلى قوله: وقال ابن دقيق العيد الحساب: لا يجوز عليه الاعتماد في
الصلاة انتهى“ (المختار ۲، ۱۲۵)۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حساب منجمین اور موقنین کا اعتبار محققین ائمہ احناف اور
محققین ائمہ اربعہ کے نزدیک صحیح نہیں، بلکہ طرق موجبہ سے جو ثبوت ہوگا فقط وہی معتبر ہوگا۔

علاوہ ازیں دین اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، یہ عالم، جاہل، متمردان، بدوی، بادشاہ،
رعایا، حکما، فلاسفہ، غرض سب کو یکساں مخاطب کرتا ہے اور اصول فطری و سادہ وضع کرتا ہے اور
انہی سادگیوں پر بنیاد رکھتا ہے تاکہ تمام طبقے یکساں عمل کر سکیں، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین کی
بنیاد ہی سادگی اور فطرت پر ہے، جو علوم ہندسیہ ریاضیہ کی کشاکش سے معری ہے، اسی طرح

اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کسی کا اختلاف نہیں۔

۲۹-۲ شعبان کو مطلع صاف نہ تھا اور صاف ایک دیندار کی خبر روایت پر رمضان کا ثبوت ہوا اور تیس روز پورے ہو جانے کے بعد ۳۰ رمضان کو مطلع صاف ہونے کے باوجود عید کا پیمانہ نظر نہ آیا ہو۔

اس چوتھی صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ فرماتے ہیں کہ اکتیسواں روزہ رکھ کر تیسویں دن عید منائی جائے گی، اکتیسویں دن عید منانا جائز نہیں، کیونکہ اکتیسویں دن عید منانے کی صورت میں عید الفطر کا ثبوت ایک شخص کی خبر و شہادت سے لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں، اس لئے کہ ہلال عید کے ثبوت کے لئے دو دیندار شخصوں کی شہادت لازم اور ضروری ہے۔

اس چوتھی صورت میں بھی امام محمد فرماتے ہیں کہ تیس روزے پورے ہونے کے بعد اکتیسویں دن عید منائی جائے، اکتیسواں روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ جانہین کے دلائل اور شہادتوں کی دلیل کے جو جوابات امام محمد نے دئے ہیں اس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

خلاصہ کا یہ کہ امام محمد کے قول پر عمل کرتے ہوئے اکابر علماء دین (امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی) کے فتاویٰ کے بموجب مذکورہ بالا چوتھی صورت میں بھی اکتیسویں دن عید الفطر منانا جائز ہے (معارف شعبہ ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)۔

چاند کی شہادت دینے کے لئے جانا ضروری ہے:

ثبوت ہلال کا مدار یا تو خود روایت پر ہے یا شہادت پر ہے، شہادت میں قاضی شرعی و مجلس قضا وغیرہ شرط ہے، اور بسا اوقات اس کا فقدان ہوتا ہے۔

ایسے مواقع میں عادل مسلمان کی خبر مع تفصیلات و شرائط شرعیہ معتبرہ اس طرح پر ہو کہ اس سے ثبوت روایت کا ظن غالب ہو جائے تو بھی عمل کے لئے کافی ہے۔

تعمیراتی مسائل پر

”لو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة و افطروا لإخبار عدلين
 لم ضرورة“ (اگر وہ ایک شہر میں ہوں جس میں کوئی حاکم شرعی نہ ہو تو لوگ ان میں ایک ثقہ
 کے قول پر روزہ رکھیں اور ثقہ وہاں دو شخصوں کی خبر پر افطار کریں، یہ حکم اللہ سے
 ہے) (پندرہ روزہ رکھنا جائز ہے)

اسی کے تحت شرعی میں ہے، جو شخص نے دیہات کا بھی، عراق میں ہے، عربوں کوئی
 تھا، کسی ایک دیہات میں چاند دیکھے جس میں کوئی حاکم نہیں ہے اور وہ شہر تک (تعمیراتی مسائل پر)
 کہ جس کے لئے ایک روزہ رکھنا معتبر نہیں ہے تو وہ لوگ ان کے قول کے مطابق روزہ رکھیں
 اور اگر کسی نے روزہ رکھنے کے دیہات میں چاند دیکھا تو وہ روزہ رکھنا چاہئے۔
 اگر روزہ رکھنا ضروری ہے، اس کے بعد یہ بھی لازم کی جا رہی ہے جس کے لئے یہ حکم
 ہے اور جو ثابت ہے (تعمیراتی مسائل پر) اس کے لئے جو ہے، اور اگر روزہ رکھنا

”فصل العقباء كلف ببلدة لا حاكم فيها“ (تعمیراتی مسائل پر)

اسی کے لئے کہ ببلدة لا حاكم فيها“ (تعمیراتی مسائل پر)

ان کے لئے ہے یہ بات ثابت ہے اس کے لئے کہ کوئی حاکم شرعی یا قاضی نہیں ہے

یہ ایک فقہی مسئلہ ہے، مقدمہ ہے، بذا اذہنیت و شہادتیں اس کے لئے کہ کوئی حاکم شرعی

کوئی قاضی نہیں ہے، یا نہ ہو، اس کے لئے کہ کوئی حاکم شرعی یا قاضی نہیں ہے

چونکہ اگر کوئی شخص، اس کے لئے کہ کوئی حاکم شرعی یا قاضی نہیں ہے

اس کے لئے کہ کوئی حاکم شرعی یا قاضی نہیں ہے، اور اگر کوئی حاکم شرعی یا قاضی

اس کے لئے کہ کوئی حاکم شرعی یا قاضی نہیں ہے، اور اگر کوئی حاکم شرعی یا قاضی

اس کے لئے کہ کوئی حاکم شرعی یا قاضی نہیں ہے، اور اگر کوئی حاکم شرعی یا قاضی

پیروان ملک کا فیصلہ رویت معتبر نہیں

پاکستان، بنگلہ دیش، ہندوستان ان تینوں ملکوں میں رویت کے سلسلہ میں اختلاف مطابقت معتبر نہ ہونے کے باوجود پاکستان یا بنگلہ دیش کا فیصلہ رویت ہندوستان میں نافذ و جائز العمل نہ ہوگا، کیونکہ حدود مملکت و سلطنت مختلف ہیں۔ ”لأن اجتهاد القاضی لا یثبت فی ولایة غیرہ“ (فتح القدر) ”قضاء القاضی محدود فی ولایتہ“ (بہ یہ)۔

بلال فطر میں شہادت شرط ہے:

ثبوت بلال فطر میں خبر واحد کافی نہیں، بلکہ شہادت عدلین ضروری ہے۔ ”عن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب أنه خطب الناس فی الیوم الذی یشک فیہ فقال: إلا أنى جالست أصحاب رسول الله ﷺ وسألتهم وإنهم حدثونی أن رسول الله ﷺ قال: صوموا لرؤیتہ وأفطروا لرؤیتہ وانسکوا لها فإن غم علیکم فاتموا ثلاثین، وإن شهد شاهدان فصوموا وأفطروا“ (سنن شریف)۔

مسلمان حاکم قاضی شرعی کے قائم مقام ہے

اگر مسلمان حاکم شرعی قانون کے مطابق فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہوگا، ”وتصح سلطنة متغلب أو من تولى بالقهر والغلبة بلا مبايعة أهل الحل والعقد“ (در المختار) ”ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل و الجائر ولو كان كافراً ذكره مسکین وغیرہ“ (در المختار/ ۳۴۲) ”أقول ولو اعتبر هذا أى عدم أهلية الفاسق للقضاء لانسد باب القضاء خصوصاً فی زماننا، فلذا كان ماجرى علیه المصنف هو الأصح، كما فی الخلاصة وهو أصح الأقاویل، كما فی العمادية نهر، وفى الفتح: والوجه تنفيذ قضاء كل من ولاه سلطان ذوشوكة

وہی کان چاہتا تھا کہ وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔

پہلے ہی...

شہادت میں شہادت کی روایت

میں نے یہ سب سنا ہے کہ وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔

وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔

وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔
 وہی صاحبِ علم و فضل و کمال ہے جس کا نام ہے۔

رؤیت ہلال میں جدید آلات و وسائل سے مدد

مولانا عبدالرحمن قاسمی

۱- (الف): رؤیت ہلال کے سلسلہ میں احناف کا مفتی بہ مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے، جیسا کہ شرح التنویر میں ہے: ”و اختلاف المطالع و رؤیتہ نہاراً قبل الزوال و بعدہ غیر معتبر علی ظاہر المذہب، و علیہ اکثر المشایخ، و علیہ الفتوی بحر عن الخلاصة“ (شرح تنویر ۲/۹۶)۔

اور صرف احناف ہی کا مفتی بہ مذہب نہیں، بلکہ شوافع کے علاوہ حنابلہ اور مالکیہ کا معتمد سنیہ مذہب بھی، یہی ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے، جیسا کہ شامی میں ہے:

”و إنما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی أنه هل يجب علی کل قوم اعتبار مطلعهم ولا یلزم أحد العمل بمطلع غیره أم لا یعتبر اختلافها بل یجب العمل بالأسبق رؤیة حتی لو رأى فی المشرق لیلة الجمعة و فی المغرب لیلة السبت و جب علی أهل المغرب العمل بما رآه أهل المشرق، فقیل بالأول و اعتمده الزیلعی و صاحب الفیض و هو الصحیح عند الشافعیة؛ لأن کل قوم مخاطبون عندهم، كما فی أوقات الصلوة و أیده فی الدرر بما مر من عدم وجوب العشاء و الوتر علی فاقد وقتها و ظاہر الروایة الثانی و هو المعتمد عندنا

وعندئذ نسألک فی الحدیث لنعلم الحطاب عما یبطل الروید فی حدیث مسوہ
لروید بخارف اوفات الصلوة (۱۶۱۲)

بہدین تہذیب و تمدن سے یہاں صحیح کے اختلاف کا اعتبار ہی نہیں ہے تو اب اور ان کے
جواب کی ضرورت ہی نہیں۔

۱۔ اراہب السیاق ثبوت ہذا کی نوبہ سے اس میں اسی کی نوبہ سے اس میں اسی کی نوبہ سے
ہوئے تو وہاں کے قاضی اور روایت ہوں نہیں تو اور اگر وہاں قاضی یا روایت ہوں تو ان میں
مسوہوں کے لئے اس لئے اس پر اس میں جیسا کہ اس میں اس لئے اس میں اس لئے اس میں
الخصوف برویدہ لہن الصحاب ان ثبت عندہم رویدہ انہماک نظریہ ہذا
تاریخ تہذیب و تمدن

۲۔ رویدہ ہذا رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے
تاریخ تہذیب و تمدن کے بعد ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے
تاریخ تہذیب و تمدن کے بعد ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے
تاریخ تہذیب و تمدن کے بعد ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے

تاریخ تہذیب و تمدن

۳۔ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے
تاریخ تہذیب و تمدن کے بعد ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے
تاریخ تہذیب و تمدن کے بعد ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے
تاریخ تہذیب و تمدن کے بعد ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے رویدہ ہذا کے

”الحصول غلبۃ الظن بهذا الطريق فی هذه الصورة“ (یہ حکم اس کے لئے ہے کہ اس صورت میں اس اثبتہ سے ناجائز حاصل نہ جاتا ہے)۔

اس صورت میں حدود معاملات سے باہر بھی اس اعلان و نشریہ پر عمل کرنا ضروری ہوگا بشرطیکہ بیروزگاروں کے ۳۰، ۳۵ یا ۳۸ دن کا نہ ہو رہا ہو۔

مسئلہ ۲۱: جہاں پر حکومت کی جانب سے ایسا انتظام نہ ہو وہاں ایسا مسلمان حاکم جس کو حکومت کی جانب سے شرعی ثبوت حاصل کر کے اعلان کرنے کا اختیار ہو اور وہ اعلان کرے یا جس کی پیش کش کے تمام مسلمان ہاشمخ ہوں اور اس کی پوری کارروائی میں کوئی مستند و تجربہ دار شریک ہو یا مستند مفتی شہر یا مستند اہل علم و تدین، یہ ایک اعلان کریں کہ شرعی ثبوت حاصل کرنے کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے، اور قرائن شریعہ سے حکمت کا نکتہ غالب ہو تو متعلقہ طور پر یہ حکم بھی معتبر ہوگا اور اس پر عمل کرنا درست ہوگا۔

مسئلہ ۲۲: جہاں پر حکومت کی جانب سے کوئی شرعی انتظام نہ ہو اور نہ کوئی مسلمان حاکم جس کی جانب حکومت حسب قاعدہ شرعی ثبوت کے اعلان کا اختیار رکھتا ہو اور نہ کوئی شرعی بلاں کمیٹی وغیرہ ہو، جیسا کہ ہمارے ملک کی اکثر آبادیوں کا بالخصوص دیہاتوں کا یہی حال ہے، حالانکہ وہاں بھی مسلمان آباد ہیں اور بکثرت ہیں اور ان کو بھی روزے رکھنا اور شوال کی پہلی تاریخ متعین و معلوم کرنا ضروری ہے، کیونکہ کثیر شوال کو روزہ رکھنا حرام ہے، اور چاند ہر جگہ یا ہمیشہ نظر آنا ضروری نہیں، اور ریڈیو قریب قریب ہر گوشے میں بکثرت رائج ہو چکا ہے، اگر ریڈیو سے خبر آجائے اور آہی جاتی ہے ایسے موقع پر کسی طرح عمل کیا جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ خبر اگرچہ اپنے ملک کے کسی حصہ سے آئے، لیکن ہاں الفاظ آئے کہ یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے تو یہ بالکل معتبر نہیں، خواہ کتنی ہی تعداد میں ایسی خبریں کیوں نہ آئیں۔

”لأنها حکایة محض لا خبر معتبر کما هو ظاہر“ اس لئے کہ یہ حکایت

کھینچ کر رکھیں اور تھریڈوں سے لٹکانے کے بعد ان کو کسی صاف ستھرائی والے مکان میں لٹکا دیا جائے اور اس میں کسی کڑھائی یا دھوؤں سے نہ لگا دیا جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔

ازیٰ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ
 نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔
 اگر کسی نے کسی کو لٹکانے کے بعد اس کو کسی کڑھائی یا دھوؤں سے لگا دیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کو کسی اور کو لٹکانے کی اجازت نہ دی جائے۔

مسئلہ: ان جو دیہات یا آبادی ایسی ہو کہ اس کے آس پاس آبادی میں ویسا متددین اور
اہل علم شخص موجود نہ ہو جو اس قسم کے مسائل سے بخوبی واقف ہو اور اس کے مقتضی پر عمل کرتا ہو یا
موجود ہو، دیہات تک رید یوتے خبر سننے والوں کا جانا آنا دشوار ہو اور ان کا مہلک آن نہیں دشوار ہوتا
منکر جہانیں حقیقوں و اختیار کرنے درست ہونا، اہل تہ و سوس سے اجنبیاں زبردستی کرنا یا دوسروں کو
سننے پر مجبور کرنا بہتر درست نہ ہوگا، وہ طریقے یہ ہیں:

الف۔ اگر مطلع صاف ہونے کی صورت میں اس معتبر مضمون کا نشر یہ آجائے جو مسئلہ
نمبر ۳ میں راجح اور متحقق کہہ کے لکھا گیا ہے یعنی یہ کہ میں نے خود چاند دیکھا ہے (اور یہ شخص معلوم
و معتبر ہو)۔ یہ یہ مضمون ہو کہ بھگت فلاں (معلوم و معتبر) شخص نے خود اپنا چاند دیکھا بیان کیا ہے،
یا فلاں شرعی ہلال مبینی یا فلاں باختیار مسلمان حاکم نے یا فلاں قاضی شرع نے یا فلاں مفتی شہ نے
(اور یہ سب ایک معتبر و معلوم ہوں) شرعی ثبوت کے کررؤیت کا حکم دیا ہے، اور یہ اعلان یا خبر اتنی
قدر میں آجائے کہ عاقدان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا مستعد رہو تو عمل کر لینا جائز ہوگا، صرف
ایک یا دو نشر یہ اس صورت میں عمل کے لئے کافی نہ ہوں گے، خواہ ہلال عمید کے موقع پر ہو یا ہلال
رمضان کے۔

ب۔ اگر مطلع صاف نہ ہو اور موقع ہلال رمضان کے ثبوت کا ہو اور مضمون وہی ہو جو
اہل سنت (الف) میں متحقق اور راجح کہہ کے لکھا گیا ہے تو ایک نشر یہ بھی عمل کے لئے کافی ہوگا۔

ج۔ اگر مطلع صاف نہ ہو اور موقع ہلال عمید کے ثبوت کا ہو یا رمضان کے علاوہ کسی اور
مہینہ کا ہو مثلاً شعبان یا بقدر عمید وغیرہ کا ہو تو ایسے معتبر مضمون کا نشر یہ جس کو راجح اور متحقق کہہ کے ابھی
لکھا گیا ہے مازم دونوں تعداد میں آن ضروری ہے جو مختلف مقامات سے کیف و اتفق آرہے
ہوں، اور اس نشر یہ کے صادق ہونے کا اور نشر کرنے والوں کے عادل ہونے کا ظن غالب ہو

سیدھیوں کے متعلق

اگرچہ اس باب سے متعلق روایت کا کوئی شرعی نقلی صریح ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حدیث ہے۔
 سیدھیوں کے متعلق فقہاء کے مطابق بذریعہ رید یہ غیر ہالہ ہے۔ شرعاً یہ ہالہ ہے اور نہ ہی شرعی ہے۔
 فقہاء کے مطابق شرعی حد سے باہر ہے اور نہ ہی صریح ہے اور نہ ہی آباء کی ایسی ہے کہ ان سے شرعی ہے۔
 اس پر اس کی آباء کی ہیں وہی ایسا فقہاء ہیں اور ان کی عمر وہ جو اس قسم کے مسائل سے متعلق ہے۔
 اور اس کے متعلق پر بھی شرعاً ہے اور نہ ہی ہے۔ رید یہ ہے کہ یہاں سے شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 اور شواہد اور ان کے مطابق بھی شرعاً ہے اور نہ ہی ہے۔ اس سے بھی شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 سیدھیوں کے متعلق شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔

یہی فقہاء کے مطابق ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔
 شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔ شرعی ہے اور نہ ہی ہے۔

Marfat.com

میں سے یہ بھی خوب جاننا چاہئے اور معتبر و متدرجین شخصوں اور اس کی آواز جی خوب
 پہنچانی اور پھر ان الفاظ میں ان قیود کے ساتھ آنے والے ٹیلیفون کے معتبر ہونے کے
 بعد اس پر عمل کرنے میں مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

الف - مصالح صاف ہو تو محض دو ایک ٹیلیفون کافی نہیں، خواہ میٹھی ہی تھی اور معتبر لوگوں
 کی ذمہ داری کے مختلف گوشوں سے ان کی مذکورہ بالا الفاظ میں اتنی تعداد میں آجنا ضروری ہے
 کہ حاکم ان سب کا جمعہ پر اتفاق کرینا متصور نہ ہو یا متعذر نہ ہو۔

ب - مصالح صاف نہ ہو اور موقع بلال رمضان کے ثبوت کا ہو تو صرف ایک ٹیلیفون بھی
 اپنے عمل کے لئے کافی ہوگا۔

ج - مصالح صاف نہ ہو اور موقع بلال عید کے ثبوت کا ہو یا رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ
 کا ہو مثلاً شعبان یا بقرہ عید کا ہو تو کم از کم ان مذکورہ معتبر الفاظ میں دو ٹیلیفون کا آنا ضروری ہے جو
 مختلف مقامات سے کیف یا تعلق آ رہے ہوں اور ان کے صادق اور معتبر ہونے کا ظن غالب
 حاصل ہو رہا ہو (مستقل، زائر، سفیر، امن، اسناد، مدد و الفتویٰ)۔

ٹیلیفون اور ریڈیو کی خبر و اعلان پر عمل کرنے کے لئے اہم شرط یہ ہے کہ ان اعلانات یا
 خبروں پر عمل کرنے سے مہینہ ۳۰ یا ۲۹ دن کے بجائے ۲۸ دن یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو ورنہ کسی
 صورت میں بھی عمل کرنا قطعاً جائز نہ ہوگا (نظر مالتوی ۲۸، ۳۱)۔

تار کے متعلق

ظاہر ہے کہ تار میں تار دینے والے کے الفاظ یا اس کی بعینہ نقل نہیں آتی، بلکہ ٹیلیگراف
 مشین (ایب آف) کی آواز (کھٹکھٹناہٹ) کے اصطلاحی اشاروں کی محض ترجمانی آتی ہے اور وہ
 بھی بالواسطہ یا بالوساطہ، اس لئے تار کی اطلاع کو نہ تو اعلان کہہ سکتے ہیں اور نہ خبر شرعی کا درجہ دے
 سکتے ہیں، اور یہ سب امور ظاہر ہیں، اس لئے محض تار کے ذریعہ ثبوت روایت کا حکم نہیں دیا جاسکتا

عبدالہادی نقوی نے سید محمد علی نقوی کے ہاں جو اہل سنت کے عقائد کے بارے میں ۲۳۰-۲۳۱ کے
 اور یہ واقعات تاریخوں میں نہیں مل سکتے تھے اس لئے انہوں نے انہیں اپنے ہاں لکھوائے اور
 انہیں پڑھنے اور سننے میں بے پروا رہا۔ اس وقت سے جیسا کہ ان کا ایک مضمون "فقہ اہل سنت کی روایتوں کی
 نے تاریخوں میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے "تاریخ اہل سنت" کے بارے میں لکھی ہوئی کتابیں
 اور ہفتہ ہفتہ پڑھنے پر اپنا نچا لیا اور انہیں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھا اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے

بہت سے علماء نے انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے

۱۰- اہل سنت اور اہل بدعت کے عقائد کے بارے میں سید احمد علی نقوی نے لکھی ہوئی کتابیں
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے

پہلے پڑھتے تھے اور انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے
 انہیں لکھوائیں اور ان کے ہاں سب کے ہاں کتابیں لکھوائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے

اور فطرت پر ہے جو صوم بندہ اور ریاضیہ کی کشمکش سے معری ہے، اتنی صریح تفکرات و تدقیقات سے منہ پھرتا ہے، لہذا نہ خوردبین سے تلاش بلال کی ضرورت ہے، نہ فضا میں پرواز کی حاجت ہے، بلکہ اگر انصوس صحیحہ و متوان شریعیہ صحیحہ میں غور کیا جائے تو یہ امر بالکل واضح طور پر نمایاں ہو جاتا ہے کہ تفکرات و تدقیقات غیر مطلوب و غیر مستحسن ہی نہیں، بلکہ بعض اوقات مضہ و غیر معتبر تہمی ہوں گی، جس طرح اگر بغیر تدقیق و تحقیق اور بغیر اہتمام و التزام کے کوئی حکم ان سے مل جائے تو معتبر اور مقبول ہوگا "کما حققہ الشیخ المفتی محمد شفیع الدیوبندی فی رسالۃ "آلات جدیدہ کے شرعی احکام" ۱۸۳ (فقہ مفتوی ۲۰۱)۔

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ دین اسلام دین سادہ اور دین فطرت ہے، اس کے احکام بھی سادہ اور فطری اصول کے مطابق ہوتے ہیں، تاکہ ہر عاقل بالغ انسان، خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، خواہ امیہ ہو یا غریب اور خواہ کسی خطہ کا رہنے والا ہو آسانی سے عمل کر سکے اور اپنے خالق و مالک و مربی سے اپنا رشتہ عبودیت صحیح طریقہ سے جوڑ سکے، سرکار دو جہاں ﷺ کے زمانہ میں رصدگاہیں بند و بیرون بند میں موجود تھیں، اصطلاح اب وغیرہ آلات بھی موجود تھے، اور ان آلات و رصدگاہوں کے ذریعہ سے صحیح طریقہ سے معلوم بھی کیا جاتا تھا کہ اس وقت چاند کس مقام کے مطلع میں نمودار ہو رہا ہے، کیونکہ چاند تو ہر وقت کسی نہ کسی مقام کے مطلع میں موجود رہتا ہے، نظر آئے یا نہ آئے یہ دوسری بات ہے، اگر ان آلات اور رصدگاہوں کے ذریعہ تلاش بلال کا حکم دیدیا جاتا تو کچھ مستبعد بات نہ ہوتی، مگر سرکار دو جہاں ﷺ نے ایسا حکم نہیں دیا، صاف صاف فرما دیا گیا کہ جب تم لوگ چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو، اسی طرح روزہ شروع کرنے کے بعد جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ ختم نہ کرو، بلکہ اگر تم پر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے اور نفی رہ جائے تو تمیں دن کی تعداد مہینہ کی ابتداء صوم میں بھی اور انتہائے صوم میں بھی، بلکہ ہر مہینہ کی تعداد ایسے حالات میں تیس دن کی پوری کر لو، نیز مدینہ منورہ اور اطراف مدینہ

(منورہ) میں پوریس بھی موجود نہیں ان پر فوک چڑھتے بھی تھے اور یہ بھی یقین تھا کہ وہ اپنی فقہی
 صاف بوقی کے اثرات پر چڑھ کر پاندتاش کرنے کا حکم دیا جائے تو فوک مل بھی رہتی ہے
 اور یہ بھی اطمینان تھا کہ اگر پیر پر چڑھ کر چاندیٹے کا حکم دیا جائے تو فوک پیر سے اپنے
 اثرات با سبب کے طور پر یا فوک پیر کرنے کا اندیشہ یا فوک پیر کرنے پر بھی پیرا پیرا
 پاندتاش کا حکم نہیں دیا، یہ وہی اصل واقعہ ہے جس پر ماسوائے کا حکم دیا گیا ہے پاندتاش
 میں چاندیٹے کا اثر تاش کرنے کا حکم دینے پر فوک فرما دیا، یہی نہیں ہو سکتا کہ پیرا پیرا
 سے فوک نہیں اور ساری اہل فقہ کے اہل فقہ سے بھی عرض فرمایا اور انھوں نے اہل فقہ کے
 مکتب و الاحساب کا فرمان ناطق فرمایا یہاں تک کہ انھوں نے ۱۲۲۸ھ

فوک ن بوقی سے معلوم ہوتا ہے کہ فوک کے لئے فوک پیرا پیرا
 میں فوک سے وہ فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے

ب۔ اس میں فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے
 سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے
 سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے
 سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے
 سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے
 سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے

۱۔ اس میں فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے
 سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے
 سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے
 سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے فوک سے

دے گا تا ادا ان عیدانہ نظر کا دن قرار نہیں دیا جائے گا اور عید نہیں منائی جائے گی، بلکہ وہ رمضان ہی کا دن شمار ہوگا اور یہ کہا جائے گا کہ رمضان کے چاند کی گواہی دینے والے کو مغلطہ ہوا ہے، بلکہ بعض کتابیں، مثلاً درر میں تو کہتے ہیں کہ اس کو یعنی رمضان کے چاند کی گواہی دینے والے کو اس کے جھوٹ کے ظاہر ہوجانے کی وجہ سے تعزیر و سزا دی جائے گی (درمختار علی ہاشم راجحہ ۲/۹۵)۔

بطور تالیف کے ملاحظہ ہو "فتاویٰ محمودیہ"۔

۱۱۔ اگر ہلال رمضان کی روایت کے وقت مطلع صاف نہیں تھا بلکہ ابر تھا اور قاضی کے پاس دو گواہوں نے اپنی روایت بیان کی جس پر قاضی نے ثبوت رمضان کا اعلان کر دیا اور تیس روز سے پورے ہونے پر مطلع صاف ہونے کے باوجود عید کا چاند نظر نہیں آیا حالانکہ یہ اکتیسویں شب ہے تو عید نہ کی جائے، بلکہ روزہ رکھا جائے، اگر ایک شخص کی خبر پر ثبوت رمضان کا اعلان کیا گیا تھا پھر تیس روز سے ہوجانے پر مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو اس شخص کو جس کی خبر پر رمضان کا اعلان کیا گیا تھا شریعی سزا دی جائے، کیونکہ اس نے ہلال رمضان کی خبر غلط دی تھی (فتاویٰ محمودیہ ۳/۱۲۰)۔

۳۔ (الف): رمضان و عید کے ثبوت کے لئے، جبکہ مطلع صاف ہو تو اتنے لوگوں کی شہادت کافی ہوگی جس کے ذریعہ غلبہ ظن حاصل ہو اور ان لوگوں کا جھوٹ پر متفق ہونے کو عقل محال کر دے (درمختار علی ہاشم راجحہ ۲/۹۲)۔

موجودہ دور میں چاند دیکھنے والا معاشرہ میں جھوٹا نہیں سمجھا جاتا اور صوم و صلوة کا بھی پابند ہے تو اس کی گواہی قبول کر لی جائے گی، جیسا کہ حضرت امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر فاسق ذکی و جاہل اور بامروت ہو تو اس کی شہادت بھی مقبول ہو جاتی ہے، اس لئے کہ ایسا آدمی جھوٹ نہیں بولتا، نیز قاضی خاں کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ فسق کسی انسان کو شاہد بننے کی صلاحیت سے نہیں روکتا، بلکہ کذب کی تہمت کی وجہ سے وہ مانع ہے، لہذا معلوم ہوا کہ اصل علت

وہ آپؐ کو لے کر، اور آپؐ کو اپنے مرنے والے نہیں سمجھا، تو اسے مرنے والی اور اپنے آپ کی شہادت قرار دیا گیا۔

النفسی لا یمنع اہمیۃ الشہادۃ عندہ، وإنما یمنع اداء الشہادۃ بیدہ
نکاحاً... یعنی اسی یوسفؑ ان کا اہم ترین وجہ تھا اور وہ شہادت نہیں دے سکتا
لأن عنده لا یمنع... ان کی شہادت آپؐ کو لے کر دیا گیا۔

یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا
اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا

تو آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا
تو آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا

یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا
یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا

یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا
یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا

یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا
یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا

یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا
یہ وہی ہے جو کہ آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا

پہلے ہی رفیق سے اطلاع شہادت سے پہلے

پہلے ہی رفیق سے اطلاع شہادت سے پہلے اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا
پہلے ہی رفیق سے اطلاع شہادت سے پہلے اور آپؐ کو لے کر دیا گیا اور آپؐ کو لے کر دیا گیا

ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

”ہلال رمضان تو مطلقاً خبر سے متعلق ہے، باقی اور ہلال (عید وغیرہ) اگر حاکم یا والی مسلم یا قاضی شرع یا اس کا قائم مقام، جیسے رویت ہلال میثی وغیرہ موجود ہو تو شہادت سے متعلق ہوتا ہے، ورنہ وہ بھی خبر شرعی سے متعلق ہوتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے:

الف- ”وقبل بلا دعوی وبلا لفظ أشهد و بلا حکم و مجلس قضاء

لأنه خبر لا شهادة“۔

ب- ”و شرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة و لفظ اشهد

و عدم الحد في قذف لتعلق نفع العبد“۔

ج- ”ولو كانوا ببلدة لا حاکم فيها صاموا بقول ثقة و أفطروا یاخبار

عدلين مع العلة للضرورة إلى الآخر“۔

اور اس کے تحت شامی (کتاب الصوم ۲/۱۲۵) میں ہے: ”قوله للضرورة الخ

أی ضرورة عدم حاکم یشهد عنده“۔

اس لفظ ”للضرورة“ سے معلوم ہوا کہ اگر حاکم شرع اس کا قائم مقام موجود ہوگا تو اس

کو تقدم ہوگا اور فیصد کرنے کا استحقاق اسی پر ہے گا۔

شہادت کے متعلق ہونے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ خصومات یا حقوق العباد میں واقع شدہ

نزاعات کی طرح یہ اعتبار سے تحت القضاء داخل ہو، بلکہ مفہوم یہ ہے کہ یہ چیز دیانات کے قبیل

سے ہے، مگر چونکہ اس کا تعلق عامۃ المؤمنین سے ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں، جیسے رویت ہلال

فطر میں کہ اس میں نفع عباد کا بھی تعلق ہو جاتا ہے، اس لئے درستی نظم اور عمدگی امتثال کے لئے

قضاء، و امارات سے تعلق ہو جاتا ہے اور قضاء، و امارات سے متعلق ہونے کے معنی بھی یہ نہیں ہے کہ

امیر المؤمنین و صاحب قوت قہر یہ کام موجود ہونا ضروری ہو، بلکہ اگر یہ موجود ہو تو فہو المراد ورنہ ایسا

مؤتمدہ شخص جو تراویح میں سے اس قسم کے معاملات میں سد و شرح میں رہا پسند کرنے سے
 ہے اور اس میں یہ اختلاف رہتا ہے ان کو رد کرنے کے لئے منتخب و نامزد کر دیا گیا ہو تو کافی ہے
 اور اگر ایسا عندا کل مؤتمدہ شخص نہ ہو تو یہ اجماع مسلمین (جیسے روایت ہمال میں ہے) سے ہے
 اور ان پر شرح ہے (یوں کہ یہ با مع مسجد و عید کا یہاں ہے مؤتمدہ منقذ یا حکم کے لئے اس قسم
 کے احکامات میں ردوں یا جہتاً ہو قاضی شرح کی قاضی متولی کے لئے ہے سب کا یہ
 شرح شہادت میں مدار ثبوت روایت حاصل کر لیا جاوے، اور اگر ایسا بھی فقہ سے جو ہے وہ مؤتمدہ
 کافی پر حسب قواعد ہے اگر یہ ہے، کیونکہ وجوب صوم و افطار کا رد اس ثبوت روایت پر ہے
 جو ثبوتی حدیث ہے، آیات کریمہ *الف من شہد عنکم التیمم فی صلا*،
 کے منسوق اور حدیث *ثبتتہ علیہم* و *ثبوتہ* سے اس ثبوت مشاہدہ

الف - *اصوموا لردیتہ و افطروا لردیتہ* (پانچویں حدیث ہے کہ وہ ہے کہ
 صحیحین میں ہے اور اس میں ہے ۔

ب - *لا تصوموا حتی تروا فیضان ولا تفطروا حتی تروا فیضان* صحیحین
 میں کہ *فانصدوا لہ* روایت *فانصدوا لہ* ثلاثین اوفی روایت *فانصدوا لہ*
 صحیحین میں ہے ۔

ارزاہد سے یہ ہے کہ واقع میں اس سے یہ ہے کہ جب تک وہ چاہے
 کہ صوم نہ کرنے کی وجہ سے اپنا ثبوتی روایت ہے (یوں کہ اس کے
 سے روایت میں سے گناہان پر ہے یہاں ہے، یہ روایت صحیحین میں ہے
 ج - *لا تصوموا الشہر حتی تروا فیضان ولا تفطروا حتی تروا فیضان*
 صحیحین میں ہے اور *انکسوا العلقۃ* صحیحین میں ہے ۔

(اس روایت میں ہے کہ وہ ہے کہ جب تک وہ چاہے کہ صوم نہ کرنے کا ثبوت ہے) صحیحین

۱۵) پورا ایسا بروہیچہ (اسی طرح چاند کی پھر) روزہ رکھا کرو یا تمہیں دن کا شمار پورا کریا کرو)۔ اور جن شرائک و قیود کا قبول شہادت و خبر میں پیش نظر رکھنا ضروری ہے ان کی تفصیل فقہیائے اہل سنت و جماعت نے اس طرح تحریر فرمائی ہے:

۱- اگر موقعِ بلالِ رمضان کا ہو اور مطلع صاف نہ ہو، یعنی کسی غبار وغیرہ کی وجہ سے رؤیت عامہ سے مانع ہو تو شخص ایک عادل یا مستور الحال مسلمان کی شہادت سے روزہ رکھنے کا حکم دیدیں گے، خواہ وہ گواہ گواہی دینے کے لفظ میں (میں گواہی دیتا ہوں الخ) کے یا نہ کہے دونوں صورتیں معتبر ہوں گی (درمختار)۔

۲- اگر موقعِ بلالِ عیدین یا کسی اور مہینہ کا ہو اور مطلع صاف نہ ہو تو دو عادل یا مستور الحال اثنتہ مسلمان کی شہادت سے جو گواہی کے الفاظ (مثلاً میں گواہی دیتا ہوں الخ) کے ساتھ ہو (درمختار)۔

۳- اگر موقعِ بلالِ رمضان یا غیر رمضان (عیدین و شعبان وغیرہ) کا ہو، مگر مطلع صاف ہو تو عادل یا مستور الحال اثنتہ مسلمانوں کی شہادت (گواہی) کے الفاظ کے ساتھ اتنی تعداد میں ہو کہ رؤیتِ بلال کے ثبوت کا ظن غالب ہو جائے۔

نوٹ: یہ تعداد متعدد ہونے کے بعد کسی خاص عدد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ قاضی شرع یا اس کے قائم مقام (بلال کمیٹی وغیرہ) کی صواب دید پر محمول ہے۔

۴- اگر ایسے مقام میں رؤیتِ بلال کے ثبوت کا مسئلہ پیش کیا جائے جہاں قاضی شرع یا اس کے قائم مقام (رؤیتِ بلال کمیٹی یا خطیب جامع وغیرہ) کوئی موجود نہ ہو تو وہاں کے لوگوں پر لازم ہوگا کہ وہ لوگ انہیں تنصیحات مذکورہ کے ساتھ جو ابھی تین نمبروں میں مذکور ہوئی ہیں عادل یا مستور الحال مسلمان کے قول و خبر کے مطابق عمل کریں (درمختار) عوام خود رائی ہرگز نہ کریں (انظام الفتاویٰ ۱/۲۱۸، ۲۲۱)۔

ن۔ پندرہ بیٹے، اوس سے فوری طور پر شہادت دینا شرط ہے تا کہ اس وقت تک وہ اپنی قوم کے لئے شہید نہ ہو جائے۔

”قَالَ الْحَدْرَانِي يَذُرُّهُ الْعَدْلُ وَلَا أُمَّةٌ أَوْ مَحْدَرَةٌ أَنْ يَشْهَدَ فِي الْيَوْمِ كَمَا يَصْبَحُوا مُنْطَوِيْنَ وَهِيَ مِنْ فُرُوعِ الْعَيْنِ“ (۱۵)

اگرچند بیٹے کے بعد چند بیٹے ہوں گے تا جہ سے وہ اپنی قوم کی دینی و دنیاوی ذمہ داریوں کے لئے شہید ہو سکیں، تاہم ان میں سے کسی کو بھی شہید نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اگر اسی قوم کے ہوتے تو ان سے تاریخ کی وہی باتیں کہیں پھر نہ آتیں۔

”وَعَلَيْهِ تَفْرَحُ مَا لَا يَشْهَدُوْهُ فِيْ أَحْرَامِضٍ بِرُزِيَّةٍ مَّا لَهَا فِيْهِمْ أَمْ سِرَّةٍ سِيْرُهُنَّ كَانَتْ فِيْ مُصْرٍ وَذَاتِ لُبْرُكَيْهِمُ الْحَسْبُ فِيْ حَرَامٍ مِّنْ حُرَامِ الْحَسْبُ فِيْ حُرْمِ كَعْبٍ مَّخْصِيَّتٍ تَبْرَأُ“ (۱۶)

”اور تو ان کے لئے شہادت دینا اس وقت ہی ہے جب ان کے جسموں کا وہ حصہ جو ان کے لئے حرام ہے شہید ہو جائے۔“

”اور ان کے لئے شہادت دینا اس وقت ہی ہے جب ان کے جسموں کا وہ حصہ جو ان کے لئے حرام ہے شہید ہو جائے۔“

یہ تمام باتیں

بہت ہی اہم ہیں اور ان کو ہر مسلمان کی زندگی میں یاد رکھنا چاہئے۔ اگرچہ یہ باتیں صرف جنگ کے وقت ہی یاد رکھنی ہوتی ہیں، لیکن اگر ہم ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھیں تو ہمیں جنگ کے وقت بہتر طریقے سے شہادت دینا پڑے گا۔

”یَا بَنِي إِسْرَائِيلَ كُنْزُوا كَلِمَاتِيْ فَتُرَدُّ عَلَيْكُمْ رَحْمَتِيْ وَأَنْتُمْ كَارِبُونَ“ (۱۷)

”اے اسرائیلی لوگو! اپنے کلمات کو محفوظ رکھو، تاکہ میری رحمت تم پر لوٹے اور تم اپنی قوم کے عزیز رہو۔“

”وَمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْقُرْآنِ فَخُذْهُ حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنْكُمْ طَهْرًا“ (۱۸)

”اور جو قرآن تم پر آئے، اسے لے لو، تاکہ تم سے پاک نکلے۔“

”يَحْفَظُ الْقَوْلَ مِنْهُ كَمَا هُوَ فِي بَعْضِ بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ غُلَبَ عَلَيْهِمُ الْكَلْبُ كَمَا هُوَ فِي بِلَادِ الْعَرَبِ“ (۱۹)

اللذان یحکم علی المسلمین ان یشترکوا علی واحد منہما الا ان یشرا منہما۔

ان عبارتوں سے واضح ثابت ہوتے ہیں: (۱) جن ہزار میں مسلمان کا حصہ ہو، جیسا کہ وہ دیکھتا ہے، وہ ان حصے کو مال کا حال ہے وہاں مسلمانوں پر زمرے کے دو حصے کا مشتمل و تقابلیں ہیں، ان کا تقسیم کریں اور وہ قسطنطنیہ کے قلمرو میں رہتا ہے۔ (۲) وہی حصے کا حصہ قلمرو کے حصے کی حدود تک ہونا، یعنی اس کا فیصلہ انکی حدود اور یہ تک محدود رہتا ہے اور وہ اس کے فیصلہ کا حصہ بننا لازم ہوگا۔

بہذا صوبہ بہار اور اتر پردیش اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں نظام قضا، موجود ہے اور وہاں قسطنطنیہ چاند کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو اس کے حصہ قضا، کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔

ب۔ یہ اعلان صرف اس کی حدود و اہلیت تک اعلان سہا ان کے حکم میں ہوگا۔

ج۔ یہ اعلان دوسرے علاقہ کے مسلمانوں کے حق میں محض خبر ہے، ان کے حق میں اعلان سہا ان کا درجہ نہیں رکھتا۔

د۔ جس طریقہ پر ان کے جانب نسبت کر کے کوئی ادنیٰ سا آدمی بھی اعلان کرے تو اس اعلان کو بھی حکم ہی کا اعلان گردان کر اس پر عمل کرنا واجب و ضروری ہے خواہ اعلان کرنے والا قسطنطنیہ کیوں نہ ہو، اسی طریقہ پر ریڈیو سے روایت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے بشرطیکہ اتقان غائب ہو جاوے کہ اعلان کرنے والا جو قسطنطنیہ یا روایت ہلال میں ہی کی جانب نسبت کرتا ہے وہ نسبت صحیح ہے تو یہ اعلان کافی ہو جاوے گا۔

۵۔ (الف) و (ب): برطانیہ جیسے علاقے جہاں بالعموم مطلع ابرا آلود رہتا ہے وہاں

ہمیشہ مہینہ تیس دن کا شمار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اسی طرح چاند کی روایت کے لئے ماہرین فلکیات کے قول و حجت بنانا بھی درست نہیں ہے، بلکہ ان ممالک کے لئے تین صورتیں ہیں:

میں نے کہا کہ یہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں یہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 سے جو کہ اس وقت تک کہ ان کے لئے یہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں

اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں

اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں

اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں

اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں

اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں

اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں

اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں
 اس میں وہ سب ساری چیزیں آپ کی طرف سے تھیں

روایت کی اطلاع اتنی تعداد میں آجے کہ اتنی تعداد میں عادیہ کذب پر اتفاق نہیں ہوتا تو اختلاف کی صورت میں اس کے مطابق بھی عمل کر لینا درست ہے (نہج البلاغہ، ص ۲۳۵، ۲۳۶)۔

سوال: ہرگز نہیں ہر وقت ابر رہنے کی وجہ سے روایت بلال ممکن نہیں تو رمضان وعیدین کا ثبوت کیسے ہوگا۔

بلال رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے ریڈیو پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہاں ضوابط شریعہ کے مطابق روایت بلال کا فیصلہ ہوتا ہے، خواہ یہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی دوسرے علاقہ کے کسی معتبر عالم سے بذریعہ ٹیلیفون معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کیا جائے بشرطیکہ آواز کی پہچان یا دوسرے ذرائع سے یہ معلوم ہو جائے کہ ٹیلیفون پر کون بول رہا ہے، بندہ نے مسئلہ اختلاف مطالع پر انفرادی اجتماعاً بار بار غور کیا ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکلا کہ عند الاحناف بلاد بعیدہ میں بھی اختلاف مطالع غیر معتبر ہے، اور یہی قول مفتی ہے۔

بلال وعیدین سے متعلق خبر مستفیض موصول ہو تو اس پر عمل کیا جائے ورنہ تکمیل ثلاثین

الذمیر ہے (حسن نعت، ص ۴۲۵، ۴۲۶)۔

ج۔ اس کا جواب سوال نمبر ۱ کے (ر) میں بالتفصیل تحریر کیا گیا ہے کہ مطالع صاف ہونے کی صورت میں کتنے نثریہ کی ضرورت ہے، اور مطالع کے صاف نہ ہونے کی صورت میں موقع بلال رمضان میں کتنے نثریہ کی اور موقع بلال رمضان کے علاوہ میں کتنے نثریہ کی ضرورت ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

شریعت میں اختلاف مطالع کا اعتبار

مذہب اہل سنت والجماعت

۱۔ مذہب اہل سنت والجماعت کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں، اس کا یہ ماننا کہ اختلاف مطالع کے باعث شریعت کے احکام میں تبدیلی آتی ہے، یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ قائل ہیں کہ یہ صرف ایک ظاہری اختلاف ہے، اس لیے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے۔

۲۔ مذہب اہل سنت والجماعت کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ قائل ہیں کہ یہ صرف ایک ظاہری اختلاف ہے، اس لیے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے۔

۳۔ مذہب اہل سنت والجماعت کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ قائل ہیں کہ یہ صرف ایک ظاہری اختلاف ہے، اس لیے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے۔

۴۔ مذہب اہل سنت والجماعت کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ قائل ہیں کہ یہ صرف ایک ظاہری اختلاف ہے، اس لیے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے۔

پروفیسر محمد رفیع صاحب

تعمیراتی مقاصد میں اور روایتوں کے ساتھ، مقتضیات کے نزدیک، خواہ اس کے بعد کے متب
 یوں کے تحقق میں اس ثبوت روایت کا مدار اختلاف مطالع پر نہیں ہے، بلکہ حسب قاعدہ شرع
 براہ راست روایت پر یہ روایت کی شہادت پر اور حسب ضابطہ اس کے اعلان و اخبار میں ہے۔

ہذا اس وقت تک تو اس نتیجے سے ہنی برخلاف روایت پر ہونی چاہئے۔ اور اگر ثبوت
 روایت ہلال کا مدار ہی ہے اور روایت سے بہت سے اختلاف مطالع پر رکھ دیا جائے تو مسئلہ کی پیچیدگیوں
 نظر نہ ہوں گی، بلکہ اور بڑھ جائیں گی، اور عمل میں سہل کاری کے بجائے طرح طرح کی افراطی
 اور شراہیں پیدا ہو جائیں گی اور خرابیاں سامنے آجائیں گی۔

پہلی خرابی: اختلاف مطالع کی حد مثلاً پانچ سو میل کے اندر اندر ہوگا، اسی طرح کلمتہ
 ہوگا کہ وہ پندرہ اور اس کے اطراف میں بھی تمام پانچ سو میل کے اندر اندر عید و رمضان ہوگا، اور
 نصف درمیان میں ہاتھ دوڑ عید نہ ہوگی نہ رمضان۔ تو ذرا خود خیال فرمائیے کہ اس علاقہ کے عوام
 کے اندر اس سلسلہ میں کیا کیا اور کتنا بچھو خانہ روبرو ہوگا۔ ہونے کا خطر ویاظن غالب ہے۔

دوسری خرابی: اختلاف مطالع کی یہ تحدید ظاہر ہے کہ منصوص تو نہیں ہے مگر بحساب
 وقتی اس سے تو پھر اس پر عبادات جیسے فریضہ کے وجوب و سقوط کا مدار کیسے رکھا جا سکتا ہے۔
 مثلاً فرض نیٹے کلمتہ سے ہلال رمضان کے ثبوت کا شرعی اعلان ہو، اس کے مطابق پانچ سو میل
 تک کے لوگوں کو روزہ رکھنا فرض ہوگا اور اس کے بعد والوں کو ناجائز ہوگا، یا مثلاً عید کے ثبوت کا
 یہی شرعی اعلان ثلاثہ سے ہوا تو پانچ سو میل تک مثلاً لکھنؤ تک کے لوگوں پر روزہ رکھنا حرام اور عید
 منانا فرض ہو جائے گا، اور اس کے مطابق جیسے شاہجہاں پور وغیرہ کے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض
 اور عید منانا حرام کیا جائے گا، یہ فرض و حرام کا حکم کسی نص کے ذریعہ سے ہوگا؟ جبکہ یہ تحدید محض قی
 اسی حساب سے ہے۔

اس کے بجائے کہ "الکل اهل بلد رؤیتهم" اس کا مستند ہوگا تو اول یہ نص شارح نہیں

یہ سب کچھ دیکھ کر افسوس ہوا کہ ان سب باتوں کو ہم نے دیکھا ہے اور اس کا نتیجہ ہماری قوم کے لیے
یہ ہے کہ ہماری قوم پر ایسی ہیبتیں لگی ہیں کہ وہ اس کو "لکڑی اٹھانے والا" سمجھتا ہے اور اس لیے
ہمیں شرمناک حد تک اس کو چھپانے کی ضرورت ہے۔ اس لیے ہمیں اس کے خلاف اس کے خلاف اس کے خلاف
کوششیں کرنی ہیں۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔

اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔

اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔
اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔

اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت سے کاموں کی ضرورت ہے۔

اس سے پورب سمت میں پانچ سو میل کے بعد بھی جتنے مقامات ہوں گے سب کے مطلع میں چاند ہونا لازمی ہوگا، پورب سمت کے کسی مقام میں اختلاف مطلع کا سوال ہی نہ ہوگا کہ ان میں رویت کا حکم نہ دیا جائے، پھر اس دلیل ثبوتی سے اس پورب سمت میں بھی پانچ سو کے بعد عدم رویت اور عدم سومیا قیض کا حکم دیا جائے گا۔

اس لئے کسی مقدار پانچ سو میل یا آٹھ سو میل وغیرہ کی تحدید سے پہلے ان احتمالات کا ثبوت تعمین و تشریح اس طرح نہ ہوگی ہے کہ یہ عائد شدہ اشکالات مرتفع رہیں، ورنہ پھر خلفشار سمت میں رونما ہوگا اس کی خرابی احاطہ بیان سے باہر ہے۔

پانچویں خرابی: ظاہر ہے کہ مطلع کا اختلاف آفتاب کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے اور اسی کے تابع رہتا ہے، جس نوع کی حرکت آفتاب کی ہوگی اسی نوع کا اختلاف مطلع ہوگا، پس جب حرکت آفتاب مسلسل اور تدریجی اور ہر آن متجدد ہوتی رہتی ہے تو اختلاف مطلع بھی مسلسل اور تدریجی ہوتا رہے گا، بلکہ حقیقت میں ہر آن متجدد ہوتا رہے گا، اور پانچ سو میل مقدار کی تحدید محض انتظامی اور تعمینی ہوں گی، جو محض میدانی علاقوں میں تو کچھ کام دے سکے گی، مگر پہاڑی مقامات میں یہ ان مقامات میں جہاں سیدے اور گدھے بکثرت ہوں جیسے حواشی سمندر کے اکثر علاقے ہوتے ہیں کام نہ دے سکیں، اور قاعدہ کلی اور عام قرار دینے کی اس میں قطعی صلاحیت نہ ہوگی۔

چھٹی خرابی: اختلاف مطلع کی بنیاد پر پانچ سو میل کی تحدید یا کسی مقدار کی بھی تحدید پیچیدگیوں کو ختم کرنے والی نہ ہوگی، سیدے اور گدھوں سے محفوظ میدانی علاقوں میں بھی بہت سی الجھنوں کا باعث ہوگی، پانچ سو میل کی تحدید سے کلکتہ کا مطلع پانچ سو میل پر ختم ہو جائے گا اور جو مقام کلکتہ سے، مثلاً سومیل جانب مغرب میں واقع ہے اس کا مطلع کلکتہ کے مطلع کی انتہاء سے سو میل بعد ختم ہوگا، اسی طرح دو سو میل بعد یا تین سو میل بعد کے مقام کا مطلع دو سو میل یا تین سو میل بعد ختم ہو جائے گا۔ اس مقدمہ کو ذہن میں رکھنے کے بعد اب غور فرمائیے کہ اگر کلکتہ سے سو میل

ہے۔ ہاں شہادتیں شریک ہوں اور وہ روایت ہلال کا شہادی ثبوت حاصل کر کے بائیں الفاظ ریڈیو پر خود اعلان کرے یا اپنے کسی نائب یا وکیل کے ذریعے کرے کہ ہم روایت ہلال کا شہادی ثبوت حاصل کر کے اعلان کر رہے ہیں کہ کل صبح یوم فطراں کیم رمضان ہے، روزے رکھتے جائیں، یا کیم ثماں نے نماز میدا نظر پر تھی جائے، تو یہ اعلان چونکہ طبل قاضی یا قندیل منارویا توپ وغیرہ کی طرح آئین عبادت ہی نہیں ہے بلکہ اس سے قوی تر اور واضح شہادتیں اعلان ہے، یہ بدرجہ اولیٰ غلبہ ظن حاصل ہونے کا سبب اور موجب ہوگا، اس لئے یہ اعلان ان تمام لوگوں کے لئے شرعاً حجت اور موجب عمل ہوگا جن کو یہ اعلان ۲۹ شعبان یا ۲۹ رمضان کو سنائی دے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کا مہینہ ۲۸ دن کا یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو۔

اگر وہ لوگ اس اعلان کو سنی اور قاعدہ شرع کے مطابق جانتے اور سمجھتے ہیں تو ان پر اس کے مطابق عمل کرنا دینیت و واجب اور ضروری ہو جائے گا، البتہ اس اعلان مذکورہ پر عمل کرنے کی وجہ سے جن لوگوں کا مہینہ ۲۸ دن کا یا ۳۱ دن کا ہونا لازم آیا تو ان کو اس اعلان پر عمل کرنا جائز نہ رہے گا، پس اگر تو امام و خواص کے سامنے معیار عمل و معیار ثبوت صرف یہی اعلان رکھ دیا جائے تو امید ہے کہ کوئی الجھن سمجھنے اور عمل کرنے میں نہ ہوگی، اور نہ پانچ سو میل یا آٹھ سو میل یا کسی بھی مسافت کی تحدید وغیرہ کی بحث پیدا ہوگی، بلکہ اندرون مملکت و بیرون مملکت کی تحدید کی بحث بھی پیدا نہ ہوگی، بلکہ خواجہ کی مذہب کے مطابق اس عبارت:

”واختلاف السطاع غیر معتبر علی ظاہر المذہب، فیلزم أهل المشرق برویة أهل المغرب إذا ثبت عندهم بطریق موجب“ (درمختار ص ۱۷۱ شامی

۱۰۰)

کے تحت دنیا کے کسی گوشہ سے یہ اعلان ۲۹ تاریخ کو مذکورہ بالا شرائط و قیود کے مطابق آئے اور مہینہ ۲۸ دن کا یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو تو شرعاً حجت ہو جائے گا، البتہ اس پر عمل کے نفاذ

غرض یہ کہ چونکہ ہندو پاک اور بنگلہ دیش و نیپال کا مطلع ایک ہے اس لئے ان ملکوں کے کسی خطہ میں رویت کا ثبوت مل جائے تو اس کے اعلان پر دوسرے خطہ کے مسلمانوں کو لازم ہے کہ روزہ یا عید کیے عمل کریں۔

۵۔ اگر ایک خطہ میں رویت ہو جائے تو دوسرے خطہ تک اس کی خبر بذریعہ فون یا فیکس یا ٹیلی گرام یا ریڈیو سے ملتی ہے تو اس خبر پر عمل کرنے کی تفصیل و شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔
فون و تار: محض تار اور ٹیلیفون کی خبر شریعتاً حجت نہیں ہے، البتہ اگر اس کے ساتھ دیگر قرائن اور خبریں بھی موجود ہوں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶/۳۸۲)۔
متعدد تار کے ذریعہ خبر سے مفتی و ظن غالب چاند ہونے کا ہو جائے تو اس پر حکم کرنا جائز ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶/۳۸۱)۔

تہا تار یا خط کی خبر پوری معتبر نہیں ہے، لیکن اگر خبریں بہت سی ہو کر مفید علم ظنی ہو جائیں تو ان پر عمل کرنا جائز ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶/۳۸۱)۔
بب کہ خبر رویت مستفیض ہو جائے، یعنی ہر طرف سے ایسی خبریں آویں کہ چاند ہو گیا اور ظن غالب اس کے صدق کا ہو جائے تو اس پر عمل کرنا سب کو لازم ہوتا ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶/۳۸۰)۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے: "صوموا لرؤیتہ و افطروا لرؤیتہ" چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند نہ دیکھ کر افطار کرو۔ مدار رویت ہلال پر ہے اور عدم رویت کی صورت میں نصاب شہادت اور رویت کا حکم دیا گیا ہے ہلال رمضان میں مطلع صاف نہ ہو تو ایک دیندار شخص کی رویت کی خبر کافی ہے اور ہلال عید کا ثبوت شرعی گواہوں کی شہادت سے ہوگا اور اگر مطلع صاف ہے تو جم غفیر کی شہادت ضروری ہے، جبکہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ایک دیندار مسلمان کی خبر رویت، ہلال رمضان میں معتبر ہے تو اگر کسی دیندار مسلمان کے خط یا فون سے جب کہ وہ اپنا چاند

یہ سنا بیان کر کے یہ کہ فلاں معتمد اور بیدار شخص نے مجھ سے اپنا چاند، پلٹا بیان کیا ہے یا میرے
 ہونے کا شخصی حساب نے یا مفتی صاحب نے یا مفتی کے صدر نے شہر کی شور پر چاند ہونے کا فیصلہ
 کیا ہے یا اس سے یقین یا غلط فہمی حاصل ہو جائے کہ یہ فلاں شخص کا ڈر یا اس کی آواز ہے تو اس پر
 خود عمل کر سکتا ہے اور اگر دوسرے متعدد خطوط یا فون سے اس خبر کی تصدیق ہو جائے تو قاضی یا
 مفتی یا بلاں مفتی کے صدر یا معتمد کا یہ شخصیت کو جان کر کے کا حق حاصل ہو جائے گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے صدموں میں توبہ کرتا ہوں
 ہے اس میں بیانیوں کا واسطہ غیر معتبر ہے اور میں میں توبہ کرتا ہوں میں اس میں توبہ کرتا ہوں
 شخص کی تعمیر ہو جائے کہ فلاں شخص نے فلاں رہا ہے معتمد نے اس کا نام لیا ہے اور اس کا
 ہے جب متعدد جہوں سے پانچ ایک شہر سے کہ جہاں نام لیا ہے اور شخصیتوں
 میں مختلف شہروں کے یہ بیانات میں ہوں کہ ہر نے خود اپنا چاند لیا ہے یا ہر نے ہر نے
 فلاں شہر کے قاضی یا بلاں مفتی کے صدر یا مفتی یا معتمد کا یہ شخصیت نے شہادتیں کر چکی ہیں اور
 فلاں نے اپنے حساب میں بیان کیا ہے اور فلاں نے خود اپنی شہادتیں کر چکی ہیں اور فلاں نے
 فلاں کے قاضی یا بلاں مفتی کے صدر یا مفتی یا معتمد کا یہ شخصیت نے شہادتیں کر چکی ہیں اور
 فلاں نے اپنے حساب میں بیان کیا ہے اور فلاں نے خود اپنی شہادتیں کر چکی ہیں اور فلاں نے
 فلاں کے قاضی یا بلاں مفتی کے صدر یا مفتی یا معتمد کا یہ شخصیت نے شہادتیں کر چکی ہیں اور
 فلاں نے اپنے حساب میں بیان کیا ہے اور فلاں نے خود اپنی شہادتیں کر چکی ہیں اور فلاں نے

۱۱۱۱۱

میں نے اپنے حساب میں بیان کیا ہے اور فلاں نے خود اپنی شہادتیں کر چکی ہیں اور فلاں نے
 فلاں کے قاضی یا بلاں مفتی کے صدر یا مفتی یا معتمد کا یہ شخصیت نے شہادتیں کر چکی ہیں اور
 فلاں نے اپنے حساب میں بیان کیا ہے اور فلاں نے خود اپنی شہادتیں کر چکی ہیں اور فلاں نے
 فلاں کے قاضی یا بلاں مفتی کے صدر یا مفتی یا معتمد کا یہ شخصیت نے شہادتیں کر چکی ہیں اور
 فلاں نے اپنے حساب میں بیان کیا ہے اور فلاں نے خود اپنی شہادتیں کر چکی ہیں اور فلاں نے
 فلاں کے قاضی یا بلاں مفتی کے صدر یا مفتی یا معتمد کا یہ شخصیت نے شہادتیں کر چکی ہیں اور
 فلاں نے اپنے حساب میں بیان کیا ہے اور فلاں نے خود اپنی شہادتیں کر چکی ہیں اور فلاں نے

ہر وقت اور نبردینے والے پر عملی اعتماد نہ ہو تو رمضان کا اعلان کرنا بھی درست نہیں اور ثبوت
رمضان کے لئے حکم کا مفصل فیصلہ قاضی بھی شرط نہیں، عام آدمی جب کسی معتمد شیعہ مسلمان کا قائل
باشع بینات سے یہ خبر سنیں کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے، خواہ وہ قاضی یا
کے گھر یا جلال کمیٹی فیصلہ دے یا نہ دے (عامیہ بی ۱۰۱ - ۱۰۲ آیات جدیدہ شریعی کا مواد ۱۰۱ - ۱۰۲)۔

ریڈیو: شریعی قاضی یا مستند علماء کرام کی مجلس یا چاند کمیٹی کا صدر یا ان کا معتمد نمائندہ
بذریعہ ریڈیو نشر کرے اور دوسری جگہ کے علماء کرام اسے منظور رکھیں تو اس پر عمل کرنا درست ہے
عوام کی منظوری کافی نہیں، بلکہ ان کی دخل اندازی اور اہل علم سے اجتناب ضروری ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی فرماتے ہیں: غرض آج کل ہر شخص منسرو مترجم
ہے اور ہر ایک شریعت میں رائے دیتا ہے گویا شریعت کا سمجھنا تمام فنون سے آسان ہے، حالانکہ
یہ قانون انہی ہے، جب دینوی سلاطین کے قوانین کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا، بلکہ خاص و کلا، اور بیہ سہ
اور ہائی وٹ کے نتیجے ہی اس کو سمجھتے ہیں تو خدائی قانون کو ایسا کیا آسان سمجھ لیا ہے (دفعہ باب ۱۸)۔

ریڈیو کی خبر کے متعلق ہندوستان کے مستند علماء کا فیصلہ

ریڈیو کی خبر ایک اعلان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اعلان اگر روایت ہلال کی باضابطہ کمیٹی
کی جانب سے ہو جو چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا فیصلہ کرتی ہے کیا کسی
ایسے شخص کی جانب سے ہو جس کو وہاں کے مسلمانوں نے قاضی یا امیر شریعت کی حیثیت سے مان
رکھا ہے اور وہ باضابطہ شہادت لے کر فیصلہ کیا کرتا ہے اور اعلان کرنے والا خود قاضی یا امیر
شریعت یا روایت ہلال کمیٹی کا صدر یا کمیٹی کا معتمد مسلم نمائندہ ہے تو مقامی کمیٹی یا قاضی یا امیر
شریعت کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس پر اعتماد کر کے روایت ہلال کا فیصلہ کرے (فتاویٰ رحیمیہ

اس سے متعلق درستی کے ساتھ جواب دینے میں بالکل شرمیلیں باقاعدہ تقاضی پر برس برس کے
کی شہادت پر گھیروں اور سزا دینے والے اور ان کو دیا جائے اور ان کو دیا جائے اور ان کو دیا جائے
اس سے تقاضی پر برس برس کے یہ فیصلہ کیا جائے کہ اگر ان سے شکوہ ہے تو اس سے شکوہ ہے
اور اس سے پہلے کہ ان کو پھیلنے دیا جائے اور ان کو پھیلنے دیا جائے اور ان کو پھیلنے دیا جائے
یہ وہی ہے جو تحقیق کے لئے ہے اور ان کو پھیلنے دیا جائے اور ان کو پھیلنے دیا جائے
میں نے اس کو دیکھا اور اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
لیجھاد پر بیہوش ہونے کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
اور ان کو پھیلنے دیا جائے اور ان کو پھیلنے دیا جائے اور ان کو پھیلنے دیا جائے

ان کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
سے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
پارہ... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
لیجھاد پر بیہوش ہونے کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
سے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

تحریر... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
پہلے... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
پہلے... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
تحریر... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
پہلے... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
تحریر... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
پہلے... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
تحریر... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
پہلے... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
تحریر... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
پہلے... اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

اور ریڈیو کا اعلان بشرط مذکورہ ہو تو وہ پورے ملک کیے نافذ العمل ہو سکتا ہے۔
 اور اگر مطبع صاف ہو تو تمام صورتیں ثبوت بلال کیے کافی ہوں گی تا آنکہ شرعی
 شہادت یا خبر استغناء کی صورت نہ ہو جائے عمید کے چاند کے ثبوت کیے چونکہ شہادت ضروری
 ہے اور شہادت کیے شاید کی حاضری ضروری ہے، اس لئے اس میں فون یا خط کی خبر کافی نہیں سمجھی
 جانے کی اگرچہ آواز پہچان لی جائے اور بولنے والا اللہ اور قابل شہادت ہو۔

اور ریڈیو کے ذریعہ اعلان میں یہ شرط ہے کہ وہ صرف وہ فیصد نشر کرے جو اس شہر کے
 قاضی یا بلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کے نشر کرنے میں پورے احتیاط سے کام لے کہ جن
 الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں۔

ٹیلی گرام اور وائرلیس سے آئی ہوئی خبروں میں چونکہ خبر دینے والے کی شناخت
 نہیں ہو سکتی اسلئے محض ایسی خبروں سے بلال ثابت نہیں ہوگا۔

فَلْيَأْتِي حِسَابَ

۲- الف- اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ
 الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
 فَلْيُصِمْهُ" (بقہ:)

اس آیت کریمہ کی تفسیر و توضیح اور تفصیل احادیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ میں مذکور
 ہے، ان سب کا حاصل یہ ہے کہ دین اسلام سیدھی سادی فطرت سلیمہ پر دائر ہے تاکہ ہر طبقہ کا
 انسان، خواہ کسی خطہ کا ہو کسی طبقہ کا ہو جاہل وان پڑھ ہو اور غیر متمدن ہو یا پڑھا لکھا اور متمدن ہو۔
 غرض کوئی ہو صرف ایک قید ہے کہ عاقل ہو بالغ ہو ہر ایک یکساں طور پر اپنے معبود برحق سے رابطہ
 عبودیت قائم کر کے آسانی سے کامیاب و فائز المرام ہو سکے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے میری طرف سے یہ سزا سنائی ہوگی۔
 اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔
 اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔

اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔
 اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔
 اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔

اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔
 اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔

پہلی نکتہ

اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔
 اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔
 اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔

اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔
 اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس وقت میری طرف سے اس سزا کی کوئی بات نہیں تھی۔

بائے بنی اس کے سلف کا اجماع اس کے خلاف ہے۔ نیز علامہ ابن عربی وغیرہ سب سے انکار ہوئی ہے اور علامہ زرقانی نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ فلکیین کے کہنے کی وجہ سے مبینہ کی ابتدا نہیں مانی جائے گی اور نئی توجہ اولیٰ درست نہیں ہے (رسائل ابن مہدین ص ۲۲۵)۔

۳- علامہ علی شافعی فرماتے ہیں: روایت کے مسائل میں معمول ہے تو وہی چیز ہے جو کہ شرعی شہادت سے ثابت ہو، اس لئے کہ شارع نے شہادت کو یقین کی حیثیت دی ہے اور علامہ سبکی کا قول فلکیات کا علم قطعی ہے، لہذا شہادت کے مقابلہ میں اس پر عمل واجب ہے مردود ہے اس کو متاخرین نے رد کیا ہے ہمارے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ شارع نے حساب کا کوئی اعتبار نہیں کیا ہے۔ فقہ شافعی کی کتاب ”الانوار“ میں ہے کہ چاند کے منازل و حساب کے واقفیت کی وجہ سے روزہ وغیرہ فرض نہیں ہوتا، نہ تو جاننے والے پر اور نہ ہی نہ جاننے والے پر، حافظ ابن حجر کی شرح ”منہاج“ میں مجموع سے نقل کیا ہے کہ اگر فن والے اپنے علم پر اعتماد و عمل کرتے ہوئے روزہ رکھ لیں تو یہ روزہ رمضان کے روزے کی طرح سے کفایت نہیں کرے گا (رسائل ابن مہدین ص ۲۲۵-۲۲۷)۔

۴- ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب الفروع میں ذکر کیا ہے کہ جو آدمی نجوم و حساب کی بنیاد پر روزہ رکھے گا اس کا روزہ نہیں ہوگا اگرچہ اس کا فیصلہ صحیح ہو اور حساب و نجوم کی بنیاد پر چاند کے ثبوت کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس کے فیصلے کثرت سے صحیح ہوتے ہوں (مجلد الحج ص ۱۰۸)۔ اور رحمہ اللہ کی ایک دوسری کتاب ”العنایہ“ اور اس کی شرح میں ہے کہ سورج گرہن وغیرہ کسی چیز میں منجمین و فلکیین کے قول کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ اس پر عمل کرنا جائز ہے (رسائل ابن مہدین ص ۲۲۷)۔

۵- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اس بابت علماء فلکیات سے رجوع اور ان کے قول پر عمل کے قائل ہیں۔ یہ رائے روافض کی ہے، اگرچہ بعض فقہاء رحمہم اللہ بھی اس کی طرف مائل ہیں، علامہ باجی کا کہنا ہے کہ سلف صالح کا اجماع ایسے لوگوں پر حجت ہے اور ابن بزیہ

فرماتے ہیں کہ یہ مذہبِ باطل ہے اور ہاں کہہ دو۔
 ۱۔ مومنوں کی یہ باتیں کہ ان کے معبود وہ ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔
 یہ وہ ان کا مدعا ہے کہ ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔
 ہیں اور ان کو ہوا دیتے ہیں۔

۱۔ وہ جو بندے کو مومن بنا دے

تفسیر میں مذکور ہے کہ توحید کے معنی یہ ہیں (وہ واحد ہے جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے اور جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے وہ واحد ہے جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے)۔
 تعظیم کی ہے اور جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے وہ واحد ہے جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے۔
 تعظیم کی ہے اور جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے وہ واحد ہے جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے۔
 تعظیم کی ہے اور جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے وہ واحد ہے جس کو شریعت نے تعظیم کی ہے۔

یہاں ہے کہ ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔
 ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔

یہاں ہے کہ ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔

یہاں ہے کہ ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔

یہاں ہے کہ ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔
 یہاں ہے کہ ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔
 یہاں ہے کہ ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔
 یہاں ہے کہ ان کے معبودوں نے ان کو پیدا کیا اور ان کے معبودوں کی شہادت دہلیز ہے۔

میں شہادت کی حیثیت سے چاند کے ثبوت لینے کا موافقت پر مدار رکھنا
مستحب ہے اور شہادت پر عمل کرنا واجب ہے۔

۱۔ شہادت کے ثبوت پر عمل کرنا واجب ہے اور شہادت سے رمضان ثابت
ہو جائے گا اور قاضی اس کی شہادت سے ثبوت رمضان کا اعلان کر سکتا ہے تو اس صورت میں تمیں
بہتر ہے کہ شہادت پر عمل کرنا واجب ہے اور شہادت سے رمضان ثابت ہو جائے گا۔ (مراقی غرر ۳۵۹)۔

۲۔ چنانچہ شہادت پر عمل کرنا واجب ہے اور شہادت سے رمضان ثابت ہو جائے گا اور قاضی اس کی شہادت سے ثبوت رمضان کا اعلان کر سکتا ہے تو اس صورت میں تمیں
بہتر ہے کہ شہادت پر عمل کرنا واجب ہے اور شہادت سے رمضان ثابت ہو جائے گا۔ (مراقی غرر ۳۵۹)۔

خلاصہ کا نام

ایک عادل یا دو عادل کی شہادت سے روزہ رکھا گیا ہے تو تمیں روزہ پورا ہونے کے
بعد عید الفطر من روزہ واجب ہے غلط بیانی سے کام لینے کا سبب بن نہ رکھا جائے۔

۳۔ الف۔ رمضان و عیدین کے ثبوت کے لئے جب کہ مطلع صاف ہو جماعت کثیرہ
کی شہادت شرط ہے (۱۹۶-۹۵)۔

چاند دیکھنے والوں کے لئے عدل کا وہی معیار ضروری ہے جو فقہاء کرام نے لکھا ہے،
چنانچہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (۱/۳۵۰) میں ہے عدل کی وہی تفسیر اب بھی ہے جو فقہاء نے لکھی
ہے (۱۴۳-۱۴۴)۔

بہر حال مطلع صاف ہونے کی صورت میں مجمع کثیر کی شہادت رمضان و عیدین کے
ثبوت کے لئے شرط ہے، موجودہ دور میں عدل کیلئے وہی معیار ضروری ہے جو فقہاء نے لکھا ہے
اور مستوری کو اپنی معتبر ہے۔

پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک

پہلے پتھر کی تہ

پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک

پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک

پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک

پہلے پتھر کی تہ

پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک

پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک

پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک
 پہلے پتھر کی تہ میں سے لے کر پہلے پتھر کی تہ تک

اعلان پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ (مدنی کتاب الفقہ ص ۱۱۱)

ب۔ اگر مدنی قاضی یا مستمجب کسیٹ یا ہلال میں پورے نفع یا سو پہ یا پورے ملک کیلئے ہو تو اس کا فیصلہ اپنے حدود و اہلیت میں واجب العمل ہوگا، اس کے جو فیصلہ پاکستان میں صدر عدالت کی طرف سے ریڈیو پر نشر کیا جائے اس شرط سے کہ ریڈیو اس کا پابند کیا جائے کہ وہ چاند کے متعلق صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس کو قاضی یا ہلال کمیٹی نے دیا ہے اور اس کے نشر کرنے میں پوری التیہ نہ ہو۔ تاہم کے جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں تو یہ اعلان پورے ملک کے نافذ العمل ہو سکتا ہے (تجدید کے شرعی احکام ص ۱۱۱)۔

ج۔ ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر ایک سو پہ کے قاضی یا رویت ہلال کمیٹی نے شرعی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے چاند کے ثبوت کا اعلان کر دیا تو وہ اعلان سلطان کا درجہ رکھتے ہوئے پورے ملک کے نافذ العمل ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ ریڈیو کی خبر ایک اعلان کی حیثیت رکھتی ہے یہ اعلان اگر رویت ہلال کی باضابطہ کمیٹی کی جانب سے ہو جو چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت کے گرجا مند ہونے کا فیصلہ کرتی ہے، یا کسی ایسے شخص کی جانب سے ہو جس کو وہاں کے مسلمانوں نے قاضی یا امیر شریعت کی حیثیت سے مان رکھا ہے اور وہ باضابطہ شہادت کے جو فیصلہ کیا کرتا ہے اور اعلان کرنے والا خود قاضی یا امیر شریعت یا رویت ہلال کمیٹی کا صدر یا کمیٹی کا مفتی مسلم نہ ہو تو مقامی کمیٹی یا قاضی یا امیر کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس پر اعتماد کرے رویت ہلال کا فیصلہ کر دے (رویت ہلال، ۱۹۶۱ء، محمد میاں صاحب)۔

۱۱۔ الف۔ جن شخص علاقوں میں باعموم مطلع ابراؤ در بتا ہے جس کی بناء پر چاند کی رویت ۲۹ تاریخ کو بہت ممکن ہوتی ہے مثلاً برطانیہ تو ایسے علاقوں میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک: "اصوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین" پر عمل کرتے ہوئے میبذ نہیں ان کا شمار کر کے رمضان وغیرین کا فیصلہ کیا جائے گا۔

یہ کہ ریڈیو کے روایت بدلتا ہے اعلان جو ہے اسطرحی شہادت نہیں ہے ریڈیو کا اہمائی اعلان کہ
 اس کی شہادت چاندیوں یا ہے یا قلم ہیہ منائی جائے کی قابل قبول نہیں ہے اور نہ اس طرح کے ا
 علان پر رسوم یا افنی رسوم درست ہے اسی طرح ایک ہی جگہ سے ریڈیو کے حوالے سے مختلف
 شہادوں سے ریڈیو کی شہادتیں قابل قبول نہیں ہے۔

ریڈیو کے اس اعلان پر رسوم یا افنی رسوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ
 شہادتیں ہوا اور ذمہ داروں کی طرف سے ہو یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالے سے ہو کہ انہوں
 نے ہر جگہ شہادت کے سرچاند کے ہونے کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً ریڈیو اسٹیشن سے اس طرح
 کے واضح اعلان پر رسوم و افنی رسوم درست ہے ریڈیو پر اعلان کرنے والا کوئی متدین مسلمان نہ ہو،
 بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم مالک ہو اور وہ کسی ذمہ دار ہلال میٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت کے فیصلہ کا
 تابع نہ ہو اعلان بھی قابل تسلیم ہوگا۔

پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اسی وقت ہوگا جب ان کی اطلاع
 اصول و احکام مذکورہ کے مطابق ہوگی (فقہی و رسوم ۳۵-۴۰)۔

حجرات کے حکام

روایت بدلتا ہے یعنی کے ذمہ داران کی طرف سے روایت کے ثبوت کا فیصلہ ہو جانے پر
 ریڈیو کے فریجہ اعلان پر دوسرے علاقوں کے ذمہ داران اعتماد کرتے ہوئے اپنے علاقوں
 میں اعلان کر سکتے ہیں اور اس کے مطابق رمضان و عیدین کے لئے عمل کر سکتے ہیں اور ریڈیو کے
 غیر مسلم مالک کا اعلان بھی قابل تسلیم ہوگا جب کہ وہ کسی ذمہ دار ہلال میٹی یا قاضی شریعت کے
 فیصلہ و ہدایت کے تحت عمل کرے۔

رؤیت ہلال سے متعلق مسائل کا شرعی حل

مہتمم: سید محمد رفیع

حکومت ہند نے ۱۹۵۶ء میں ایک قانون منظور کیا جس کے تحت ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔

مہتمم: سید محمد رفیع

اس قانون کے تحت ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔

سید محمد رفیع

مہتمم: سید محمد رفیع

اس قانون کے تحت ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔

اس قانون کے تحت ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے ہلال کی رؤیت کو ہلال کی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔

سید محمد رفیع

ہے (۱۳۵۲)۔

ایک جگہ لکھتے ہیں: اور محققین حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جن شہوں میں ایک امیرین
مساومت ہو ان میں اختلاف مطاع معتبر ہے اور جن میں اس سے مفاہم ہو ان میں اختلاف
مطاع معتبر نہیں ہے (۱۳۵۳)۔

اور فرماتے ہیں کہ یہی مذہب محدثین حنفیہ کا ہے، اور ابن عباسؓ کی ایک حدیث کے
موافقت ہے جو مسلم اور ترمذی میں مروی ہے (۱۳۵۸)۔

مورخانے اس کے لئے "مراقی الخراج" کا تاریخی، مختصرات انوائزل، تبیین الحقائق،
شرح کنز الدقائق اور حواشی مراقی الخراج "الونیم" و کتب معتبرہ کے حوالے پیش کئے ہیں۔

مورخنا یوسف بنوری "معارف السنن" میں لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ انور شاہ شمیمی
بھی زیلعی شراح "کنز الدقائق" کی رائے کی تعویب فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ابن رشد
نے "قواعد ابن رشد" میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

"قال الشيخ: وكنت قطعت القول بما قاله الزيلعي، ثم رأيت في
"قواعد ابن رشد" نقل الإجماع على اعتبار الاختلاف في البلاد البعيدة أيضا"
(۱۳۵۷، ۱۳۵۸)۔

(ابن عابد انور شاہ نے فرمایا کہ میں نے زیلعی کے قول پر جزم کر لیا تھا پھر میں نے
قواعد ابن رشد میں دیکھا کہ انہوں نے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطاع کے معتبر ہونے پر اجماع
بھی نقل فرمایا ہے)۔

علامہ بنوری فرماتے ہیں کہ اختلاف مطاع کے معتبر ہونے کی بات "الاختیار شرح
المختار" میں "فتاویٰ احسامیہ" کے حوالے سے مذکور ہے۔

سے وہ پہلے کی باتوں سے وہ ایک نہیں اور نیا منسل بات ہے جس کا منشا اور وجہ یہ ہے کہ اس اور
 کے ان سے انصاف کے پیش نظر ایک ماہ میں اتنی طویل مسافت وقوع مرینا نہیں ہی نہیں تھا جس
 سے صحیح بدل بدل جائے، اور اس کی وہی صورت ہی نہیں تھی کہ آدمی کسی جگہ چاند دیکھے اور پھر اتنی
 ہی نہیں ایک جگہ پہنچ جائے جس کا مطالعہ مختلف ہو، اس کے ایک شہر کے لوگوں کا چاند دیکھنا تمام
 وہیں پر لازم ہو جاتا تھا اور اختلاف مطالعہ کا اعتبار نہیں ہوتا تھا، ہذا ان کے عدم اعتبار اختلاف
 مطالعہ و اس تناظر میں سمجھنا چاہیے۔ حاجی ہے کہ ان ائمہ حکماء امت پر مشرق و مغرب کے درمیان
 واقعہ و شمس ارض کے اعتبار سے مطالعہ کا اختلاف منافی نہ رہا ہوگا، لیکن بعد کے لوگوں نے ان کی
 منشا اور مقصد کے برخلاف ان کے اقوال میں غیر معمولی توسیع سے کامیتے ہوئے اسے ہر مطالعہ
 کے لئے عام سمجھنے کے جو باطل غیر مناسبات ہے، لوگوں پر لازم تھا کہ ان ائمہ کے اقوال کو
 سمجھنے کے لئے اس دور کے احوال و ظروف کو پیش نظر رکھتے، اس لئے کہ اس طرح کے مسائل میں
 حجاب پر نمودار تفتہ کے مناسبات نہیں۔

پھر حضرت کریم مولیٰ ابن عباس کا قصہ جو مدینہ والوں سے پہلے اہل شام کی روایت
 کے سلسلے میں ہے، اور ابن عباس کا اسے قبول نہ کرنا اگر بہت سی وجوہ کا احتمال رکھتا ہے جن کو فقہاء
 نے بیان بھی کیا ہے جیسا کہ فتح اور بح میں ہے، لیکن اس میں دورائے نہیں کہ اس واقعہ سے قدیم
 ترین عہد سلف میں اختلاف مطالعہ کے اعتبار کا سراغ ملتا ہے، بلکہ اگر اس مسئلہ میں اس کو حجت
 اور سند لیا جائے تو چھوچھو جی نہیں (مورف سنن ۵، ۳۳۸)۔

”أقل ما يختلف به المطالع مسيرة شهر كما في بحر الجواهر، أقل ما

يختلف به المطالع شهر“ (جامع رموز، مورفوی، ۳۲۸-۳۵۲)۔

عالمہ شامی نے بھی اسی تحدید و اختیار کیا ہے:

”ذکر ابن عابدین قدر البعد الذي يختلف فيه المطالع مسيرة شهر

جہاں نئی مقدمات ہو وہاں ہی ہلال میٹھی کے فیصلے اور اعلان ہاں لگائی جاتی ہے۔

”إذا خلا الزمان من سلطان ذي كفاية فالأمور موكلة إلى العلماء ويلزم الأمة الرجوع إليهم“۔

(ب) شرعی ضرورت کا پورا کرنے والا کوئی بااختیار حاکم نہ رہے تو تمام معاملات کی ذمہ داری علماء پر عائد ہو جاتی ہے، اور امت مسلمہ پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ علماء ہی کی طرف رجوع کریں (حدیث محمدیہ اور روایت ہلال ہاں مستند زموانہ بر بان الدین سنہلی)۔

پھر شرعی ضابطوں کی تکمیل کے بعد ان کی طرف سے اعلان ہو تب عمل کیا جائے۔ ایک قاضی کی قضا دوسرے قاضی کے شہر میں نافذ نہیں ہوتی، اس لئے دوسرے خطے کے قاضی یا روایت ہلال میٹھی اس اعلان کی پابند نہ ہوگی کما الٹکشی، اگر کتاب القاضی الی القاضی ہو تو وہ شرعاً حجت ہے۔

۵- آلات (فون، فیکس، ٹیلی گرام، ریڈیو) کے ذریعہ جو خبر حاصل ہو وہ علی الاطلاق روایت ہلال کے مسئلے میں خبر و شہادت کے مقام میں شرعاً حجت نہیں اس لئے کہ یہ آلات فی نفسہا قضا، قاضی، شہادت شرعیہ، خبر مستفیض وغیرہ کے درجے میں نہیں آتے۔

ثبوت روایت ہلال کا مدار جن صورتوں پر ہے وہ سب تدلیس و تزویر سے پاک ہیں، برخلاف آلات مذکورہ کے کہ ان میں کم و بیش ہر ایک میں تزویر و تدلیس کا احتمال ہے، ہاں بشرائط معتبرہ عند العلماء، یہ آلات روایت ہلال کے مسئلہ میں مفید ہو سکتے ہیں، ان میں سب سے زیادہ مفید ریڈیو کے ذریعے خصوصی انتظام کے تحت شرائط معتبرہ کے ساتھ شرعی اعلان ہے جسے ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

اس کے بعد ٹیلی فون بھی غنیمت ہے، بشرطیکہ قرآن قویہ سے متکلم کی تعیین ہو جائے کہ فلاں شخص بول رہا ہے تو معتبر ہے، اگر خصوصی انتظام کے تحت شرعاً ثبوت روایت کے بعد اس آلہ

تہذیب و تمدن کا کام یہاں ہے تو یہ بہتہ صورت ہوگی۔

تاریخ اور ایسی فنون کے سلسلے میں جس تقریبات شریعہ مذہب و عقائد، جیسا کہ فیصلہ تحقیق
 فی الدین کے پیش سرور ہے، ان میں فیس کا تصور ضرور نہیں، لیکن یہ اصول مذہب و عقائد میں ہے کہ
 ایک فن کے جس کا فیصلہ فیس ہوگی شامل ہوگا، فیصلہ کا مقصد یہ ہے کہ تاریخ اور ایسی فنون کے
 مقصد نہیں ہے، ان کے صحیح اثر کے تحت متعدد چیزوں سے فنون اور ذرا آئیں اور ان کے
 نتیجے کا سبب پیدا ہوتا ہے تو اس بنیاد پر حکم، جیسا کہ فیصلہ قابل قبول ہوگا اور اس کے

۲- الف - "سدا اللذریعة" یہ نکتہ ہے کہ فیصلہ قابل حساب سے مدد ملتی ہے۔

ب - شہادت قبول کی جائے۔

ج - "سدا اللذریعة" یہ نکتہ ہے کہ حکم و مہمات سے مدد ملتی ہے۔

۳- اہل سن کے اہم اور حقیقت سے پرہیزگاری سے کہ تحقیق کا راز و مہمات سے مدد

مذہب سے پرہیزگاری سے کہ راز و مہمات سے مدد ملتی ہے، یہ تحقیق میں مدد ملتی ہے کہ تحقیق سے مدد ملتی ہے۔

۴- اہل سن کے اہم اور حقیقت سے پرہیزگاری سے کہ تحقیق کا راز و مہمات سے مدد ملتی ہے۔

۵- اہل سن کے اہم اور حقیقت سے پرہیزگاری سے کہ تحقیق کا راز و مہمات سے مدد ملتی ہے۔

تہذیب و تمدن "شہادت" سے ہیں۔

وفي الذخيرة الواحد إذا شهدا على هلال من ذواتها

وامر الناس بالصدقة فلما اتعدوا ثلاثين يوماً غموا هلالاً فشرطوا على يومهم

وأبويهم يصدرون من الغد وإن كان يوم الحادي والثلاثين رضي الكور

مروجا عن العبادۃ فيحناط فيد وقال محمد: يفطرون، قال شمس الانمة
الجلواني: هذا الاختلاف فيما إذا لم يروا هلال شوال والسماء مصحبة، فأما
إذا كانت متغيمة، فإنهم يفطرون بلا خلاف“ (مؤرخہ ذی الحجہ ۱۳۵۰ء)

(ذیہ میں ہے کہ اگر ایک شخص نے رمضان کے چاند کی گواہی قاضی کے سامنے دی
اور قاضی اس کی شہادت و مان کر لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دے دے پھر تیسویں رمضان کو عید کا
پہنڈ نہ دھائی دے تو لوگوں کو دوسرے دن روزہ رکھنا چاہئے گواہ تیسویں تاریخ ہو، کیونکہ اپنے ذمہ
سے ایک عبادت و ادا کرنا ہے اس لئے احتیاط کرنا چاہئے، یہ امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا قول
ہے، اور امام محمد کے نزدیک افطار کر لینا چاہئے۔ شمس الانمہ جلوانی کہتے ہیں کہ یہ اختلاف اس
سبب سے ہے کہ جب آسمان صاف ہو اور پھر بھی شوال کا چاند نہ دھائی دے، لیکن اگر برابر ہو تو
بلا اتفاق افطار کر لینا چاہئے)۔

۳- الف- ایسی جماعت کثیر کی گواہی قبول ہوگی جن کے خبر دینے سے یقین حاصل
ہو جائے، اور وہ امام کی رائے پر موقوف ہے، کچھ مقدار مقرر نہیں ہے، یہی صحیح ہے، یہ اختیار شرح
مختار میں لکھا ہے۔ رمضان، شوال اور ذی الحجہ کا چاند اس حکم میں برابر ہے، ”بہشتی زیور“ میں ہے:
اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا،
چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا، البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا پند دیکھنا بیان کریں کہ
دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں، اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی
طرح نہیں ہو سکتا تب چاند ثابت ہوگا۔

”فإن لم یکن فی السماء علة لم تقبل الشهادة حتی یراہ جمع کثیر

یقع العلم بخبرهم“ (قدوری)۔

سوال کے دوسرے جز سے متعلق عرض ہے کہ مستور الحال کی خبر بلا دعویٰ اور بلا الفاظ

رؤیت ہلال اور ثبوت احکام کے حدود

نامعلوم

۱- الف - ایک جگہ چاند نظر آنے کے بعد اس جگہ سے کتنی مسافت تک ثبوت شرعی ہر پہنچ جانے کی بنا پر رؤیت کا حکم نافذ ہو جاتا ہے یہ بحث قبل زمانہ سے علماء کرتے چلے آئے ہیں اور چہ ایک خیال یہ تھا جس کو عام فہمی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے شوافع کے مشہور ترجمان علامہ نووی نے اپنے بعض اصحاب کا قول بتایا ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت سے تمام روئے زمین کے لوگوں پر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ شرعی ثبوت فراہم ہو جائے، مسلک احناف کی یہ کتاب میں یہ مسئلہ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ساتھ موجود ہے اور نووی نے اپنے اصحاب یعنی شوافع میں کچھ علماء کا بھی یہی مسلک بتایا ہے: "قال أصحابنا: تعم الرؤية في موضع جميع اهل الارض" لیکن اب کوئی بھی عملی طور پر اس بات کا ماننے والا نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت تمام دنیا کے رہنے والوں کے لئے موجب حکم ہوگی۔ علامہ محی الدین نووی شارح مسلم شوافع کا صحیح قول یہی بتاتے ہیں کہ:

"والصحيح عند أصحابنا أن الرؤية لا تعم الناس بل تختص بمن قرب

على مسافة لا تقتصر فيها الصلوة و قيل: إن اتفق المطلع لهمهم"

گویا اب تمام مذاہب فقہ اس پر متفق ہیں کہ کسی جگہ کی رؤیت اس مقام سے دور دراز

ملاقہ والوں کے لئے موجب حکم نہیں ہوگی، یہاں ہندوستان میں ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ

تعمیراتی مسائل سے

بھلا اب تو آگے بڑھنے کے لیے رافدائے ذریعہ تھی یعنی خبریں مافی میں ابنا زماں میں سے اور
 دیگر سب ممالک میں فوس دن عبید پر زمین کی کٹی تار تار ہوں مگر یہاں اس کے مافی میں عبید
 زمین کا فیصد کرنے کی ہرات ہے اور اس کی تربیت کی پیدا کنی مافی میں مافی میں مافی میں
 ہے کہ مافی میں رعیت یہاں معتبر نہیں ہوں اس بار کے میں مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت ہے (بنی رقی ثریف سے جا ہوا) حدیث کی تمہید مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت ہے مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت

نے تیار کیا ہے جو اس میں ہے

ان کی تعمیراتی مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت

مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت
 مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت مافی میں رعیت

عند التورہ و عند عرب عند عیدہم فالظہر علی الاولین الامراقی ۱۰۵۰
 اس میں اس سوال کے بارے میں منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: "ابند الصحیح
 صحیح ہے۔ صحیح بنام ابو نضر عبادی کے ان صحابہ کے بارے میں اور بھی چند نام ایسے علماء اور
 محدثین کے نام سے ہیں جن کے بیانات سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے۔ طوائف سے پتے
 چلے یہاں علماء اور محدثوں کا نام ذکر کرتے ہیں:

۱- شافعی ابو سعید الخدری کی شرح مراقی الطوائف

۲- ائمہ ائراق

۳- ابن ابی

۴- تاج الدین

۵- شمس الدین ابن مبارک

۶- مختارات انوار

۷- قدوری، ان قدیم علماء کے علاوہ شرح نصر کے علماء نے بھی فی الجملہ اختلاف

مطالع کا اعتبار کیا ہے۔

ب۔ جس کا کچھ اندازہ گزشتہ صفحات سے ہو گیا ہوگا اور عمل تو سب ہی اس پر متفق

ہیں جب یہ چنانچہ عملی طور پر ایک طرح سے مسلم ہے کہ مقام روایت سے دور دراز کے شہروں میں
 اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا قریب کے مقامات میں نہیں تو اب یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ کتنے
 فاصلے کو بعید قرار دیا جائے کہ اس کی وجہ سے دوسری جگہ روایت نافذ نہ ہو سکے اور کس فاصلے کو
 قریب یا جائے کہ وہاں روایت کا اثر لازم ہو جائے اس بارے میں بھی قدیم زمانے سے
 اختلاف چلا آ رہا ہے حافظ ابن حجر مستقانی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں پانچ مذاہب بیان
 کرتے ہیں۔

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

تعلیمی و تربیتی

۱۔ ایک مہینہ مسافت بعید ہے اور اس سے مسافت قریب ہے (نیل میں ۲۰۶) اور اندازہ ہوتا ہے کہ مہینہ اپنی اپنی قول و قرار ہی ہے۔

۱۔ حضرت علامہ عثمانی اپنی مایہ ناز "تایف مفتاح" میں فرماتے ہیں:

"یسعی أن تعبر اختلافها في لزوم التفاوت بين البلدتين بأكثر من يوم واحد لأن الصور من مصرحة بكون الشهر تسعة وعشرين أو ثلاثين فلا تقبل الشهادة ولا فينادون العدد ولا يزيد من أكثره" (فتح مبرور ص ۳۳۳)۔

(مناسب یہ ہے کہ ایسے مقامات کے درمیان اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے جہاں تاریخوں میں ایک دن سے زیادہ فرق واقع ہوتا ہے، کیونکہ نصوص میں تصریح ہے کہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن ہوتا ہے (کہ نہ زیادہ) تو ایسی جگہ کی شہادت پر عمل نہیں کیا جائے گا جہاں کی شہادت پر ۲۹ سے ۳۰ تک مہینہ کا زیادہ ہو جائے اور اپنی کسی جگہ کی روایت کی بنا پر وہ کسی ایسی جگہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا جس سے مہینہ کی دنوں کی منصوص و مقرر تعداد ۲۹-۳۰ دن)۔

ب۔ فرق آج کے، کیونکہ اس صورت میں نصوص صیحہ صحیحہ کے خلاف ورزی لازم آتی ہے اور اس کا مصاب یہ ہوا کہ حجاز، مصر، شام اور دیگر مشرق وسطیٰ کے ممالک میں روایت ہو جانے سے یہاں فیصلہ نہیں کیا جائیگا (چاہے ثبوت شرعی مل جائے)، کیونکہ وہاں اور یہاں کی قمری تاریخ میں سے مہینہ کا فرق تو اکثر ہوتا ہے اور کبھی کبھی دو دن کا بھی ہو جاتا ہے، لیکن ہندوستان و پاکستان سے کسی حصہ میں ایسا ہونا لازمی نہیں ہے، اس لئے ان دونوں ملکوں کے مابین اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، یہی بات حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری کے استدلال سے مترشح ہوتی ہے، علامہ کشمیری زیلیعی کے قول (اختلاف مطالع کا اعتبار) (کیا جائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں:

ریڈیوں خیر کا حکم

ریڈیوں سے زیادہ ریت باریں اور نثر ہونے کی وہ صورتیں بہت ہی سے، پہلی تو وہ ہیں کہ
 ان کے ہندوستان میں مہاراج نے ریڈیوں کی تصویر پر ہاتھ پائی اور ان کے گھاس پھوس پر
 تو یہ یہ خیر آئی ہیں یہاں یہ ان کا ایک جہاں ریت سے ہر کسی کو اس کی ہر طرف سے ہر
 اور اس کا یہ ریڈیوں کا اس کے اپنے راج پر ہونے کی صورت میں ریڈیوں کا حکم
 اس کی بنیاد پر ہی اور اس کی جہاں پر ریت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، اس کے ساتھ ساتھ
 کوئی محترم مسلمان ہی ہے، یہ ان کی ریت سے اس کو ریت کی نثر میں یہ ہاتھ پائی ہیں
 کہ ان جہاں سے پانڈیوں کے ہر کسی میں نثر کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ
 کہ ان کی اس پر نثر کی ریت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، اس کے ساتھ ساتھ

یہ بات کہ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ

یہ بات کہ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ
 کے ساتھ ساتھ اس کی جہاں پانڈیوں کے ہر کسی میں بہت ہی سے اس کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

مذہبی امور کے متعلق بہت سے احتمالات ہیں، اور مجال تشن موجود ہے اس کی خبر و اس طرح فیصلہ کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے، یہاں یہ بات بھی صاف ہوئی ہے کہ اس طرح کی خبریں متعدد مقامات کے ریڈیو اسٹیشن نشر کریں تب بھی یہی حکم ہے۔ جب تک ان خبروں میں استغناء کی شواہد پیدا نہ ہو، اور ایک جاہ ریڈیو اسٹیشن کی خبریں زیادہ سے زیادہ ایک جماعت کی خبر کے درجہ میں آئے کی اور جماعت کی خبر کے بارے میں حکم معلوم ہو چکا ہے کہ محض اس پر رویت کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ سوائے اس کے کہ وہ استغناء خبر کے درجہ تک پہنچ جائے یہاں اس بات کا بھی امکان ہے کہ ریڈیو اسٹیشن نہ ہوگا۔ کہ محض ریڈیو کی طرف سے کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ مقامی جامع مسجد کے امام یا شہر کے کسی بڑے عالم سے معلوم کر کے ریڈیو تک نشر کرتا ہے (شانی ۲، ۹۴)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی جگہ علماء پر مشتمل بلا ل کمیٹی یا کسی مستند ثقہ عالم نے باقاعدہ شرعی بنیادوں پر رویت کا فیصلہ کیا اور ان دنوں اس فیصلہ کو پوری تفصیل و تصریح کے ساتھ بلا ل کمیٹی یا کسی جانب سے منسوب کر کے بحیثیت نمائندہ ریڈیو سے اعلان کے طور پر نشر کرتا ہے تو اس طرح کے اعلان و اجازت سمجھا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن اعلان سننے والوں کی دو شکایات ہوں گی۔

۱۔ اور دونوں کے احکام الگ الگ ہوں گے۔ قسم اول۔ اسی شہر یا اس کی مضافات میں رہنے والوں (جہاں ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان نشر ہوا ہے) ان کے لئے یہ اعلان حجت ہوگا، ان کے یہ امر رمضان کا چاند ہے تو ان پر روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ اور اگر عید کا ہے تو افطار کرنا۔ حضرت مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں جس شہر میں باقاعدہ قاضی یا بلا ل کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید و نیرہ کا اعلان کر دیا ہو اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا بلا ل کمیٹی کے فیصلہ یا اس شہر اور اس کے مضافات و دیہات کے لوگوں کو اس اعلان پر عید رکھنا ہوگا۔ یہ ہے کہ ریڈیو اسٹیشن کا پابند بنایا جائے کہ وہ چاند کے متعلق مختلف خبر پر نشر

اعتبار نہیں ہاں اسے تارا آئیں اور دو سے زیادہ سے بھی اس کی تائید ہوگی ہو تو یہ چیز جس مستثنیٰ شخص کے تحقیق میں معین ہو سکتی ہے اس کے محض تار کی جس پر روزہ رکھنا یا توڑنا درست نہ ہوگا۔

توڑنے کی صورت میں قضا ضروری ہوگی (الا یہ کہ بعد میں یہاں بھی یہی فیصلہ ہو جائے کہ رویت ہوگی)

تار و انڑیس: ان دونوں کے بارے میں موجودہ در کے تمام قبل ذکر و صاحب نظر علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ ان کا تقابلاً اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ تار کسی کی طرف سے کوئی بھی شخص دے سکتا ہے، اس لئے یہ پتہ چنانہ دشوار ہے کہ یہ تار کسی شخص نے دیا ہے، جب تار دینے والے کا تعین ہی نہیں ہوا تو اس کے معتبر ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، اب علماء کے اقوال سنئے! حضرت اقدس اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں، اس باب میں تار کی خبر اصلاً قابل اعتبار نہ تھی علم نہیں ہوگی (فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۳ س ۱۲ ابواب اور انڈیا و ص ۲۳۱)۔

یہی بات مولانا عبدالحی فرماتے ہیں سب ضوابط فقہیہ تار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا (فتاویٰ مولانا مہدائی ص ۳۸۷)۔

فتویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب کا ہے قواعد شرعیہ کے مطابق تار کا اعتبار اور اس پر اعتبار کر کے روزہ اور عید جائز نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۱) مولانا مفتی محمد شفیع صاحب تار و انڑیس، دونوں کے بارے میں فرماتے ہیں، و انڑیس یعنی لاسکنی پیغام اور ٹیلی گراف (تار) کا ثبوت ہلال وغیرہ امور دینیہ امور میں کسی حال میں کوئی اعتبار نہیں نہ شہادت کے درجے میں آسکتے نہ خبر شرعی کے اور نہ ہلال رمضان ان سے ثابت ہو سکتا ہے نہ ہلال عید کے، ہاں ان کے بہت سے خطوط آئے اور وہ دیگر مختلف ذرائع سے رویت کی خبر ملی اور اس میں کچھ تار بھی ہوں کثرت پیدا کرنے کی بناء کر استفاضہ کی تحقیق کئی تار بھی کام آسکتے ہیں جیسا کہ مولانا عبدالحی فرماتے ہیں:

بہائی شہادت کی صورت میں اس پر عمل ممکن ہے یا نہیں۔

کتاب: مدینہ منورہ، ج ۱، ص ۱۰۱۔

۲- یہ روایت میں یہ الفاظ ہیں: "الشہور تسع وعشرون لیلاً فلا تصوموا

حتى تروہ، فان عم عینکم فاکملوا العدة ثلاثین" (یعنی ۲۰ دن تک)

(یعنی تیس دنوں تک)۔ اس کے روزہ اس وقت تک نہ توڑا جائے جب تک کہ

نہا جائے۔ اگر تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں) ان تیس دنوں پر روزہ نہ توڑو

تو تصوموا حتی تروہ، فان عم عینکم فاکملوا العدة ثلاثین

یاد رکھو کہ اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

نہا کرے۔ (یعنی اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

تیس دنوں تک نہ توڑو۔ اس کے بعد تیس دنوں تک روزہ نہ توڑو۔

یاد رکھو کہ اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

نہا کرے۔ (یعنی اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

تیس دنوں تک نہ توڑو۔ اس کے بعد تیس دنوں تک روزہ نہ توڑو۔

یاد رکھو کہ اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

نہا کرے۔ (یعنی اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

تیس دنوں تک نہ توڑو۔ اس کے بعد تیس دنوں تک روزہ نہ توڑو۔

یاد رکھو کہ اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

نہا کرے۔ (یعنی اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

تیس دنوں تک نہ توڑو۔ اس کے بعد تیس دنوں تک روزہ نہ توڑو۔

یاد رکھو کہ اس وقت تک نہ توڑو جب تک کہ تم پرچہ مذکورہ کے (۲۰ شہریں)

”اگر آپ سے کہیں کہ تم کعبوں میں نظر نہیں کرو، اس پر قابلِ نظر ہے اس قدر یا غویں معنی عربی ہیں اور یہ کے اعتبار سے، ان قوموں و مشرق قوموں سے ہے۔ ”نعم الہلال علی الناس إذا حال دون الہلال غیمہ“ سے کہوا، اہ غیمہ و غیمہ بیتان العرب و مشرق قوموں۔

نظرِ احساں علی انسان اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ ہلال کے درمیان کوئی بادل یا دوسری چیز حائل ہو جائے اور چاند نہ دیکھا جاسکے جس سے معلوم ہوا کہ چاند کا وجود خواہ مستور ہو، اس کے تسلیم کر کے یہ حکم دیا ہے، کیونکہ مستور ہو جانے کے لئے موجود ہونا ہی ہے۔ جو چیز موجود ہی نہیں اس کو معدوم کیا جاسکتا ہے۔

محاورات میں اس کو مستور نہیں کہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند مستور ہونے کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں ان میں سے کوئی بھی سبب آوے بہر حال جب چاند نکالوں سے مستور ہو گیا اور دیکھا نہ جا سکے، تو حکمِ شرعی یہ ہے کہ روز و وعید وغیرہ میں اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ صحابہ کرام کے لئے راستے میں چاند پر نظر پڑنے کی تو چاند کا سا نماز اور روشنی دیکھ کر آپس میں گفتگو ہوئی، بعض نے کہا کہ یہ دو رات کا چاند ہے، بعض نے کہا کہ تین رات کا چاند ہے، حضرت عبد اللہ ابن عباس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے اس کو کس رات میں دیکھا بتلایا گیا کہ فلاں شب میں روایت ہوئی تھی ابن عباس نے فرمایا: ”إن رسول اللہ ﷺ أمر للرویة فهو لللیلۃ رأیتمو نہ“ یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس روایت کی طرف منسوب فرمایا ہے اس سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ یہاں مسئلہ چاند کے وجود یا نہیں، بلکہ اس کے مامونکوں کے لئے قابلِ روایت ہونے کا ہے اور دو زمین کا درجہ کسی شعبوں سے مستور چاند کو دیکھ لینا یا بذریعہ ہوائی جہاز پرواز کر کے باؤں سے اوپر جا کر چاند کو دیکھ لینا، مہر روایت کہلانے کا مستحق نہیں اور کسی چیز کو قابلِ ہونا یا دیکھا جانا یہ مسئلہ نہ سائنس کا ہے نہ محمدؐ مہربیات و فنکیات سے اس کا کوئی علاقہ ہے یہ عام واقعاتی معاملہ ہے اگر کوئی شخص

ہوگا کہ ہر نے اس ہستی یا شہر میں چاند دیکھا ہے، بلکہ اس صورت میں ایک جمع غنیمہ بڑی جماعت کی کوئی نہ ورنہ بولی جو مختلف اطراف سے آتے ہوں اور اپنی جگہ چاند دیکھا کریں کسی سازش کا احتمال نہ ہو اور جماعت کی کثرت کے سبب عقلاً یہ باور نہ کیا ہے کہ اتنی بڑی جماعت جسوٹ بول سکتی ہے اس جماعت کے تعداد شرعاً نہیں جتنی تعداد سے یہ یقین ہو جائے کہ یہ سب ماکر جسوٹ نہیں بول سکتے فدا کافی ہے، البتہ رمضان و عیدین کے علاوہ نومبرینہ کے چاند میں ہر ہو یا مطلع صاف ہو یا ایک مرد و عورتوں کی شہادت کافی ہے (شری ۱۵۲/۲)۔

آرا برابر اور ردغبار آسمان پر چھوٹے ہو تو جمع عظیم کی شہادت نہ ورنہ جس سے غلبہ ظن حاصل ہو جائے۔

اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور عید الفطر کے لئے بڑی جماعت کی شہادت درکار ہے جو کہ متفقہ طور پر جسوٹ بولنا عقل تسلیم نہ کرے۔

”وإن لم يكن بالسما علة لم تقبل الا شهاد جماعة يقع العلم بخبرهم“ (بدایہ ۱۹۶/۱)۔

”الجم الغفير يقع به العلم في الهلال الصور و افطروا لأضحى“ (رسائل الرکان - ۲۰)۔

اور ما ابد منہ میں۔ اگر مطلع باشد در رمضان وشوال جمات عظیمی جاید ۹۳۔

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”وإن يكن بالسما علة لم تقبل إلا شهادة جمع عظیم يقع العلم بخبرهم“ (۱۵۸/۱)۔

ب۔ چاند دیکھنے والوں کے لئے قاضی کے پاس جا کر یا جہاں نظام قضاء نہ ہو وہاں کے مقامی علماء یا رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ دار کے پاس جا کر شہادت دینا ضروری ہے، چاند دیکھنے والوں کا بیان اصولی طور پر شہادت ہے اور اس کے لئے شہادت اور مجلس قضاء اور شہادت

بہارِ اہلِ اقیانوس واجب ہے اور میدہا ہے تو افطار کرنا اور میہد منانا۔ قہب و جوارت مراد واز و اشہ ہے جو
اس عالمی کمیٹی کے لئے مقرر شدہ ہے (مولانا برہان الدین عثمانی کی کتاب روایت ہدایہ ص ۱۰۳)۔

۴- ریڈیو سے روایت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا
ضروری ہے جیسا کہ عالمگیری کی میں ہے: "لا یقبل قول الکافر الیدیانات" (عالمگیری ص ۳۵۲)۔
اور یہ مسلم اصول ہے جو قرآن مجید کی آیت سے ماخوذ بتایا جاتا ہے: "ولن یجعل
اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً" (سورہ نسا)۔

۵- الف- بعض علاقوں میں بالعموم مطلع اب آلود رہتا ہے اور بہت کم چاند کی روایت
۲۹ تاریخ کو ممکن ہوتی ہے جیسے برطانیہ۔

صورتہ مذکورہ میں دیگر ملک میں روایت ہلال کے اعلان پر عمل کیا جائے گا تبھی
برطانیہ میں رمضان و میہدین مراکش کی خبر پر کرنے کے بارے میں ایک تحریری استفتا، حضرت
مولانا سعید احمد پالنیپور کی خدمت میں پیش کیا تھا، مولانا موصوف کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔

الجواب: حامد او مصلیا اما بعد ضابطہ شرعی یہ ہے کہ متحدہ المطلاع ملک سے آئی ہوئی چاند کی
شرعی شہادت یا مقامی روایت ہلال کمیٹی منظور کرے تو معتبر ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ جس ملک سے خبر
آئی ہو وہاں روایت کا باقاعدہ نظام ہو، اور شرعی اصول کے مطابق فیصدہ کیا جاتا ہو اس اصول سے
اگر مراکش میں باقاعدہ روایت کا نظام ہے تو وہ وہاں سے آئی شہادت یا خبر باقاعدہ مقامی روایت کمیٹی
قبول کرے تو برطانیہ میں واجب العمل ہوگی۔

دوسرا فتویٰ: مولانا مفتی نظام الدین صاحب کا بلا تعین کسی بھی اسلامی یا غیر اسلامی
ملک کے شرعی روایت ہلال کمیٹی کی اطلاع اگرچہ شرعی ضابطہ کے مطابق شرعی الفاظ ہی
میں کیوں نہ ہو۔ آئے اس پر عمل کا جواز مشروط ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس اطلاع پر عمل کرنے
سے مہینہ ۲۸ دن کا یا ۳۱ ہو لازم نہ آتا ہو اور یہ چیز اس وقت متحقق ہوگی جب اپنے یہاں کی

رہیت ہلال کے ثبوت میں خبر مستفیض کی اہمیت

مفتی محمد معز الدین قادری

خبر مستفیض کا حکم اور اس کی قرینیت

علامہ مفتی نے خبر مستفیض کی یہ تعریف بیان کی ہے:

”اس دور کے شہر سے چند جاہل متعلم آئیں اور ہر ایک جہاں غائب ہو گیا وہ اس شہر کے
 وہاں سے چند روز دور رہا ہے، خبر پھیلائے والے کو جانے بغیر وہ خبر کے پھیل جانے کی
 بنیاد نہیں۔“

علامہ مفتی نے ”کل منہم یخبر عن اهل تلك البلدة الخ“ کے الفاظ بتلا

رہے ہیں کہ خبر دینے والے ثبوت رویت کی نوعیت اور اس کی بنیاد کی بھی وضاحت کریں، تاکہ
 افواہ اور خبر مستفیض کے درمیان فرق کیا جاسکے، لوگوں کا محض یہ ہدینا کافی نہ ہوگا کہ فلاں جگہ
 چند روز یا فلاں جگہ روز دور رہا کیا، ان شرائط کے ساتھ اگر خبر مستفیض پہنچے تو وہ موقع یقین ہے،
 بدلتا نہیں، اسے اس کو تواتر کے ہم معنی قرار دیا ہے، جیسے علامہ رشید نے ”بدایۃ المجتہد“ میں ذکر
 کیا ہے، نیز استغناء خبر کے لئے کوئی خاص تعداد بھی مقرر نہیں ہے، بلکہ خبروں کی اس طرح آمد
 ہو کہ اس سے خبر کی تحقیق ہو جائے اور کسی قسم کا تردد باقی نہ رہے، اس مسئلہ کو قاضی یا ہلال کبھی کی
 سو اب دید پر چھوڑ دیا جائے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ خبر بیان کرنے والے دو سے زائد ہی ہوں،

اس کے ممبروں نے اس وقت اس تقریر سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو
تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی اس تقریر کو

ہو کہ فلاں جگہ چاند ہو یا (یا نثر آیا یا دیکھا گیا)۔ اب چاہے یہ خبر کسی ایک ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہو رہی ہو یا متعدد ریڈیو اسٹیشن سے نقل کر رہے ہوں، نیز اس خبر کو نشر کرنے والا چاہے معتد مسلم شخص ہی یوں نہ ہو، اس خبر کی بنیاد پر کسی دوسری جگہ روایت کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے، اس کی وضاحت (شامی وغیرہ) میں موجود ہے۔

اس جگہ اس بات کی وضاحت کر دی جائے کہ بعض جگہوں پر یہ شکل ہوتی ہے کہ ریڈیو اسٹیشن کے ذمہ دار یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں خبر فلاں جگہ کے امام جامع مسجد یا شہر کے کسی بڑے عالم سے معلوم کر کے ریڈیو پر نشر کی تو اس کے بارے میں بھی علامہ شامی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب رد المحتار میں ذکر کر دیا ہے کہ یہ خبر بھی کسی دوسری جگہ روایت ہلال کے فیصلے کی بنیاد نہیں بن سکتی ہے اور اس خبر کا بھی وہی حکم ہوگا جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

دوسری شکل ریڈیو کی خبر کی یہ ہے کہ کسی جگہ کے علماء پر مشتمل ہلال کمیٹی یا کسی مستند ثقہ عالم نے باقی عدہ شرعی بنیادوں پر روایت ہلال کا فیصلہ کیا ہو، اور اناؤنسر اس فیصلے کی پوری تفصیلات ہلال کمیٹی کی تصدیقات کے ساتھ اسی کے حوالے سے اور اس کی طرف منسوب کر کے بحیثیت نمائندہ اس فیصلے کو نشر کرتا ہے تو اس خبر یعنی اعلان کو صحت سمجھائے گا اور اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

۴- پاکستان کے ریڈیو کی خبر کا حکم

اثر یہ دیکھا گیا ہے کہ روایت ہلال کے مسئلے کو علماء کے عدم اعتناء اور جہلاء کی قیادت و سیادت نے سنگین مسئلہ بنایا، نیز اس مسئلہ کو پیچیدہ بنانے میں ریڈیو پاکستان کی خبروں کو بھی دخل ہے، عام طور سے لوگ پاکستان کی خبر کو نہ صرف کافی سمجھتے ہیں، بلکہ اس کے ماننے کو ایک شرعی مسئلہ بنا دیتے ہیں اور نہ ماننے والے پر لعن و طعن کرتے ہیں، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے ریڈیو کی خبر کے بارے میں صراحت کر دی جائے، لیکن اس مسئلے کی وضاحت اختلاف مطالع کی وضاحت پر موقوف ہے۔

یہاں تک کہ یہ یا بیاد یا قلمی ہی ہے، اور وہ شخص دیندار مسلمان ہے تو اس کی بیاد معتبر مان کر بدرجہہ اس پر عمل درست ہوگا۔

۱۔ حصول اطمینان کے طریقے

حصول اطمینان کے نئی طریقے ہوتے ہیں۔ بطور مثال چند طریقے درج کئے جا رہے

ہیں:

۱۔ فون کر نیوالے شخص سے اس کے فون کا نمبر (جہاں سے وہ فون کر رہا ہے) معلوم کر لیا جائے۔ پھر دوبارہ اپنی طرف سے اسی نمبر پر فون کیا جائے۔

اور اگر وہاں ایسا شخص موجود نہ ہو جو اس کو جانتے ہوں تو ان کو بھی ان کی آواز سنائی جائے تاکہ وہ آواز پہچان لیں۔

۲۔ جس شہر سے فون آیا وہاں کے دوسرے جانتے والے اشخاص سے بھی اس کی تصدیق کر لی جائے۔

۳۔ متعدد شہروں سے ایک مضمون کے مختلف لوگوں کے فون حاصل ہو جائیں۔

۱۔ یہی فون کی خبر کی شرعی حیثیت

یہی فون کی خبر پر اطمینان مذکورہ طریقوں سے جب حاصل ہو جائے تو اس خبر کو ایک خبر ہی کی حیثیت حاصل ہوگی۔ جس سے بلال رمضان المبارک کا ثبوت ہو سکتا ہے، ہاں اگر اتنے مقامات سے یا ایک ہی مقام سے اتنی اثرات سے فون موصول ہوئے ہوں کہ ان کا غلط ہونا عقلاً و عیناً مستبعد ہو، تو ان خبروں کو بنیاد بنا کر بلال عید کا بھی فیصلہ کیا جاسکتا ہے، اور یہ خبر کے مستفیض ہونے کی صورت ہے، اب رہی تعداد کی بحث کہ کم از کم کتنی تعداد فون آنے پر خبر مستفیض

۱۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔

۲۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔

۳۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔

۴۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔

۵۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
۶۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
۷۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
۸۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
۹۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
۱۰۔ ہر شخص کو اپنی قوم کی خدمت میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔
اپنی قوم کی برتری میں اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہیے۔

مستعمل ہوں، اور دوسرے ذرائع (جیسے فون، ٹیبلٹ، ویڈیو) سے بھی ان کی تائید ہوگی، تو یہ تاریخ اور تہذیب کی جو کچھ مستثنیٰ کے تحت میں معین بن سکتی ہیں، اس کے لٹیکٹس تاریخ و انگریزی کی خبر پر روز و رات یا تو رات و رات نہیں ہے، تو رات کی صورت میں قضا نہ ہوگی۔

ایک شہر کی نوٹ

مذکورہ مقام کے میں جہاں بھی جمعے کے خبر کا تذکرہ کیا ہے اور اس کو تسلیم کرنے یا معتبر کرنے کی مختلف شکلیں تحریر ہیں، اس کا صاحب یہ ہے کہ اس کو بنیاد بنا کر ہر جگہ بلال امینی فیصلہ اسے اور اس فیصلہ پر نہ کہ خبر پر تمام عوام نمٹیں، پھر انہوں، بغیر مقامی طور پر فیصلہ کے عوام و از خود اس اعلان یا خبر پر نمٹنے کے اختیار ہونا چاہئے، ورنہ انتشار پیدا ہو جانے کے علاوہ اس بات کا پورا پورا افسوس ہے کہ عوام کو خبر اور فیصلہ کے اعلان کے درمیان فرق نہ کر سکنے کی وجہ سے غلط نتیجہ اخذ کر کے نمٹیں گے اور گناہوں میں گے، کیونکہ محض ریڈیو کی خبر کی بنا پر صوم یا افطار درست نہ ہوگا۔

۱- بلال امینی کے اعلان کا دائرہ کار

البتہ مذکورہ روایت بلال امینی کا فیصلہ جو قبل جنت ہے اس کا دائرہ کار محدود ہوگا، جس مقام میں بلال امینی یا (شخص معتبر عام) نے یہ فیصلہ دیا ہے، اس شہر اور اس کے مضافات کی جتنی آبادیاں ہیں جو اس بلال امینی یا شخص معتبر عام کی حدود اثر میں داخل ہیں، صرف اس حد تک نافذ ہوگا، اس کو ملک یا پیرا نے پر نافذ نہیں مانا جاسکتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس حکم کو ہم نے اخذ کیا تب فقہ کی ان جزئیات سے ہمیں شہر کے مضافات کے لئے توپ کی آواز، ڈھنڈورچی کے اعلان اور قندیلوں کی روشنیوں کو ہوتے کے لئے کافی سمجھا گیا ہے، لہذا جب مقیمس علیہ

برائے تشریح صورت پر ثبوت روایت سے چار حصے بیان کیے ہیں: ایک شہادت، دوسرے کتاب
التقاسمی، ان التقاسمی، تیسرے استغناء، اور چوتھے امیر و مسلمان۔ ان مذکورہ چار حصوں میں سے
پہلے وہ حصے ریڈیوں اس خبر سے اس طرح خارج ہو جاتے ہیں کہ شہادت کی حقیقت میں حضور
اور انہوں نے پایا جاتا ہے، اور ریڈیوں اس خبر میں حضور و موجودگی کو کوئی شکل موجود نہیں،
اور کتاب التقاسمی ان التقاسمی میں کتاب کا تذکرہ ہے، جبکہ یہاں مطلق خبر ہے، لہذا خبر کے دو
ظہیرے اس بناء پر ہر حال کے باوجود ہیں جس کی وضاحت خبر مستثنیٰ کے ذیل میں اس سے قبل
آچھی ہے۔

۱۳- روایت ہلال کمیٹیوں کے بارے میں چند وضاحتیں

ملاقہ کے ہر ضلع پر روایت ہلال کمیٹی کی ضلع کمیٹی ہوگی۔ اس ضلع کے تمام متعلقہ جات و
بڑے بڑے قصبوں میں حسب ذیل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی اور پورے علاقہ کے مرکزی
مقام پر ایک مرکزی روایت ہلال کمیٹی ہوگی۔

۱۴- مرکزی روایت ہلال کمیٹی

- ۱- مرکزی روایت ہلال کمیٹی کا صدر علاقہ کی مشہور و معروف عالم شخصیت ہوگی۔
- ۲- ممبروں کی تعداد و تعیین کے مسئلے کو مقام کے اعتبار سے حل کیا جائے گا۔
- ۳- ممبران میں اکثریت یا دو تہائی ممبر سما، کا ہونا ضروری ہوگا۔
- ۴- ہلال کمیٹی کے تمام فیصلے شرعی حدود میں ہوا کریں گے۔
- ۵- ضلعی یا ذیلی کمیٹیوں کے فیصلے کے اختلاف کی صورت میں مرکزی ہلال کمیٹی کا فیصلہ
آخری اور قطعی ہوگا۔

۱۔ نیکوئی سے بچنے کی ضرورت ہے۔

۲۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۳۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۴۔

۵۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۶۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۷۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۸۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۹۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۰۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۱۔

۱۲۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۳۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۴۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۵۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۶۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۷۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۸۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۱۹۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

۲۰۔ نیکوئی سے بچنے کے لیے نیکوئی کی تعلیم ضروری ہے۔

میں ہوا کرے گی، جس میں تمام مقامی ممبروں کا بغیر کسی اطلاع کے خاصہ ہونا اخلاقی و دینی فریضہ ہوگا۔

۹- مرکزی بلاں کمیٹی کے فیصلے کو کوئی بدل نہیں سکتا، مگر خود صدر بلاں کمیٹی اور جو ممبران اس فیصلہ میں شریک تھے، کسی دینی مصداق کی وجہ سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے تبدیل کریں۔

۱۰- مرکزی بلاں کمیٹی فیصلہ کرنے میں ہرگز تاخیر نہ کرے۔ وقت مقررہ پر فیصلہ ہونے کی صورت میں مرکزی بلاں کمیٹی بذریعہ اخبارات و ریڈیو اس فیصلے کی تشہیر کی ذمہ دار ہوگی۔

۱۱- ہر ذیلی ضلعی کمیٹیوں کو اطلاع کروانا اس کے ذمہ نہیں ہوگا، بلکہ ہر ضلعی کمیٹی کے ذمہ دار کے لئے لازم ہوگا کہ وہ اپنی مرکزی بلاں کمیٹی سے رابطہ قائم کر کے مرکزی کمیٹی کے فیصلے کو معلوم کریں اور اس کو بنیاد بنا کر اپنے ضلع میں رویت بلاں کو ثابت کریں۔

۹- ضلعی کمیٹی کے ذمہ لازم ہوگا کہ ہر ماہ کی اتیس تاریخ کو اور خاص طور پر عید رمضان اور بقیعہ کے موقع پر تمام ممبران ان چاند دیکھنے کا اہتمام کریں۔

۱۰- ضلع کمیٹی کے اکثر ممبران اس ضلع کے ہوں گے اور تعلقہ جات سے ایسے افراد جو ضلع میں آمد و رفت رکھتے ہوں اور اس معاملہ میں کافی دل چسپی لیتے ہوں، ان کو بھی لیا جاسکتا ہے۔

۱۶- ذیلی کمیٹیوں کی ذمہ داریاں

۱- ہر تعلقہ اور بڑے قصبہ میں ذیلی کمیٹی تشکیل دی جائے گی، جن کے ممبران کا تعین ضلع کمیٹی مقامی حضرات کے مشورے سے کرے گی۔

۲- اس کا متعینہ دفتر ہوگا جہاں حسب موقع اس کی میٹنگ ہوا کرے گی اور ضلع کمیٹی پر مرکزی کمیٹی کی خط و کتابت بھی اس پتہ پر کی جاسکے گی۔

- ۳- ذیلی میبوں کے لیے قابل اقتداء، امانت دار اور دینی مزاج رکھنے والے حامل خطرات ہوں گے، اور بقدر یہ ہے کہ اس میں صمدین سے واقف ہاذا خطرات و ترقیات کی ہوں گے۔
- ۴- جب ان کے پاس کسی موقع پر رفیت یا شہادت رفیت حاصل ہو جائے تو وہ شرعی ادب سے کوتاہی کرتے ہوئے اس پر فیصدہ رسمیں۔
- ۵- برہمن کی انتیس تاریخ کو جو نماز مغرب میں کی جاتی ہے وہی چاند اور شمس سے قرمبہ ان رمضان، عید، بقرہ عید، شہادت کے موقعوں پر رفیت ہوں گے، اہل مسرت اور شمسوں جو بھی فیصدہ رسمیں کی شہادتیں اور اس پر شمس چاہوں۔

اسلامی مہینہ، رویت سے یا حساب سے؟

مولانا محمد عبدالقدوس سلیمان صاحب مدظلہ

بلال سے ساند میں متعدد روایتیں صحیح بخاری مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ حدیث کی تمام معتبرہ مستند کتابوں میں موجود ہیں جن میں یہ روایت نہایت مشہور اور متفقہ ہے کہ پیش نظر ہے:

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول الله ﷺ ذكر رمضان، فقال: لا تصوموا حتى ترو الهلال ولا تفطروا حتى تروه، فإن غم عليكم فاقدروا له وفي رواية له أن رسول الله ﷺ وعشرون ليلة فلا تصوموا حتى تروه، فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين“ (بخاری)۔

(ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے رمضان کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ روزہ مت رکھنا شروع کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ ہی روزہ بند کرو جب تک تم بلال کو دیکھ نہ لو پھر اگر چاند دھماکی نہ دے تو اس کے لئے اندازہ کر لو اور ابن عمر ہی کی روایت میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے تب تم روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اگر چاند چھپ جائے تو مہینے کے ۳۰ دن پورے کر لو (پھر روزہ شروع کرو)۔

فتنبا، ومحدثین کی رائے

فتنبا، ومحدثین نے اس لفظ کے اس حدیث میں کیا معنی سمجھے ہیں، اس سلسلہ میں حافظ

ان کے لئے تکرانہ لفظ کا استعمال کیا ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

تکرانہ لفظ کے معنی تکرار اور تکرار سے مراد ہے۔

ہا عمر (یعنی چاندی رفتار اور کھلنا بڑھنا) کسی چیز ہے اس کا اندازہ ایسے لوگوں کو بخوبی ہوتا ہے جو چاندی کے اکثر توجہ سے دیکھتے ہیں اور یہی مراد اس تشریح کی ہے انہوں نے اندازہ کرنے کی بات خصوصیت سے ایسے ہی شخص کے تعلق سے کہی ہے (فتح ہاری ۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷، تہذیب حوالہ سیویں ۱۲۶۹)

مسئلہ جمہور کی معقولیت

میں سمجھتا ہوں کہ حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی کا فرمان اور جس بات کو جمہور فقہاء نے اختیار کیا ہے وہ برحق اور نہایت معقول ہے اس لئے کہ:

اول: دونوں مذکورہ حدیثیں (جن میں سے ایک میں فاقدروا لہ ہے اور دوسری میں "فاکملوا العدة ثلاثین" ہے یہ دونوں ایک ہی صحابی یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہیں) امران کے نزدیک ان دونوں حدیثوں کے لفظی فرق کا معنی و مراد حکم پر پڑتا تھا تو وہ ضرور اس کی وضاحت کرتے اور بتاتے کہ کوئی حدیث کونسی حالت سے یا کس قسم کے افراد سے متعلق ہے۔

دوم: "فاقدروا لہ" وان روایت کے راوی صرف ابن عمر ہیں، جبکہ "اکملوا العدة ثلاثین" کے الفاظ کے راوی متعدد صحابہ ہیں مثلاً خود ابن عمر اور ابو ہریرہ ابن عباس، قیس بن طلق، ابن ابیہ، رافع بن خدیج، ربعی بن حراش، عن رجل من اصحاب النبی ﷺ جابر بن عبد اللہ اور ابو بکرہ ان تمام صحابہ کرام کی روایتیں مختلف حدیثوں کی کتابوں میں ہیں جن کو دارقطنی اور بیہقی نے جمع کیا ہے اب اگر "فاقدروا لہ" کے معنی "اکملوا العدة ثلاثین" کی مراد مفہوم سے مختلف ہوتے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ معنی ان تمام صحابہ سے مخفی رہتے۔

سوم: "فاقدروا لہ" کے الفاظ روایت کرنے والے راوی حضرت ابن عمر کا خود اپنا عمل صحیح حدیث سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ۲۹ شعبان کو بوجہ ابر چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیس

شعبان کا اتنی ہی روز درسیا کرتے تھے اور نہ اتنے دن سوہرت میں روزہ نہ رکھتے تھے۔ یہاں
 شعبان کی تیس دن پر سے نہ رکھتے تھے۔ شروع کرتے آپ کاٹھن چیتا تھا۔ شعبان کی تیس دن
 سب فہمیں بھیج دیا کرتے تھے اور ان کاٹھن اس کی روایت میں بھی تین تیس دن سے پہلے
 ہمدین بھی اس سے بھیج دیتے ہیں۔

پہلے روز کو نبی کریم ﷺ کو اپنا ٹھکانا آپ سے روایت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھتے تھے۔

نہ ان کی سب سے بھیجیں اور مشہور تفسیر کے پہلے پہلے سے روایت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھتے تھے۔
 یہاں شعبان کے پہلے دن برکتی روایت ہے کہ تیس دن اور انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 پہلے تیس دن روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 روزہ رکھتے تھے۔

پہلے روزہ رکھتے تھے۔ یہ حدیث کے تیس دن میں سے انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 روایت میں کہا ہے کہ ان دنوں سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 یہاں سے حدیث کے پہلے روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 یہاں سے حدیث کے پہلے روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 یہاں سے حدیث کے پہلے روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 یہاں سے حدیث کے پہلے روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 یہاں سے حدیث کے پہلے روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 یہاں سے حدیث کے پہلے روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے

بہارِ نبویؐ

یہاں سے حدیث کے پہلے روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے
 یہاں سے حدیث کے پہلے روزہ رکھتے تھے اور نہ اتنے دن سے پہلے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے

اگرچہ پند آسمان میں موجود ہی کیوں نہ ہو مطلع صاف ہوتا تو نظر آجاتا تب روزہ نہ رکھوں۔
اس ہدایت و ممانعت کی شدت امام بخاری کے قائم کردہ باب کے الفاظ سے بخوبی
دوبلتی ہے امام بخاری نے مذکورہ حدیثوں پر جو باب قائم کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

”باب قول النبی ﷺ إذا رأيتم الهلال صوموا وإذا رأيتموه فافطروا
وقال: صلاة عن عمار من صام يوم الشك فقد عصى أبا القاسم ﷺ“

(باب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بارے میں کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور
جب پھر اس کو دیکھو تو روزہ چھوڑ دو صلہ نے عمار سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس نے یوم
شک روزہ رکھا اسے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی)۔

اور یہ متعین ہے کہ یوم شک شعبان کا تیسواں دن ہے جبکہ ۲۹ شعبان کو چاند نظر آنا
ممکن تھا مگر بادل وغیرہ کی وجہ سے نظر نہیں آیا۔

خلاصہ کلام ذاکر قرضاوی

حدیث کے حقیقی اور ظاہر معنی کی وضاحت کے بعد اب ہم ذاکر یوسف القرضاوی کی
راے اور شیخ احمد غفاری کی کتاب ”اوائل الشهور العربیہ“ سے ان کے استدلال کے بارے میں
بحث کرتے ہیں۔

ان کے کلام کا خلاصہ جو ہم نے اخذ کیا ہے وہ اسی طرح ہے۔

الف- شارع کا مقصود کسی بھی ممکن اور میسر ذریعہ سے مہینہ کا تعین ہے۔

ب- روایت بصری (آنکھ سے چاند کا دیکھنا) نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے

عہد میں واحد ذریعہ تھا فلکی حساب اس وقت میسر نہیں تھا جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”أنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب“ ہم ایک امی امت ہیں ہم نہ لکھتے ہیں اور

تساوی حساب کرتے ہیں۔

لیذا اگر حساب سے نہ آئے تھے اور ان سے حساب اور ان حساب سے نہ

آئے ہوں تو نہیں تھے۔

نہ۔ فقہاء کے فقہی حساب و اہل کا اعتبار نہیں بیان کیا ہے تھا کہ ایسا کرنے سے

نیچ کا دعویٰ کرنے اور جتنی باتیں وقت پر تھیں ان سے نہ فقہی حساب اور نہ ہی

وہاں نہ کے ہیں رعایت مسکن کے متوجہ ہیں اور وہاں فقہاء اور فقہاء نے یہ پتہ

سے مسکن میں فقہی حساب سے بہت فاصلہ شروع ہوئی تھی اور یہ مسکن اور یہ مسکن

تساوی میں نہ ہوا اور پتہ کے فقہی حساب سے مسکن میں اختیار کریں اور یہ مسکن اور یہ مسکن

تساوی پر نہ ہوا اور یہ مسکن اور یہ مسکن ہے۔

مسکن اور یہ مسکن اور یہ مسکن ہے۔

پتہ ان مسکن میں جو مسکن ہے فقہی حساب سے مسکن اور یہ مسکن ہے۔

نہ ہوتے کے ہیں فقہی مسکن اور یہ مسکن ہے۔

درار رعایت ہے

اور انہوں میں یہ بات تھی کہ وہی ہے اور یہ مسکن ہے۔

حساب سے مسکن اور یہ مسکن ہے ان میں ایسا ہے کہ حساب سے مسکن ہے۔

تساوی میں مسکن اور یہ مسکن ہے۔

الشمس والشمس بہ مسکن اور یہ مسکن ہے اور یہ مسکن ہے۔

ہیں۔

جس تک شمسی حساب کا تعلق ہے اس کا مدار رویت پر نہیں، بلکہ خاصۃً حساب پر ہے۔ اس کے برعکس قمری حساب کا مدار رویت پر رہتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ آخر شارع نے شمسی حساب کو پورا قمری حساب کو اس لئے اختیار کیا ہے اور یہ نہ صرف رمضان کے روزوں اور عیدین کیلئے بلکہ عیدت و فطرت اور عیدت طاریق (جس کو عیدت نہ آتا ہو) اور نذرو کفارہ کے روزوں کیلئے بھی قمری حساب ہی کو یا کیا جب کہ فقہاء نے تصدیق کی ہے۔

اس کا جواب اس کے سوال اور یہ ہے کہ دراصل اسلام اور اس کے احکام ہر فرد کیلئے ہیں خواہ وہ مشرکی ہو یا دیہاتی اور صحرائی تب اگر موافقت احکام کا مدار آفتابی کیلئے ہو جائے تو دیہاتی اور صحرائی باشندوں کیلئے ان پر نسل و آمد دشوار ہو جاتا، کیونکہ اس حساب کا تعلق رویت سے ہے نہیں کہ ہر شخص دیکھ کر تاریخ اور مہینے کا تعلق کر لے، اس لئے شارع نے قمری حساب کو اختیار کر لیا جو رویت پر موقوف ہے کیونکہ وہی ہر ایک کیلئے باعث سہولت ہے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل مشرکی ہو صحرائی۔

اب اگر قمری حساب کو رویت سے جٹا کر فلکی حساب پر موقوف کر دین جو خالص عقلی چیز ہے تو یہ جاہلکا کہ جمہ نے شارع کی حکمت کو ضائع کر دیا اور اس کے خلاف صورت اختیار کر لی۔

نظام رویت کی آسانی

قمری حساب کے رویت پر موقوف ہونے اور اس وجہ کے باعث سہولت ہونے کا اعتراف اہل تحقیق نے کیا ہے، خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، جیسا کہ ”انسائیکلو پیڈیا امریکانا“ کی درج ذیل عبارت سے اس کی تصدیق ہو جائیگی۔

سب سے زیادہ پرکار اور باقاعدگی سے لیا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ استعمال ہونے والے تقویمات
 قمری یا ہندوستانی (قانونی) مہینہ متدار کے ساتھ تقریباً چاند کے چلتی ہوئے ہونے سے
 قانونی مہینہ کا پہلا دن تقریباً ہفتے دن ہوتا ہے۔ اس میں چاند کا چکر ہوتا ہے۔ ایسا ہونے سے
 نہیں پڑتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہفتے اور ہفتے کے دن (تاریخ) ہوتا ہے۔
 قمری یا ہندوستانی قانونی یا عوامی تقویمات (اس کے ساتھ ساتھ ۱۹۸۹ء)

کا لیا گیا ہے:

The most used of calendar and former, the most widely used is the lunar calendar. In this calendar the months are approximately the same length as the actual lunar months and the first day of each month is approximately the day on which the new moon occurs. A person who is unable to read a calendar can still tell the day of the month fairly accurately by observing the the phase of the moon. There is only a year of lunar calendar is given in the following table.

اقدم ترین ہندوستانی یا قاعدگی سے تقویمات کے ساتھ ساتھ
 ہندوستانی ہندوستانی قانونی مہینہ متدار کے ساتھ تقریباً چاند کے چلتی ہوئے ہونے سے
 سب سے زیادہ پرکار اور باقاعدگی سے لیا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ استعمال ہونے والے تقویمات
 قمری یا ہندوستانی (قانونی) مہینہ متدار کے ساتھ تقریباً چاند کے چلتی ہوئے ہونے سے
 قانونی مہینہ کا پہلا دن تقریباً ہفتے دن ہوتا ہے۔ اس میں چاند کا چکر ہوتا ہے۔ ایسا ہونے سے
 نہیں پڑتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہفتے اور ہفتے کے دن (تاریخ) ہوتا ہے۔
 قمری یا ہندوستانی قانونی یا عوامی تقویمات (اس کے ساتھ ساتھ ۱۹۸۹ء)

کہ عرب کے لوگ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں فہمی حساب سے نا آشنا تھے اس سلسلہ میں ان کا حدیث ”لا نکتب ولا نحسب“ واپیل بنانا صحیح نہیں ہے، اس کے ارشاد رسول ﷺ ”لا نحسب“ کے ارمعنی یہ ہیں کہ اس عہد میں کوئی شخص بھی فہمی حساب کا باتنے والا نہیں تھا، جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی اچھی خاصی تعداد ثابت (کھائی) کی پانے والی تھی، اگرچہ صحابہ کی مجموعی تعداد کے مقابلہ میں وہ تھوڑے ہی تھے۔

فہمی حساب کی قدامت

دوسرے یہود پرانے زمانے سے قمری مہینوں کے حساب کے روح میں فہمی حساب کو استعمال کرتے تھے، انسانی فہمی پیدا ہونے کا اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ بائبل کیلنڈر رویت بلال پر موقوف تھا، آٹھویں صدی قبل مسیح میں یہود نے اس سے یہ کیلنڈر اور طریقہ لیا، چوتھی صدی قبل مسیح میں رومی حساب کافی ترقی کر گیا تھا، مستحکم صورت اس نے اختیار کر لی تھی بائبلوں نے ان کے زمانہ میں اپنے کیلنڈر کے نکل میں تبدیلی کر کے فہمی حساب پر اس کو موقوف کر دیا تھا۔ یہ میں یہودیوں نے بھی ایسا ہی کر لیا اور اس غرض سے کہ ان کے (passover) (جشن نجات) یہودی کیلنڈر کے ساتویں مہینے کی ۱۵ ویں تاریخ کو یہودی یہ تہوار مصر میں غلامی سے نجات کی خوشی میں ہر سال منایا کرتے تھے، یہ تہوار سات یا آٹھ دن تک منایا جاتا تھا، موسم سرما کے آخر میں ہوا کریں، انہوں نے یہ صورت اختیار کی کہ ہر تیسرے چھٹے، آٹھویں، گیارہویں، چودھویں، پندرہویں اور انیسویں سال ایک ایک مہینہ کم کر دیا کرتے تھے (تا کہ شمسی اور قمری حساب یکساں ہو جائے، اس لئے اس طریقہ کو کہا جاتا ہے (luni solar) (نیم قمری نیم شمسی) کیلنڈر۔

یہودی غلط کاری

اس طرح مشرکین عرب کی طرح یہود بھی ”نسبی“ کے مرتکب تھے جس کو قرآن حکیم

نے کفر قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا: "انما النسبی زیادۃ فی الکفر" (توبہ المبینہ) اور ان کے
بائی میں بھی کفر میں زیادتی کی صورت ہے۔

"انما نکم پیدا بزنا یکاناں القبا سات درق نطیں۔"

بہ ہونین مینے کے آخر تک تحقیق قمر کی مینے رہنے چاندی اہلین رکھیت پران کی اگلا
ہوا کرتی اور غروب آفتاب سے تاریخ شروع ہوا کرتی تھی، مبینوں کی ابتدا، لسنے پانچوں کی
رفایت سے ہوا کرتی تھی، ۳۰ سویں صد کی قبل مسیح میں رصد کی ہر این کی نہا ست اس نہا کھوئی
سراج اشوری ہا شاہ ہویا مرتے تھے۔

۳۱۰ ق م میں ترقی نے ہا شریفوں کے اندر تریمہ و اشافی کی ہا حد قوشی لکھیں لکھیں
ہر شاہان فارس کے ات (۳۱۰ ق م) اب ہونین یلندر کے سب مان تھی کھوئی کھوئی
ہرے قوش ہرے پور کے مطابق ہر یہ قمر کے پنے ہا تھوئی پانچوں ہا تھوئی
تہوئی ہر تھوئی ہا میں انصاف کے براب سب ہا تھوئی قاری ہا تھوئی
یہ ہا کھوئی یلندر کے نی ہا تھوئی ہا تھوئی ہا تھوئی ہا تھوئی
ہا تھوئی تھوئی ہے۔

But in connection with the end of the Chalukya and began
of the Vikram era was first established in the evening. The day began

from the beginning of the first ashvini of the New Year and
the beginning of the first ashvini is important in the
calendar. The first ashvini is the beginning of the New Year.

But in connection with the end of the Chalukya and began
of the Vikram era was first established in the evening. The day began
from the beginning of the first ashvini of the New Year and
the beginning of the first ashvini is important in the
calendar. The first ashvini is the beginning of the New Year.

years and 235 months with intercalations in the years 3, 6, 11, 14, 17, 18 and 19 of the cycle.-----The Jewish adoption of Babylonian calendar customs dates from the period of the Babylonian Exile in the 6th century BC.-----

(بابلی مہینے آخر تک) جب تک بابل کی تہذیب قائم رہی (مکمل طور پر قمری ہی رہی جس میں ابتدا، روایت بابل پر ہوتی تھی اور نئی تاریخ کا آغاز غروب آفتاب کے وقت ہوتا تھا۔
آٹھویں صدی قبل مسیح میں درباری ماہرین فلکیات اس اہم مشاہدہ کی اطلاع اسیرین (Assyrian) بادشاہوں کو دیا کرتے تھے۔

تمام فلکیات میں نئی دریافتوں کے بعد یہ ممکن ہوا کہ قمری سال کو نسبتاً مستقل شکل دینے کے لئے اس میں ہر سال ایک اضافی ماہ جوڑ دیا جائے تاکہ یہ شمسی سال سے قریب تر ہو جائے۔
شاہان فارس کے دور اقتدار میں کلینڈر کی تیاری کرنے والے ماہرین نے ۱۹ برس اور ۲۳۵ مہینوں کا ایک دورانیہ تیار کیا تھا جس میں تیسرے، چھٹے، گیارہویں، چودھویں، سترہویں اور انیسویں سال میں اضافی ماہ وروز جوڑ دیئے جاتے تھے۔

یہودے درمیان بابلی کلینڈر کے نظام کا رواج چھٹی صدی مسیح میں بابلی جلاوطنی سے ہوا۔

مذہبی قمری جنتری اور اختراعی سال کے درمیان عام مطابقت پیدا کرنے والی ابتدائی کوششوں کا اہم حصہ مینونک دور ہے اس کی اولین ایجاد ۴۳۲ قبل مسیح کے قریب یونان کے ہیئت دان میٹن کے ذریعے ہوئی میٹن نے اس سلسلے میں یونان کے دیگر ہیئت دانوں کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔

مذہبی کلینڈر میں مہینہ کی ابتدا کا تعین ہلال، یعنی نئے چاند کے مشاہدے سے ہوا کرتا تھا اور جشن نجات کی تاریخ ”جو“ کی کھیتیاں پک جانے سے مربوط تھی، نئے چاند کی حقیقی شہادت

اور یہودی ریاست میں سری فیلوس کا مشہورہ یاندر کی تشکیل لینے نہ سری انہی بات تالیفیں
 حلقوں کے یہودی ہوا اپنے ملکوں میں کا دستور پر تھی یاندر انتہائی پرست تھے ان فیلوسوں
 کے پیغمبروں کے ذریعے آنے والے نبیوں کے بارے میں باخبر ہوا یہودی ریاست تھی۔

اس طریق کار کے ۱۶۳ قبل مسیح کیے توثیق ہو چکی ہے جس کے یہودیوں میں اس وقت

مقدس کی مساری کے بعد یہودی مذہبی بیداروں نے مذہبی یاندر بنانے کا کام پوریوں نے
 کیا اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔

چاندنی چینی روایت ایک انصافی درجہ میں رہتی تھی ۲۵۰ قبل مسیح کے یہودیوں کے

سے اس وقت کے تھی

یہودیوں کے حلقوں کے ایسے ہی اب شدت بیت مقدس میں پندرہ سو برس کے

تاریخوں کے قیاس کی مزاحمت کرتے تھے۔

اسی طرح شامی مذہب کے ۳۲۸-۳۲۹ کے یہودیوں کے یہودیوں کے

مذہب کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے یہودیوں کے

with the tipping of barley. The actual witnessing of the New Moon and observing of the stand of crops in judaea were required for the functioning of the religious caalendar. The jews fo the Diaspora of Dispersion, who generally used the civil calendar of their respective couuntries, were informed by messengers from palestine about the comimng festivals. This practice is already attested for 143 BC After the destruction of the Temple in AD 70, rabinic leaders took over from the priests the fixing of the religious calendar. Visual observation of the New Moom was supplemented and foward AD 200, in fact, supplanted by secret astromomical calculation. But the people of the Diaspoa wrer ofgen reluctant fo wait for the arbitrary decision of the calendar makers in the Holy land. Thus, in Syrian Antioch in AD 328-342, the pasover was always celebreted in (julian) March, th month of the spring equinox, without regard to the palestinian rules and rulings. To preserve the unity of lasrael the patriarch Hillel 11, in 348/ 359 published the "secret" of calendar making, which esentially consisted oif the use of the Babylonian 91-year eyely with some modifvation of these principles occasioned comtroversies

(مذہبی قمری کلینڈر اور شمسی (۶۵ دن والا) کلینڈر کے درمیان مطابقت پیدا کرنے والی ابتدائی کوششوں میں ایک اہم کوشش ”دورہ میٹونک“ کی تنظیم و ترتیب ہے، اس کو ابتداء ۴۳۲ برس قبل مسیح میں ایتھنس کے ماہر فلکیات میٹن (Meton) نے دیگر ماہرین فلکیات کے تعاون و مشورے کی مدد سے ترتیب دیا تھا۔

مذہبی کلینڈر میں مہینے کا نقطہ آغاز رویت ہلال مانا جاتا تھا، اور جشن نجات جو کی کھیتی بک جانے سے مربوط تھا، نئے چاند کی رویت اور یہودی سرزمین میں کھڑی فصلوں کا مشاہدہ

چندر کی ترتیب ہجرت کے لئے سہارنپور کی تہا جاتا تھا، بادلیہ کے یہودی باشندے جو ان کے پاس
 سے علاقائی یہودی چاند کے لئے اپنے کام انجام دیتے تھے، انہیں فاطمہ سے پیار ہو گیا اور
 یہودی تہواروں کی تقی تاریخوں کے بارے میں مطلع کیا جاتا تھا۔ ان امر کے تحت ۱۰۳۳ء میں
 قبیلہ بنی نضیر نے ہجرت کر کے اور پوشیدہ فلسطینی حساب کی اہمیت اور تاریخ کو چھٹی کی۔
 بادلیہ کے یہودی اب اس یہود سے جاری چندر کا انتقال نہیں کرتے تھے بلکہ علاقائی یہودیوں
 و تاریخ دینے کے لئے، ہذا امر دیکھتے ہیں کہ ۳۲۱ء اور ۳۲۲ء کے درمیان میں ہجرت کے
 وہ ہجرت کی تاریخ میں منوت تھے، ہذا ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ۳۲۱ء، ۳۲۲ء میں ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

تاریخ ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

ایک اور کتاب کے اقتباسات بھی درج ذیل ہیں :-

یہودی کیلندر کوئی سواہر (شمسی قمری) ہے یہ ہمارے دستوری کیلندر کے مقابلہ میں ہے جو کہ خاص شمسی ہے اور جس میں چاند سے ربط کلیہ مفقود ہے، لیکن یہ محمدان کیلندر سے بھی اچھا خاصہ مختلف ہے جو خاص قمری نظام ہے۔

سینہڈرین (یروشلم کی عدالت عالیہ) کی ایک اسپیشل کمیٹی نے اپنے پریزیڈنٹ کے ساتھ جس کی حیثیت اس کمیٹی کے چیرمین کی ہوتی، بلکہ اس بات کی نمائندگی کی کہ شمسی نظام کو قمری مسوں کے ساتھ منظم ہونا متوازن بنائے۔

اس کیلندر کو نسل نے موسیٰ کی ابتداء (تکو فو تھ) کا شمار صدی اعداد کی بنیاد پر رکھا جو قدیم روایت کی حیثیت سے متروک ہو چکا تھا۔

کبھی بھی دو سال تین سال کے بعد سالانہ گیارو دن کی زیادتی کو "نسان" (NISAN) میں اس طرح جمع کر دیا جاتا تھا جس سے کہ انسان ہمیشہ موسم بہار میں آئے اور وہ لوٹ کر سردی کی طرف نہ چلا جائے

روایت بلال اور تداخل ایام کا بہ ضابطہ ۱۱۶ قبل مسیح کے

As late as the 10th century AD. In the 8th century the Daraites following Muslim practice, returned to the actual observation of the crescent New Moon and of the stand of barley in Judaea. But some centuries later they also had to use a precalculated calendar. The Samaritans, likewise used a computed calendar.-----

The synodic month is the average interval between two mean conjunctions of the Sun and Moon, when these bodies are as near as possible in the sky, which is reckoned at 29 days 12 hours 44 minutes 3 seconds: a conjunction is called a molad. This is also

aBabylonian value. Encyclopedea Britannica 1992 vol. 15 Calendar,

Thus, the Jewish calendar is LUNI-SOLAR it is in contrast to purely solar and in which the months have completely lost their relation to the moon. But it is also quite different from the Mohammedan calendar an absolutely lunar system.

As per the committee of the Sanhedrin with its president as president in the mandate to regulate and balance the solar to the lunar years. This so called Calendar Council (Sed HaTibur) calculated the timing of the seasons. Tokofor on the basis of astronomical observations that were handed down as a tradition of an earlier generation. In three years, the annual excess of 11 days was accumulated to 33 days in order to assure that Nissan and Tishrei would occur in Spring and not regress toward winter. This method of observation and intercalation was used for 400 years.

ان تسمیوں سے کہ ہیں تمدنی یعنی سداریوں کیوں نہ ہو یا تو تمدنی
سے پیمانوں جو ہیں۔ تہذیب کے ہر شعبہ کی تہذیبیت میں وہ تہذیبوں
پہنچنے والے سے پہلے پانچ صدیوں سے بعد انہوں نے پورے تہذیبوں
یہ صدیوں میں ان کی ساری ٹیونڈر ہونے لگی۔
تو ان کی ہیرو اگتھان میں قدم ہا رہی تھی وہ تہذیبوں کے
انسان میں ایک اور سے قریب ہو جائے ہیں۔ ان کی تہذیبوں کے
تہذیبوں کے ہر شعبہ میں تہذیبوں کے تہذیبوں کے تہذیبوں کے
تہذیبوں کے تہذیبوں کے تہذیبوں کے تہذیبوں کے تہذیبوں کے

یہودی کلینڈر نیم شمسی و نیم قمری ہے، جبکہ ہمارا مروجہ کلینڈر خالصتاً شمسی ہے اور جس میں چاند سے راباطہ کا یہ مفقود ہے، لیکن خالصتاً شمسی ہے اور جس میں چاند سے راباطہ کا یہ مفقود ہے، لیکن یہ اسلامی ہجری (قمری) کلینڈر سے کافی مختلف ہے جو کہ خالصتاً قمری ہے۔

اسرائیلیوں کی عدالت عالیہ (سینیٹ رین) کی ایک خصوصی کمیٹی نے جس کو کلینڈر کی تیار کرنے کے رہنما اصول وضع کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس امر کو یقینی بنانے کی کوشش کی کہ کلینڈر سازی کے شمسی نظام و قمری اصولوں سے مربوط کر کے توازن قائم کیا جائے، اس کلینڈر کمیٹی نے جس کو سود ہا بنیہ کہا جاتا تھا موسموں کا آغاز اصول فلدیات کی ان بنیادوں پر رکھا جو کہ صدیوں سے سینہ بہ سینہ ان کے درمیان منتقل ہوتی چلی آرہی تھیں، برسوں کے بعد سال کے گیارہ اضافی دنوں کو یہودی نسان مہینے میں اس طرح جمع کر دیا جاتا تھا کہ جشن نجات موسم بہار میں ہی آئے اور جازوں کی طرف نہ پلٹ پڑے۔

رویت بلال اور تدخل ایام کا یہ ضابطہ ۵۱۶ء سے تین صدیوں تک بیت المقدس کی دوبارہ مسخاری تک مروج رہا جب تک کہ ان کے درمیان آزاد عدالت عالیہ موجود رہی، لیکن جب جبر و استبداد کا رواج بڑھ گیا اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ آزاد عدالت عالیہ کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہلیل یازدہم نے اسرائیل کی سالمیت کے لئے ایک غیر معمولی قدم اٹھاتے ہوئے کلینڈر بنانے کے اسرار و رموز کو عام کر دیا جو کہ اب تک سینوں میں دفن راز ہی تھا۔

اس نئی حکمت عملی کے مطابق ہلیل یازدہم نے آئندہ کے لئے تمام مہینوں کو پیشگی ہی تجویز کر دیا اور آنے والے سال کیسہ اور دیگر سالوں میں (وہ سال جس میں فروری میں ۲۹ دن ہوتے ہیں) میں دنوں اور مہینوں کا اضافہ کر دیا یہاں تک کہ اسرائیل میں نئے سرے سے آزاد عدالت عالیہ دوبارہ قائم ہو جائے۔ آج تک یہی کلینڈر یہود استعمال کرتے ہیں جس کے مطابق نئے چاند اور تہواروں کا تعین کیا جاتا ہے۔

لہذا اس سال کے مہینوں، دنوں اور تہواروں کا حساب کرنے کے لئے اہل زمانے پانچ اور
 ہجرتوں کے آغاز کا تعین کرنے کے لئے یہ کلینڈر استعمال ہوتا ہے، جس کا آغاز یہوشفان
 شوم کے چوبیس سے ہوتا ہے اور اس پر ۲۰-۲۲ صدی - مرہوہ آرتھو پراکسی (۱۳۰۱-۱۳۰۲)
 سینڈ پیل (بیت المقدس دو بارہ مسوری) سے تین صدی بعد تک کے ۱۹۰۰ء اور ان باروں
 رہا جس میں کہ آزاد عدالت عالیہ رانی یوشی صدی میں جب ظلم و اذیت نے عدالت کا پہلا
 ہوا کی برقی و کھمبہ میں اس کی اس وقت پھر یک تھیں دو مے اور ان کے اذیتوں میں
 نئے معمویں قدم اٹھایا۔

رو کے زمین میں کھمبے ہونے کی وجہ سے پانچ تقریباً ہر تقریباً
 اذیتوں کے وقت و کھمبے کی غرض سے تھیں اور ان کے حساب ہوا کی رانی جو اس وقت
 یہ کھمبے کی صورت میں تھیں۔

اس نئی کار کے مطابق تھیں اور ان کے آئینہ تمام مہینوں کی پیشانی کی
 تھیں اور ان کے خلاف ہوں میں (حسب قاعدہ مذکورہ) دنوں اور مہینوں کا حساب
 تھیں اور ان کے لئے نئی عدالت عالیہ ہر وقت ہوتی۔

بہت ہی متعلقین ہیں ان کے مطابق تمام مہینوں کے لئے
 تقریباً ہونے جاتے ہیں۔

ہر صورت میں ان کے خلاف تمام مہینوں کے لئے
 (مہینوں کے آغاز) ہونے کے لئے اور ان کے لئے
 ہوتا ہے۔

۱۳۰۱-۱۳۰۲ء میں ۲۲-۲۰ صدی مرہوہ آرتھو پراکسی (۱۳۰۱-۱۳۰۲)

the period of the second temple (516B.C.E. -70C.E.) and
 about three centuries after its destruction, as long as there was an

independent Sanhedrin. In the fourth century, However, when oppression and persecution threatened the continued existence of the Sanhedrin, the patriarch Hillel 11 took an extraordinary step: to preserve the unity of Israel. In order to prevent the Jews scattered all over the surface of the earth from celebrating their New Moon festivals and holidays at different times, he made public up to then had been a closely guarded secret.-----

In accordance with this system, Hillel 11 formally sanctified all months in advance and intercalated all future leap years until such times as a new recognized Sanhedrin would be established in Israel. This is the permanent calendar according to which the New Moon and festivals are calculated and celebrated today by the Jews all over the world.-----

However, for calendar calculations, especially for the computation of the Moladot (the times of the New Moon) and the Tefudot (beginnings of the seasons) the day begins and ends at 6 o' clock in the evening, Jerusalem time. (THE COMPREHENSIVE HEBREW CALENDAR 20th to 22nd century by Arthur Spier, page 12, 13)

ان تفصیلات کی روشنی میں یہ کیسے کہنا ممکن ہے کہ قمری مہینے کے تعیین کیلئے فلکی حساب و عرب میں کوئی نہیں بانٹا تھا یقین سے تو نہیں کہا جاسکتا، لیکن اس بات کا امکان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہود کے اس حسابی طریقہ کا رُکود دیکھتے ہوئے فرمایا ہو۔

”انا امة امة لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا“ ہم ایک امی امت ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں مہینہ اس طرح اور اس طرح ہے (ہاتھ کے سامنے سے ۲۹ اور ۳۰ دن) گویا ہمارے مہینوں کا حساب یہود کے حساب کے جیسا نہیں ہے۔

ہیں یہ

اور اس وجہ سے کہ یہ تینوں چیزیں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دین سے پہلے اس
کو یہ کہ دین آسان اور آسان سے تینوں چیزیں آسانی کا ذریعہ یا سہارا ہے۔ پہلے پانچ
کے جوئے پر اسباب ہوتے ہیں کہ اس میں ہرگز کوئی آسانی ہے نہ اس میں کوئی دشواری ہے۔
پہلے تینوں چیزیں۔

پہلے تینوں چیزیں

دین کے مقاصد سے جو کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
کہ تینوں چیزیں ہیں یہ تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں
پہلے تینوں چیزیں اور اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں۔

پہلے تینوں چیزیں اور اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں

تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں

تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں

تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں
تینوں چیزیں ہیں کہ اس میں ہوں پہلے تینوں چیزیں اور یہ تینوں چیزیں

Marfat.com

مذکورہ سوائے انہی ہے، اور چونکہ مجلس ائمہ اہل سنت سے تعلق ہو جائے گا، اس کا نتیجہ سے یہ بھی جائے تو
 یہ بھی ہوگا کہ اس کے عدالت سے یہی ہیں کہ اقلیت تعظیم یافتہ ہوتی ہے نہ کہ اکثریت، سو اگر شارع نے
 عدالت کو اس صورت میں عدالت شرعی اس نئی وہ نہیں چھوڑا جس کو نبی کریم ﷺ نے ترک
 نہیں چھوڑا ہے۔

اسی وجہ سے مجلس فقہاء و محدثین نے روایت بدال کے طریقہ پر اور فقہاء حساب کے
 اختیار نہ کرنے پر اجماع کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے (۱) یعنی فقہ
 حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی نے اجماع کیا ہے۔

صلح مصیبت

فقہ حنفی اور قوں مصیبت دراصل شہر کے مسلمانوں کا متحد ہو کر مجلس بدال کے فیصلہ پر عمل
 کر رہا ہے۔ یہ مسلمان اور مسجد کے لوگ جو دل چاہتا ہے وہ کرتے ہیں اور اختلاف کا التزام ایک
 دوسرے پر ڈال دیتے ہیں۔

اس لئے ضروری کام یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کی تربیت کریں اور ائمہ مساجد اور ذمہ
 داروں کو اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ سب تمام اداروں کی نمائندہ مجلس بدال کے فیصلے اور اعلان
 سے منہ بچیں اور اس لئے ایسی مجلس بدال اس معاملہ میں قاضی کے قائم مقام ہے اگر ایسا نہ
 کیا گیا تو جو بھی طریق کار تجویز کیا جائیگا وہ کھیل ہی بن کر رہے گا کیونکہ ہم عالمی اتحاد کی باتیں
 کرتے ہیں مگر اپنے شہروں میں اتحاد نہیں کرتے۔

حاصل کا یہ ہے کہ امت کا رمضان و عیدین کے تعلق سے ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کی
 وجہ سے ہم شریعت کے مقرر کردہ روایت بلال کے نظر ہو جو چودہ صدیوں سے متواتر چلا آ رہا ہے
 خیر باد کہہ دیں۔

(شیخ یوسف قاسمی کی اس سلسلہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے مطابق تزئین اس امر کو دینا چاہئے کہ چاند کو بھی آنکھ سے (بغیر کسی آلے کی مدد کے) دیکھا جاسکے۔
 فقہاء اعتبار سے ان کا زمین کی سیدھ میں ہونا اہم نہیں اور یہی بات قرآن و سنت کے الفاظ و مفہوم سے قریب تر ہے۔)

رُویتِ بلال کے انکاء

ماہنامہ "محدثین" جلد ۱۰، نمبر ۱، ۲۰۱۱ء

آٹھ سو سال پہلے گذریں وہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے جو آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔
 آٹھ سو سال پہلے کے یہ عالم تھے کہ آج بھی یادگار ہے۔

یہاں پر یہ شہادتیں ہیں جو اس کے ان کے ان کا زمانہ کی مشرق و مغرب جہاں کے شہادتیں ہیں جو اس کے ان کے ان کے جہاں روایت کیا ہے وہیں اہل مغرب کی روایت پر اہل مشرق پر سوموار اور جمعہ کی اس سے حدود مکان و اصول الشہادۃ کی مشرق و مغرب مراد ہے۔ اس کے پر اس کے مشرق و مغرب اس کے جہاں اور حقیقت مطلع بدلتا ہو اس کا حکم جدا ہوگا، یہ سلف و کثرین کا مسلک ہے، چنانچہ علامہ کا سنی اپنی کتاب "بدائع الصنائع" میں لکھتے ہیں:

انہا ایک شہر والوں کے تیس روزے پورے رکھنے اور دوسرے شہر والوں کے اس روزانہ کے روزے ہی ہونے ہیں تو انہیں روزے والوں کے تیس روزے قاضی کے یہاں روایت بدلنے کے ثبوت کی بنیاد پر ہونے کے تھے یا شعبان کے تیس دن پورا ہونے کے بعد ہونے تو نتیجہ والوں پر ایک روزے کی قضا لازم ہوگی، اس لئے کہ انہوں نے رمضان کے ایک دن کا روزہ نہیں رکھا تیس والوں کی روایت سے رمضان ہوجانے کے ثبوت کی وجہ سے اور انہیں والوں کا پورا نہ دیکھنا تیس والوں کی روایت میں قیود و معارض نہیں بن سکتا، کیونکہ وجود کا معارض نہیں ہے اور انہیں والوں کے روزے با روایت یا قاضی کے یہاں ثبوت یا شعبان کے تیس یوم کے بغیر ہی پورے ہونے تو تیس والوں کی غلطی ہے انہوں نے برا کیا ایک روز پہلے روزہ رکھ کر رمضان کو مقدم کر لیا اور اس صورت میں انہیں والوں پر ایک روزہ کی قضا لازم نہیں ہے، کیونکہ ہم کو یہ ہے کہ بیونہ بھی تیس دن کا اور بھی انہیں کا ہوتا ہے (بدائع ص ۱۰۷)۔

یعنی مذکورہ دو شہروں میں ایک کی روایت دوسرے کو مستلزم ہو کر انہیں والوں کو ایک روزہ کی قضا کا حکم اس وقت ہے جب کہ ان دونوں شہروں کے بیچ کی مسافت قریب ہو جس میں مطلع چرمانہ ہو سکیں اگر مسافت بعیدہ ہو تو ایک شہر کا حکم دوسرے شہر پر لازم نہ ہوگا اور ابو عبد اللہ ابن ابی عمیر نے منقول ہے کہ اہل اسکندریہ کے بارے میں ان سے دریافت کیا گیا کہ سورج مبارک شہر پہنچتا ہے اور جو لوگ وہاں منارہ پہنچتے ہیں ان کو اس کے بعد بہت دیر تک

اور ان کے ساتھ ساتھ ان کی دینی زندگی میں بھی جو کچھ ہوا ہے اس کے بارے میں ہم نے کوشش کی ہے اور اس سے لے کر ان کے حوالہ دہانے تک۔
اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
یہ سب باتیں ہم نے اس کتاب میں جملہ جگہوں پر بیان کی ہیں اور ان کے بارے میں مزید جاننا چاہنے والوں کو اس کتاب سے فائدہ ہوگا۔

پھر اس کے علاوہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
یہ سب باتیں ہم نے اس کتاب میں جملہ جگہوں پر بیان کی ہیں اور ان کے بارے میں مزید جاننا چاہنے والوں کو اس کتاب سے فائدہ ہوگا۔

پھر اس کے علاوہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
یہ سب باتیں ہم نے اس کتاب میں جملہ جگہوں پر بیان کی ہیں اور ان کے بارے میں مزید جاننا چاہنے والوں کو اس کتاب سے فائدہ ہوگا۔

پھر اس کے علاوہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
یہ سب باتیں ہم نے اس کتاب میں جملہ جگہوں پر بیان کی ہیں اور ان کے بارے میں مزید جاننا چاہنے والوں کو اس کتاب سے فائدہ ہوگا۔

پھر اس کے علاوہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
یہ سب باتیں ہم نے اس کتاب میں جملہ جگہوں پر بیان کی ہیں اور ان کے بارے میں مزید جاننا چاہنے والوں کو اس کتاب سے فائدہ ہوگا۔

بیتنا کی کیفیت

پھر اس کے علاوہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
یہ سب باتیں ہم نے اس کتاب میں جملہ جگہوں پر بیان کی ہیں اور ان کے بارے میں مزید جاننا چاہنے والوں کو اس کتاب سے فائدہ ہوگا۔

پھر اس کے علاوہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی دینی زندگی میں کون سے کام ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔
یہ سب باتیں ہم نے اس کتاب میں جملہ جگہوں پر بیان کی ہیں اور ان کے بارے میں مزید جاننا چاہنے والوں کو اس کتاب سے فائدہ ہوگا۔

محقق نہیں اس میں بنیاداً ہرین ہدیت کی تحقیق رہے کہ اس مقام کا معنی بدعیش بدعاستوار سے اس میں ہدیت اور بعد متی ہے، اس پر موقوف رہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے اسلاف کرام میں مفتی انجم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کا یہ مسلک رہا ہے کہ اختلاف مطلع کا اعتبار تو ہر دو مقامات میں جن میں اس قدر مسافت ہو کہ ایک کے مجمع کا اعتبار کرنے سے دوسرے میں مطلع کا کوئی اثر نہ ہو جاتا ہو یا اس قدر ہو جاتا ہو تو ایسے دو مقامات میں اختلاف مطلع کا اعتبار کرنے جدا جدا کیا جائے گا (جہاں فقہ ہدایت ہیں)۔

ان اسلاف کرام کا یہ منہمک نظر یہ نہیں ہے کہ مطلقاً اختلاف مطلع کا اعتبار کرنے کے مسلک اختلاف سے ہر گز ایسا کیا جائے اور مثلاً ایک ہی ملک کے دو شہروں میں جن میں اختلاف مطلع کا تحقق ہوا اختلاف مطلع کا اعتبار کرنے کا حکم ہے، بلکہ جب تک تفاوت واضح دو مقامات میں نہ ہو وہاں تک مسلک اختلاف کا کوئی اثر نہ کیا جائے۔

غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے اوپر معلوم ہوا، ۲۴ فرسخ کے بعد اختلاف مطلع متحقق ہو سکتا ہے۔ چوبیس فرسخ کے تقریباً بہتے میل ہوتے ہیں اور بہتے میل کے کم و بیش ڈیڑھ سو کلو میٹر ہوتے ہیں تو دو شہروں میں دو سو تپانچ کلو میٹر کا فاصلہ ہو تو اگرچہ اختلاف مطلع کا تحقق تو ہو سکتا ہے، مگر ایسے قبیل اختلاف کا اعتبار اس لئے نہیں کیا گیا کہ اس سے طلوع و غروب میں تفاوت کم نہ ہوتا ہے، یہ مان بھی لیا جائے کہ دو شہروں کا ایک خط پر واقع ہیں اور ایک ہزار میل کا دونوں میں فاصلہ ہے تو طلوع و غروب میں ایک گھنٹہ تک فاصلہ متوقع ہے، لیکن جس شہر میں ایک گھنٹہ قبل غروب ہوا اور ہلال نظر آ گیا تو دوسرا شہر جہاں ایک گھنٹہ بعد غروب آفتاب ہوا ہے وہاں اگرچہ رؤیت ہلال نہیں ہوئی، مگر ہلال کی افق مطلع پر موجودی بہت ممکن ہے، کیونکہ جس طرح آفتاب اس دور کے شہر میں ایک گھنٹہ بعد غروب ہوا ہے تو چاند بھی اسی نسبت سے آفتاب کے پیچھے جا رہا ہے تو اس

اور کے شہر میں آفتاب کی شہنشاہی میں تیار کی یا اور کسی وجہ سے روایت مذکورہ کی، لیکن اس وجہ میں
 جہاں کی تصدیق پر مبنی ہوں، یہاں ثابت نہ ہوتی ہے کہ اس سے روایت صحیح ثابت ہو سکتی ہے اور
 تصدیق اور روایت و نظروں اور روایت کا مصدر اس کے ہے اس وجہ سے روایت مذکورہ کے
 پہلے روایت صحیح کے ساتھ ساتھ ہو سکتا ہے۔ لہذا تیار کی پوری پوری تصدیق کے ساتھ
 صحیح اس روایت سے تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی پوری پوری تصدیق کے ساتھ
 تیار کی روایت میں ہے کہ یہ متن پر غائب آفتاب اور روایت پوری پوری تصدیق کے ساتھ
 پوری تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت جو بات ہے کہ جبکہ متن صحیح روایت کا تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ

تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ
 تصدیق کے ساتھ تیار کی روایت کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ تیار کی تصدیق کے ساتھ

صاحب اپنے ہاؤس کے جواب دیا ہے کہ خطاب ہر موقع کے لوگوں کے اپنے اپنے مطالع کے ساتھ
 کے ہونے کی بات ہے کہ خطاب ان ہی کو ہونا جن کے لئے روایت حقیقی یا حکمی کا تحقق ہو سکے،
 جس کے لئے ان کے مطالع پر روایت حکمی کا تحقق بھی نہیں ہو سکتا خطاب ان سے متعلق نہیں ہوتا (۱۸۰۶ سنن)

چنانچہ حضرت علامہ یوسف صاحب بنوری نے پشاور اور دہلی کے میں اختلاف مطالع کے
 احکام اور اعتبار کا خیال خاص فرمایا ہے، جبکہ پاکستان کے چالیس ماہ گرامر نے بالکل یہ اختلاف
 مطالع کے غیر معتبر ہونے پر اتفاق کا فیصلہ فرمایا ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی خیابان کا
 اعتبار فرمایا ہے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے رسالہ روایت ہلال اور "جواب الفقہ" میں یہ بھی فرمایا
 کہ ایک ہی ملک میں ایک ہی روز عید منانے کی سعی اور اس کی شرعی لحاظ سے اہتمام کی نبی کریم
 ﷺ اور صحابہ گرامر کے دور میں نظیر نہیں ملتی، شرعی لحاظ سے یہ اہم اور ضروری چیز نہیں ہے۔

حضرت مولانا محمد صاحب بنوری نے مطالع کے متحد ہوتے ہوئے بھی ایک ساتھ
 عید منانے کو ایک مشکل امر قرار دیا ہے (معارف سنن ۱۸۰۶)۔

رہی یہ بات کہ صاحب احسن الفتاویٰ مطبوعہ پاکستان نے لکھا ہے:

مندرجہ بالا (متفقہ فیصلہ) تحریر کے بعد ۱۳ شوال ۱۳۶۸ھ میں حضرت مولانا ظفر
 احمد عثمانی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری اور بندوکی رائے سے
 اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دے کر ملک میں تنفیذ حکم کے لئے چند تجویز حکومت کو بھیجی گئی
 تھی۔ الخ

تو بظاہر اس سے ایک ملک میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دینے پر حضرت مولانا محمد
 یوسف صاحب اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا اتفاق ممکن ہے، لیکن اس سے بالکل یہ مسافت
 فاصلہ کے باوجود اختلاف مطالع کے غیر معتبر ہونے پر ان دونوں اکابر کے اتفاق کی کوئی دلیل

تفسیر میں سے اگر ہمیں کچھ ایسا ہو جائے جو حدیث میں نہیں مذکور ہے تو اسے بھی
جس قدر صحیح ثابت ہو سکے گا اعتبار دینا چاہئے اس لئے کہ یہ حدیثیں حضرت
صوفیہ کے تفسیر میں اس قدر تواتر ہوئی ہیں کہ عامہ انہیں رشددتے ہیں:

انما الشطر فیہ ان البلاد ذالہ یختلف مضعیا کل الاحتلاف فیہ
و یحس بعضہا علی بعض لانہا فی قیاس الإلفی الواحد و انہ فی حدیث
احتلاف کثیر اقلیس یحب ان یحصل بعضہا علی بعض الخج و انہ فی حدیث
یخالف حدیث حدیثی تفریق ہوتے ہیں حدیث تریبہ حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی

تفسیر میں اس کے لئے کہ حدیث تریبہ حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی
تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی

تفسیر میں اس کے لئے کہ حدیث تریبہ حدیثی تفریق حدیثی تفریق حدیثی

اور کہا جاتا ہے کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف بعیدہ کا اعتبار ہوگا، ذیل یعنی ”شرح المنہج“ فرماتے ہیں: یہی قول اشہب ہے اور تجرید میں قدوری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور جر جانی بھی اسی سے قائل ہیں، شیخ فرماتے ہیں: (علامہ انور شاہ) یہی فقط صواب ہے (حذاص صواب) فرماتے ہیں: ذیل یعنی کے قول کو تسلیم کرنا ضروری ہے ورنہ عید کا ۲۸/۲۸ یا ۳۱/۳۲ کو واقع ہونا لازم آئے گا، جبکہ وہ ملکوں میں مسافت بعیدہ ہو جسے ہند اور قسطنطنیہ میں طلوعِ بلال دو روز پہلے ہو جاتا ہے، پس جبکہ بلاد احمد میں رویت بلال قسطنطنیہ کے دو روز بعد ہوئی اور قسطنطنیہ کی رویت بمسک (بطریق شریعی پٹی تو عید کا تقدم لازم آئے گا، ایک شخص نے قسطنطنیہ میں چاند دیکھا اور عیدت قبل ہمارے پاس آ گیا تو وہ ہماری رویت پر عمل کرے گا یا خود کی رویت پر عمل کرے گا؟

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہند، بنگلہ دیش اور نیپال کا مطلع جدا ہو سکتا ہے۔

۲- جب یہ بات پائیے ثبوت کو پہنچ گئی کہ مطلع ایک ہونے کی صورت میں اور اسی طرح اختلاف مطلع قلیل ہونے کی صورت میں سب جگہوں کا ایک ہی حکم ہے تو اگر کسی جگہ رویت شرعی طور پر ثابت ہوئی اور شرعی طور پر اس کا ثبوت دوسرے شہر یا قاضی کو یا رویت بلال کمیٹی کو پہنچ گیا تو قاضی یا رویت بلال کمیٹی اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہوگا، اگر کسی جگہ شرعی قاضی یا رویت بلال کمیٹی شرعی نیچ پر قائم نہ ہو یا کمیٹی نہ ہو تو دوسرے شہر کی رویت کا حکم بطریق استفاضہ یا شہادت شرعیہ عوام تک پہنچ جائے، مثلاً عالم یا منشی دوسرے شہر کی رویت کو معتبر قرار دیدیں تو عوام پر لازم ہوگا کہ وہ اسکے مطابق عمل کریں۔

چنانچہ عالمگیری کی فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ شہروں وغیرہ میں جہاں قاضی یا نائین قاضی

موجود ہوتے ہیں وہاں شہادت کے لئے قاضی کا فیصلہ ضروری ہے، لیکن دیہات میں جہاں ایسا کوئی نظم نہ ہو وہاں کوئی شخص رمضان کا چاند دیکھ کر گاؤں کی مسجد میں لوگوں کے سامنے گواہی

یہ کہ قنوں پر اس کے مطابق روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا جب کہ وہ شخص عاقل بالغ ہو اور
 وہی کہ ممنوعہ چیزوں کے پانچ شہادتوں کی بنا پر اقوام کی حد یہ ہے کہ اس
 اور قنوں قنوں میں ہے:

توضیح: روزی ہلال رمضان فی الیوم ساج ویس ہاک ورنہ لایقاصی،
 فان کان الرجل ثغلاً بصوہ الناس بقولہ: وفی الفطر ان احبیر عبدالان یرویہ لیلہ
 لیس بان یفطر وانا قنوں میں ہے ہذا۔

توضیح: یہ روایت ہے کہ عید پر فیضہ و مہقفہ رکھنا صرف تھوڑے وقت کے لئے ہے
 جب اس کے بعد جیسے نماز میں ناسی ہو جائے تو اس میں جہاں وہی ہے وہی ہے اور اگر کسی نے
 عید پر نہیں ہے وہاں شہادتوں پر یہ روایت ثابت ہے کہ عید پر عید کی حد یہ ہے کہ
 پانچ شہادتوں کے لئے عید پر عید کی حد یہ ہے کہ اس کی شہادتوں کی وجہ سے قنوں کے لئے
 قنوں پر روزہ رکھنا لازم ہو جائے کہ عید پر عید کے قنوں پر قنوں واجب ہے۔

اس سے اس قنوں میں عید پر عید اور عید کے لئے شہادتوں کی حد یہ ہے کہ
 یہ شہادتوں کی شہادتوں کے لئے عید پر عید کے لئے اس کے مطابق قنوں میں
 روزہ ہر کسی کے لئے ثابت ہے کہ عید پر عید میں عید کی حد یہ ہے کہ

عید کی شہادتوں یا عید کے لئے عید پر عید کے لئے شہادتوں کی حد یہ ہے کہ
 پانچ شہادتوں کے لئے عید پر عید کے لئے عید کی حد یہ ہے کہ

عید کی حد یہ ہے کہ عید پر عید کے لئے عید کی حد یہ ہے کہ
 عید کی حد یہ ہے کہ عید پر عید کے لئے عید کی حد یہ ہے کہ
 عید کی حد یہ ہے کہ عید پر عید کے لئے عید کی حد یہ ہے کہ
 عید کی حد یہ ہے کہ عید پر عید کے لئے عید کی حد یہ ہے کہ

۱۔ ریڈیو ٹیلیفون، تار برقی خط اور اخبار میں فرق ہے کہ تار برقی اور اخبار سوائے صورت اختلاف کے ہرگز معتبر نہیں، البتہ خط "بشرط معرفۃ الکاتب و عدالتہ" اور ریڈیو ٹیلیفون "بشرط معرفت صاحب الصوت و عدالتہ" درجہ اخبار میں معتبر ہوں گے شہادت میں نہیں متفقہ فیصلہ (حسن فتاویٰ)۔

فقیر بھی ایک خبر ہے، لیکن اس میں معرفت کاتب و عدالتہ پر غلبہ نہیں ہے، اس لئے اسے حکمتاً برقی یا مطلق خبر کا ہونا، اس لئے استفاضہ کا محتاج ہوگا۔

الجواب ۲ الف۔ مدد لینے میں مضائقہ نہیں ہے تاکہ غلبہ ٹخن یا روایت میں سہولت ہو جائے مدار روایت پر رہنے کا حساب کی بنیاد پر کوئی فیصلہ جائز نہیں۔

ب۔ روایت کی شہادت وارد نہیں کیا جا سکتا، شہادت کو شارع نے یقین کے درجہ میں

مانا ہے۔

حضرت علامہ شامی فرماتے ہیں: "وفی النہر فلا یلزم بقول الموافقین اللہ

رأى الهلال فى السماء لیلۃ کذا وإن كانوا فى الصحیح کما فى الإیضاح"۔

اور حضرت علامہ سبکی کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (کیونکہ علامہ سبکی فرماتے

ہیں: "لأن الحساب قطعی والشهادة ظنیة"، علامہ سبکی کے قول کو خود متاخرین شافعیہ ابن

تجر اور ربلی نے اپنی اپنی شرح منہاج میں رد کر دیا ہے اور شہاب ربلی کبیر جو شافعی ہیں ان کی

طرف سے علامہ سبکی نے جواب لکھا ہے، شیخ ربلی کبیر نے کہا کہ شہادت کو شارع نے بمنزلہ یقین

رکھا ہے اور سبکی نے جو کچھ کہا وہ مردود ہے۔ جس کو متاخرین کی ایک جماعت نے رد کر دیا ہے۔

علامہ سبکی نے یہ جو کہا ہے اکتیسویں و طلوع شمس قبل دن میں چاند نظر آئے (یعنی صبح میں) اور بینہ

شہادت پیش کرے تیسویں کی رات میں چاند دیکھنے (یعنی اکتیسویں کی شام کو) کی تو شہادت کو

حساب کے مقابلہ میں رد کر دیا جائے گا، کیونکہ حساب کے لحاظ سے مہینہ اگر اکتیس کا ہوتا ہے تو

پھر اس کے نتیجہ میں میراث کا استحقاق بھی ہو جاتا ہے، حالانکہ میراث ابتداً دایہ کے قول سے ثابت نہیں ہوتی، مگر ماہر پاکستان کا فیصلہ اس کے خلاف ہے، غالب ہے کہ شیخین کے قول کو ترجیح ہے (الفتاویٰ رضویہ، ۲۹۱/۲) واللہ اعلم بالصواب۔

الجواب ۳ الف۔ رمضان ورمیہ کے ثبوت کیلئے جب کہ مطلع صاف ہو تو بغیر کسی ضرورت ہے، جس طرح سے ظن غالب ہو جائے، لیکن بلال رمضان میں بستی سے باہر سے آئے ہوئے یا موضع مرتفع سے دیکھنے والے ایک عادل شخص کی یا بستی کے دو عادل کی شہادت سے بھی اطمینان ہو جائے تو اس پر حکم دیا جاسکتا ہے۔

اگر کسی جگہ حاکم یا اسکے نائب (جماعت علماء یا عالم فقہ فی القریہ) نے رویت بلال کے باب میں فاسق کی شہادت کا غلبہ ظن کے بعد اعتبار کرتے ہوئے حکم دیدیا تو نتیجہ وہ سب کے لئے قابل تسامح سمجھا جائے گا، لیکن اس کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا (متفقہ فیصلہ پاکستان)۔

اس پر حضرت مفتی محمد شفیع نے لکھا ہے ”لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے“، محل تامل ہے، کیونکہ جب شرعاً غلبہ ظن کی صورت میں قاضی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ فاسق کی شہادت قبول کرے تو پھر یہ کہنا کہ اسے ایسا نہ کرنا چاہئے تھا فی نفسہ بھی محل نظر ہے اور موجودہ زمانہ کے اعتبار سے تو یہ حکم شاید ناقابل عمل ہو جائے کیونکہ معاملات کے لئے قابل قبول شہادت ہزار میں ایک بھی میسر آنا مشکل ہو جائے گا، ہاں یہ ظاہر ہے کہ قاضی کے لئے غلبہ ظن بصدق مخبر ضروری ہے، جو فاسق اس درجہ میں نہ ہو اس کی شہادت رد کی جائے گی، ورنہ قبول کر لینا چاہئے تاکہ حقوق ضائع نہ ہو جائیں۔

”معین الحکام باب الثانی والعشرون“ میں اس مسئلہ پر مفصل کلام کر کے اس کو ترجیح

دی ہے (آسن الفتاویٰ ۴/۴۷۴)۔

اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت غلبہ ظن حاصل ہو جائے اور آدمی ایسا ہو کہ جھوٹ نہیں

بسیب و عاموں کے لئے ۲۹ رمضان کو یہ قرار دیا گیا کہ انہوں نے شعبان و اکتوبر میں ہجرت کی ہے تو انہوں نے اپنی قوم کے لئے اس لئے قبول نہ ہوگی کہ انہوں نے اپنی قوم کے لئے یہ سبب قرار دیا ہے۔ ہوس تو ان کی کو اپنی قبول کر لی جائے گی۔ ہوس تو ان اور عدم احوال کا شہید ہے۔

بعد ازاں رہ گیا وہ کہ لوگ کے قبول نہ کرنے میں میرا نظریہ نماز قضا ہو جائے گی۔

فان من لم یصل فی یوم الفطر من کسب صدقۃ الفطر فی الیوم الاول
فان یصل فی الیوم الثانی من کسب صدقۃ الفطر فی الیوم الثانی

اگر کسی عذر کی بنا پر پہلی روز میرا نظریہ نہ ہوئی تو دوسرے روز پڑھے اور ہوس کے
چھوڑنے کی تو دوسرے روز نہیں پڑھی جائے گی۔ اور حضرت عامر ^{رضی اللہ عنہ} درمختار میں لکھتے ہیں:
لو وجہ بعد کسطر الی الزوال من العد فقط فوقتہا من الثانی کالاول وتكون
بصلا لا ادانہ (۱۱۱)

میرا نظریہ نماز کسی عذر کی وجہ سے بارش یا امام کے حاضر نہ ہونے کی وجہ سے
دوسرے روز تک ہی مؤخر ہو سکتی ہے۔ دوسرے روز اس کا وقت پہلے دن کی طرح ہے اور یہ
دوسرے روز نماز پڑھنا قضا ہوگا، ادائیں ہوگا۔

۴- الف - ضروری ہوگا

ب- فیصدہ شرعی بشرط ان شرک یا جائے تو اس کا حکم اعلان سلطان کا ہوگا۔

ج- اگر کوئی قاضی شریعت عام مقرر ہے تو ان تمام لوگوں کے لئے جن پر اس کی

ولایت ہے عمل کرنا لازم ہوگا۔ اگر امیر شریعت عام نہیں، بلکہ امیر شریعت صوبہ ہے تو صرف اس

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

پھر

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

پہرین امتحان

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کی ہوگی۔

روایت ہلال کا مسئلہ اور اختلاف مطالع کے حدود

مولانا محمد شعیب رحمہ اللہ مفتاحی ۲۲

۱- الف - اختلاف مطالع

روایت ہلال کے سلسلے میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں زمانہ قریب سے اختلاف پایا جاتا ہے۔

ایک جماعت: اختلاف مطالع کا مطلقاً اعتبار کرتی ہے بلا دقربہ میں بھی اور بلا دبعیدہ میں بھی ابن حجر مستقانی نے بحوالہ ابن المنذر اس قول کو مکرمہ، قاسم، سالمہ و اسحاق کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا کہ امام ترمذی نے اہل علم سے اس قول کو نقل کیا ہے اور ماوردی نے شافعیہ کا ایک قول بھی بیان کیا ہے (فتح الباری ص ۱۲۳)۔

دوسرا قول: اس کے بالمتقابل یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا مطلقاً اعتبار نہیں ہے نہ بلا دقربہ میں نہ بلا دبعیدہ میں، لہذا ایک شہر میں روایت ہو جائے تو بطریق موجب جس شہر علاقے میں بھی یہ خبر پہنچے، وہاں کے لوگوں پر روایت کا اعتبار کرنا لازم ہو جائے ہوگا، ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ احمد و مالک کی طرف یہ قول منسوب ہے (الفتاویٰ علی المذہب الاربعہ ص ۵۵۰)۔

تیسرا قول: اس سلسلے میں یہ ہے کہ بلا دقربہ میں اختلاف مطالع معتبر نہیں اور بلا دبعیدہ میں معتبر ہے، لہذا ایک جگہ کی روایت اس جگہ سے قریب علاقوں میں مانی جائے گی اور اس سے

ایک سوال کا جواب

یہاں یہ شبہ یا جاہلناہی ہے کہ مطالع کا اختلاف ایک واقعی شئی ہے فقہاء نے اس کا
 فقہاء کیوں نہیں بیان کی نظر سے یہ امر معنی رہا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ مطالع کا اختلاف ایک واقعی چیز ہے اور حضرات فقہاء
 کو اس سے بہتر نہیں ہیں، اور فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے وہ اس واقعی
 کے حساب سے ہیں نہیں، بلکہ اس میں اختلاف ہے کہ اس اختلاف مطالع کا اعتبار بھی ہے یا نہیں
 لہذا چھ مسائل کے حساب سے:

اعلم ان نفس اختلاف المطالع لا نزاع فيه بمعنى انه قد يكون بين
 الامم بعد بحيث يطلع الهلال ليلة كذا في البلدتين دون الاخرى الى ان قال
 في نسخة الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع الخ (ندوۃ مشرقی ۲/۳۵۳)

سبب رہی یہ بات کہ پھر اس امر واقعی کا اعتبار بعض فقہاء نے جیسے ائمہ ثلاثہ نے کیوں
 نہیں کیا اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ بعض احادیث جیسے "صوموا لرؤیتہ و أفطروا
 لرؤیتہ" کے مومنین نے ان حضرات نے استدلال کر کے یہ حکم دیا ہے جس کی تفصیل کتب حدیث
 میں موجود ہے، پھر اس سے قطع نظر ایک امر کہ اس سلسلہ میں مولانا یوسف بنوری نے پیش کیا
 ہے اس میں کئی مسائل شامل ہو رہے ہیں:

۱۔ اس مسئلہ کے زمانہ میں جو نئی ممواصیات تھیں، اس کے اعتبار سے یہ ممکن نہ تھا کہ ایک
 جگہ سے کسی ایک ایسی ایسی مسافت کے طے کر کے جس میں مطلع ہلال مختلف ہو جائے، پس
 یہ ممکن نہ تھا کہ ایک ایسی جگہ ہو جہاں کا مطلع پہلی جگہ سے مختلف
 ہو، لہذا یہ روایت دوسری ایسی نہیں کہی جاتا تھا جہاں کا مطلع پہلی جگہ سے مختلف
 ہو، لہذا ائمہ نے فرمایا کہ ایک جگہ سے روایت دوسری جگہ بھی معتبر ہے اور مطالع کے

رہیں یہ سب اس لئے کہ میں نے اس بار میں سے کئی ترقیاتی کام کیے ہیں
سنہ ۱۹۸۰ء میں بھی یہی سب کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام

ب- مکتبہ کے لئے

۱۔ مکتبہ میں یہ سب کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۲۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۳۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۴۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۵۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۶۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۷۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۸۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۹۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۱۰۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام

۱۱۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۱۲۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۱۳۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۱۴۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام
۱۵۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام

۱۶۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام

۱۷۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام

۱۸۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام

۱۹۔ مکتبہ میں سے کئی کام انجام دیئے گئے ہیں اور ان میں سے کئی کام

سے معتبر مانا جائے۔ جس کی توثیق شریعہ نے اپنی تجویز میں کی ہے:

بندہ تین روایتوں سے بیشتر نسوں اور قاضی قاضیوں، مشائخ و غیرہ کا اطلاع لیا ہے۔ ہندو پرک سے قاضیوں میں ہمیشہ اسی پر رہا ہے، اور غالباً تہذیب سے جس میں ثابت ہے ان نسوں سے کہیں اس قدر قاضیوں میں جہاں تہذیب چاندیوں کے شریقی ثبوت کے بعد اس کا مانا نہ لیا گیا ہے۔

فقہی حاشیہ اور ملاحظہ:

رہا یہ کہ احادیث میں سے جس جگہ ۲۹ تاریخ اور روایت ہو جائے اور وہاں اس کا اعلان نہیں ہو یا اس کے بعد دوسرے احادیث کے لوگ اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں یا اپنے قاضی یا جہاں نہ ہو وہاں روایت بدل مینی کے مینے کا اتنا رکھیں؟ اور یہ کہ کیا دوسرے احادیث کے قاضی اور روایت بدل مینی اس احادیث کی پر بندی ہوگی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دو صورتیں ہیں:

۱۔ رمضان کا چاند ۲۹ تاریخ کو دیکھا جائے اور اس کا اعلان کیا جائے، تو اس صورت میں دوسرے علاقے کے اہل اسلام تک اس کی خبر بطریق موجب پہنچے تو ان کے لئے درست ہے کہ اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے وہ روزہ رکھیں، کیونکہ رمضان کے چاند کے لئے حساب سے بہتر مقررہ ہوا ہے اور اس کا خیال کافی ہے۔

۲۔ چاند ۲۹ تاریخ کو دیکھا جائے اور اس کا اعلان کیا گیا ہو تو اس صورت میں دوسرے علاقوں کے اہل اسلام تک اس کو پہنچانے کے لئے بہتر ہے کہ اس کے لئے روایت سے ثابت ہے کہ اس میں یا بعد و شہادت سے شہادت کے ذریعہ اور کسی سے ایذا استقامتی قاضی اور قاضی نہ ہونے کی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر مینی فی ذمہ دار کی ہوگی کہ وہ شہادت حاصل کر کے فیصدہ کرے اور مسلمانوں کے

ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔

یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔

یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔

یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔

یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی کے آثار ہیں۔

یہ جو وہ حالات زمانے کے لحاظ سے بھی بہتر نہیں ہے کہ جہاں قاضی نہ ہوں وہاں کسی عاصی یا ہمت و بیگی کے فیصلہ کا انتظار کیا جائے، تاکہ امتیاز و افتراق سے بچا جاسکے۔

۵۔ رویت ہلال اور آلات جدیدہ

ایک علاقے کی رویت کی خبر کسی دوسرے علاقے میں جدید آلات جیسے ریڈیو، ٹیلیس، ٹیلی گرام یا فون کے ذریعہ موصول ہو تو اس پر عمل کرنا لازم صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور یہ کہ ان کے اعتبار سے کسے پیشہ انکلی میں یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں تفصیل ہے، جو حسب ذیل ہے:

ریڈیو اور ٹیلی ویژن

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبر سلسلہ رویت ہلال معتبر ہونے کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ رمضان کے چاند کے ثبوت کے لئے ان کی خبر اس وقت معتبر ہو سکتی ہے جب کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن اس بات کے پابند ہوں کہ بغیر علماء، کے فیصلہ کے کوئی خبر ہلال کے بارے میں شائع نہ کریں، بلکہ علماء، کے فیصلہ کے مطابق ثقہ لوگوں کے انتظام سے نشر کریں، اگر ثقہ لوگوں کے انتظام سے علماء، کے فیصلہ کو نشر کیا جائے تو اس پر رمضان کے ثبوت مانا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔
یہ وقت رمضان کے چاند کے ثبوت کی شہادت شرط نہیں ہے، بلکہ ثقہ و معتبر آدمی کی خبر کافی ہے (کما مر

من السنن والدر)

۲۔ عید کے چاند کے لئے چونکہ آسمان کے غبار آلود ہونے کی صورت میں شہادت کی عین شرط ہے، لہذا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا عیاں ہلال عید کے لئے کافی نہ ہوگا، کہونکہ یہ زیادہ سے زیادہ خبر صادق کا درجہ پائیں گے، نہ کہ شہادت کا، شہادت کے لئے اگرچہ عین میں

سیلیفون کی خبر

جن صورتوں میں کنکس خبر مثبت ثبوت کے لئے کافی ہے ان میں نیلی فون، اسی طرح وائرس کے خبر پر اکتفا کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ خبر دینے والا مثبت آدمی ہو اور اس کی آواز اس طرح پہچان لی جائے کہ کٹن کا سبب حاصل ہو جائے کہ یہ فلاں آدمی ہے۔

۲۔ جن صورتوں میں شہادت ضروری ہے، نکاح ہے کہ ان میں کنکس سیلیفون یا وائرس کی خبر کافی نہ ہوگی اور چہ خبر دینے والا معتبر ہو اور پہچان کیا جائے، کیونکہ شہادت میں کوئی دینے والا ضروری نہ ہونا ضروری ہے۔

۳۔ ہاں اگر متعدد دعووں کی طرف سے اتنے فون ہیں کہ یقین حاصل ہو جائے اور استغناء کی صورت پیدا ہو جائے تو اس پر عید و رمضان دونوں میں اجتماع کرنا درست ہے۔

نیلی گرام اور فیکس

تار اور فیکس میں چونکہ خبر دہندہ کی نہ تحریر ہوتی ہے اور نہ دستخط ہوتا ہے، پھر غیہ مسلم لوگوں کا دخل بھی ہوتا ہے، اس لئے علماء نے اس کے بارے میں زیادہ احتیاط برتی ہے۔ بعض کے اس ہر مطلق غیہ معتبر قرار دیا ہے اور بعض نے بشرائط بعض صورتوں میں اس کو معتبر مانا ہے علامہ عیداتی لکھنوی نے مصلحتاً ان کی خبر کو غیہ معتبر قرار دیا ہے (مجموعہ فتاویٰ، ۱/۲۰۸)۔

حضرت تفتاویٰ نے بعض شرائط کے ساتھ تار کی خبر کو معتبر مانا ہے (مدار الفتاویٰ، ۱/۲۰۸)۔ اسی طرح مفتی عمر یرسمان وغیرہ حضرات علماء نے بھی بعض صورتوں میں اس کا اعتبار کیا ہے (مدار الفتاویٰ، ۳/۲۰۸، فتاویٰ دارعلوم)۔

۱۔ رمضان کے چاند کی خبر بذریعہ تار اس وقت معتبر ہو سکتی ہے جب کہ خبر دہندہ مسلم ہو اور معتبر ہو اور اس وقت کو میں خبر آئے اور ان خبروں سے کم از کم ضمنی سبب حاصل ہو جائے مثلاً اور

تعمیراتی امور کے بارے میں۔

۲- جو کہ تعمیراتی امور میں شہادت نہیں ملتی، ہذا میں موجودہ تعمیراتی امور کے بارے میں شہادتیں مل سکتی ہیں۔

۳- شہادتیں وہ ہیں جو تعمیراتی عمل کے متعلق پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں۔

تعمیراتی امور IFAX

تعمیراتی امور کے بارے میں شہادتیں مل سکتی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں۔

تعمیراتی امور کے بارے میں شہادتیں مل سکتی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں۔

تعمیراتی امور کے بارے میں شہادتیں مل سکتی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے پانچویں سیکشن کے تحت دی گئی ہیں۔

۲۹ تاریخ اور روایت کا امکان تھا ہاں کیا مگر چاندی روایت نہ ہوتی تو کیا ہے اسے روایت ہر
فیصلہ نہ ہو۔

ب۔ اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاندی بصری روایت
کا امکان نہ ہو مثلاً اسے چاند کے پیدا ہونے کے بعد اس پر ابھی کمرے سے ۸ گھنٹے کے بعد
اس کو چونکہ اس صورت میں چاندی بصری روایت حد امکان سے باہر ہوتی ہے اس لیے خطہ سے
روایت ہونے کی شرعی شہادت کے قیاس کرنا چاہئے یا قبول کر لینا چاہئے۔
راقم کا خیال ہے وہ ایک شہادت رد کی جا سکتی ہے جب کہ فلکیاتی حساب سے قطعاً اسے
کبھی خطہ نہ سرتی ہوں مگر واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان حسابات میں قطعیت نہیں نظر آتی
ایسا ہوتا ہے کہ محکمہ موسمیات کے ماہرین کسی تاریخ کو روایت بصری کا امکان خارج کرتے ہیں اور
دوسرے ماہرین فلکیات اس کا انکار کرتے اور عدم امکان کا فیصلہ سناتے ہیں۔ مفتی محمد شفیع نے
رمضان ۱۳۸۰ھ کا واقعہ اپنی کتاب روایت ہلال میں پیش کیا ہے کہ کراچی میں محکمہ موسمیات
ایک ہفتہ پہلے یہ اعلان کر رہا تھا کہ انیس رمضان جمعہ کے دن غروب آفتاب کے بعد چاند شریب
انیس منٹ پر رتبہ کا اور دیکھا جائے گا جو تمام کراچی کے اخبارات میں شائع ہوا مگر پنجاب
یونیورسٹی کے رصد گاہ کے کامرے اس کی تردید کی اور اخبار ”ایونگ اسٹار“ میں ان کا بیان شائع
ہوا کہ یہ پیش گوئی غلط ہے، جمعہ کے روز ہلال عمید نظر آنے کے غالباً بہت کم امکانات ہیں (روایت
ہلال ۲۲)۔

اس واقعہ کو پیش کر کے مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ اتنی بات اس اختلاف میں
سب کے لئے واضح ہوتی کہ ان قواعد و آلات سے حاصل ہونے والے نتائج کو قطعی و یقینی کہنا محض
خوش گمانی ہے، نتیجہ یہ ہے کہ اس میں بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں (ایضاً)۔

ظاہر ہے کہ جب ایک جماعت روایت کا عدم امکان ظاہر کر رہی ہے اور دوسری امکان

تاریخ نگاروں نے اس بارے میں مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس کا آغاز ۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے جبکہ بعض نے کہا کہ اس کا آغاز ۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

اس کا آغاز ۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء

۱۸۵۷ء

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

۱۸۵۷ء سے شروع ہوا ہے۔

تبع عنہم میں تفسیر میں مختلف اقوال ہیں امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ پچاس آدمی مراد ہیں اور بخش نے کہا کہ اہل مکہ میں سے اکثر مراد ہیں اور بخش نے فرمایا کہ ہر شہر سے ایک دو آدمی ہوں تو تبع عنہم سے خلف بن ایوب نے فرمایا کہ پنج میں پانچ سو آدمی بھی قبیل ہیں (تو اس سے زیادہ ہونے چاہئے) مگر صحیح روایت میں کوئی عدد مذکور نہیں ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ دونوں کی تعداد جس پر تبع عنہم کا اطلاق ہو سکتا ہے امام مسلمین کی رائے پر منحصر ہے (بخاری ۲۶۸۰۲، ترمذی ۲۶۸۸۲)۔

یہی آخری قول اکثر علماء احناف نے اختیار کیا ہے رمضان میں کھانے کے بارے میں بصورت عدم سے ایک قول یہ ہے جو ابھی سزا اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس موقع پر بھی دو شاہدوں کی گواہی کافی ہے اس قول کو امام حسن نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے اور صاحب "البحر" اور علامہ شامی نے اس قول کو اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے قابل عمل قرار دے کر راجح کیا ہے، علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

”ويستغنى العمل عليها في زماننا؛ لأن الناس تكاسلت عن تراني الأهلة فافتنى قولهم توجههم طالبين لما توجه هو إليه فكان التفرد غير ظاهر في الغلط“ (بخاری ۲۶۸۰۲)۔

علامہ شامی نے ”رد المحتار“ ”منحة الخلق“ میں ابن نجیم کے خیال کی بھرپور تائید کی ہے (منحة الخلق ص ۱۸۸، شامی ۲۶۸۸۲)، وجہ یہ ہے کہ لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے، لہذا اگر تبع عنہم کی قیادت کی جائے، جیسا کہ ظاہر روایت میں ہے تو چاند کا ثبوت مشکل ہو جائے گا پھر لوگ رمضان کے چاند کے ثبوت پر خوش بھی نہیں ہوتے، بلکہ شاہدوں کو ایذا بھی دیتے پائے گئے ہیں تو یہ فسق کا زمانہ ہے، اس لئے امام شامی و امام ابن نجیم کی رائے ہے کہ بصورت عدم غنیم و عدت بھی صرف دو شاہدوں کی گواہی کو معتبر قرار دینا چاہئے۔

”معیین“ کا مفہوم کے نوالہ سے نقل کیا ہے کہ ”علامہ قاضی نے ”باب السیاست“ میں بیان کیا ہے کہ عدل کے اس معنی سے ہے کہ جب کسی جگہ شہد عادل نہ ہیں تو ہم غیر عادل لوگوں میں سے ہوا میں سے اعتبار سے بہتر اور فسق میں مہذب اور اسوشہادت کے قائم کریں گے اور ایسا کرنا اس زمانے کے قاضیوں کے لئے لازم ہے تاکہ لوگوں کے حقوق اور مصالح ضائع نہ ہو جائیں پھر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی عام و فقہی اس بات سے اختلاف کرے گا (رہایت ہر ۳۸۱ بحوالہ معین ۱۲۵)۔

خدا نے یہ کہ نہ ورت کے موقع پر فسق کی شہادت بھی مقبول ہے، جبکہ وہ جھوٹا نہ ہو اور معوث و میں سچا سمجھا جاتا ہو، اگرچہ اسے مطالب شریعت میں و وفاقی ہی کیوں نہ ہو۔

مستور الحال کی خبر

غیر ظاہر الروایۃ میں امام حسن نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ مستور الحال کی خبر رمضان کے چاند میں مقبول ہے امام بزار نے اس کی تصحیح کی ہے (المحرر المرقی ۲۶۶۲ شامی مع ۳۸۵)۔

اور شامی نے اس روایت کو بھی ظاہر الروایۃ قرار دیا ہے اور حاکم الشہید کی ”کافی“ سے ایک عبارت نقل کی ہے جس میں مسلم و مسلمہ کی شہادت کو معتبر قرار دیتے ہوئے تصریح کی گئی ہے کہ عدل ہو یا غیر عدل، اور عدل سے مراد مستور ہونا بیان کیا ہے (شامی ۲۶۸۵)۔

ب۔ شہادت، مجلس قضا:

جہاں نظام قضا، موجود ہے وہاں قاضی کے پاس جا کر شہادت قائم کرنا ضروری ہے، فقہاء کی عام عبارات میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ رمضان کے چاند کی صورت میں ایک عادل کی خبر

تعمیراتی تہمت

کی سہا یوں کہ وہ یوں کہ پانچویں کی شہادت نے اس کے باقی
 قیام کو برقرار رکھا اور اس کے بعد وہ اس کے باقی
 قیام کو برقرار رکھا اور اس کے بعد وہ اس کے باقی
 قیام کو برقرار رکھا اور اس کے بعد وہ اس کے باقی
 قیام کو برقرار رکھا اور اس کے بعد وہ اس کے باقی

کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے جس سے

اس کے دل کو ہلاک کیا گیا۔

تعمیراتی تہمت

لشکارا لبحسبہ فی حر شہادہ لغیرہ عذر لا یقبل لنفسہ فی شہادہ

پیشوا کی شہادت

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے کہ

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے

پیشوا کی شہادت

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے

پیشوا کی شہادت سے سینے میں تکیوں کے گھسٹوں میں فسق کا موجب بنے

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تو تم کو پہچان لیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تو تم کو پہچان لیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تو تم کو پہچان لیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تو تم کو پہچان لیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔
 تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔ تم نے میری طرف سے کیا کیا ہے۔

اس نے نیکتا رہنمائی و فیروہ پر اکتفا کیا جاتا ہے، لہذا ان کے لئے جس نئی مسلمہ کا واسطہ ہوتا ہے۔
 ۵۔ الف و ب۔ ایسے علاقوں میں ان بوقریب کے علاقوں کی روایت کا اعتبار کرنا
 پائے، جبکہ قطع و منوں کا ایک ذمہ ہیونہ نہیں ان کا اعتبار کرنا اور اسے قریب و جوار کے متحرک مطلق
 علاقوں کی روایت کا اعتبار کرنا صحیح نہیں اور کنس ماہرین فدیات کا قول اس بارے میں معتبر نہ
 ہے۔

۶۔ اس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع ودیگر علماء نے جو تجویزیں دیے وہ بنتے ہے آپ
 کے جواب اللہ اعلم بالصواب:

حکومت ہر شہر میں ذیلی کمیٹیاں قائم کرے ان میں سے ہر ایک میں پچھدا ایسے
 مستند علماء کو جسے ہر شہر کے جو شرعی علماء شہادت کا تجربہ رکھتے ہیں اور ہر ذیلی کمیٹی کا مصرف
 شہادت مہیا کرنا نہ ہو، بلکہ اس فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے یہ ذیلی کمیٹی اگر باقاعدہ شہادتیں
 کے روٹی فیصلہ راجح ہے تو فیصلہ و شہادت کی بنیاد پر ہو چکا اب صرف اعلان کا کام باقی ہے اس
 کے شہادت ضروری نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا کوئی ذمہ دار مرکزی کمیٹی کو یہی فون پر مختلط صورت پر
 جس میں کسی مداخلت کا ختم ہونے ذیلی کمیٹی کے اس فیصلہ کی اطلاع دے دے اور مرکزی کمیٹی
 اس صورت میں اس کو اپنا فیصلہ کہہ کر نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا فیصلہ بنا کر اس طرح نشر کرے کہ
 مرکزی کمیٹی کے سامنے اگر کوئی شہادت نہیں آئی بلکہ فلاں ذیلی کمیٹی نے جس میں فلاں فلاں علماء
 شریک ہیں شہادت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا ہے ہم اس فیصلہ پر اعتماد کر کے اعلان کر رہے ہیں“
 (جوہر فقہ، ۲۰۲۱ء، ص ۲۰۲)

اس تجویز میں حکومت کا ذکر ہے، لیکن اگر اسلامی حکومت نہ ہو جیسے ہندوستان کو وہاں
 علماء، جسے ہر شہر میں کمیٹیاں قائم کرے ایک ہومرز بنا سکتے ہیں اور کسی بھی ذیلی کمیٹی کے فیصلہ کا وہ
 اعلان ملک نہیں کے لئے کر سکتی ہے، بلکہ صرف ریڈیو اسٹیشن کے اعلان پر جب کہ ایسی منظم صورت

مذہب و مہر کی پیمائشوں کی ایسیوں فیصلہ نہ کریں۔ چنانچہ اگر ذرا غور و فکر سے تحقیق و تامل سے یہ
 کس کی صورت اور پیمانہ کی ہے، اس کا جائزہ لیں۔ یہ سب سے پہلے یہ جاننا ہے کہ یہ کون سا
 مذہب ہے اور اس کے عقائد کیا ہیں۔ اس کے بعد اس کے عقائد اور مہر کی پیمائشوں کی

ہدیہ فتنی تقیبات کا نام ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے
 عقائد اور مہر کی پیمائشوں کی صورتوں سے
 جاننا ہو کہ یہ کون سا مذہب ہے اور اس کے
 عقائد کیا ہیں۔ اس کے بعد اس کے عقائد اور
 مہر کی پیمائشوں کی صورتوں سے جاننا ہو کہ
 یہ کون سا مذہب ہے اور اس کے عقائد کیا ہیں۔

رفیعت ہلال اور مطالع کی تحدید

مفتی نعیم احمد قادری

سب اب - رفیعت ہلال کے سلسلے میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علماء ہلالیہ اور ہلالیہ ہیں:

۱- بعض علماء ہلالیہ کہتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ اگر کسی ایک جگہ رویت ثانیہ ہو تو ثابت ہو جائے تو پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ فقہاء اختلاف کا قول صحیح اور امام نووی کی حدیث کے مطابق بعض شواہح کی یہی رائے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۳۶۸)

۲- دوسری رائے زیادہ مناسب اور قائل نسل ہے وہ یہ کہ قرہی ممالک میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور دوسرے ممالک میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ اب رہا سوال کہ قرہی اور دوسرے ممالک کی مسافت کیا ہوگی۔ تو اس سلسلہ میں بنیادی اصول یہ ہے کہ اگر ایک شہر کی رفیعت تقیم کر لینے کے نتیجہ میں دوسرے شہر میں مہینہ ۲۹ دن سے کم یا ۳۰ دن سے زائد نہ ہو جائے تو ایسے شہروں کا مطالع مختلف قرار دیا جائے گا اور ایسے دو شہروں میں سے ایک شہر میں رویت کا ثبوت دوسرے شہر میں واجب ^{التسلیم} نہیں ہوگا، مثلاً ہندوستان میں رمضان کا مہینہ ۲۹ دن یا ۳۰ دن کے درمیان رویت کی باضابطہ شہادت کے بعد شروع ہوا اور اس حساب سے جس دن

کروا کرے گا اور اس کو اس کا حق ہے کہ وہ اس کے ساتھ نہیں رہتا۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

پھر اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

تاریخوں میں ایک یا اس سے زیادہ کا فرق عادیہ ہوتا ہو وہاں ثبوتی طریقہ کے مطابق روایت کے ثبوت کے بعد حکم روایت دونوں مقامات کے لوگوں کے لئے لازم ہو سکتا ہے، چونکہ ہندو پاک، بظلمہ و بیش امر نیپال کے اکثر حصوں کے درمیان عام طور پر چاندی تاریخوں میں ایک دن کا بھی فرق نہیں ہوتا ہے، اس لئے ان قریبی ممالک یا ان کے شہروں میں کسی جگہ ثبوتی طریقہ کے مطابق روایت فراہم ہونے کے بعد ان ملکوں کے دوسرے تمام علاقوں کے لئے روایت بدس کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، امارت شریہ بہار اتریسہ کا اس سلسلہ میں یہ فیصلہ ہے:

”موجودہ پرغیہ منقسم ہندوستان کا مطلع ایک ہے، البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ہندوستان یا

پاکستان کے بعض آخری کناروں کے شہر ایسے ہوں جو وسطی اور مرکزی ہندوستان کے بجائے دیگر ممالک سے اس قدر قریب ہوں کہ عادیہ وہاں کی روایت ان دوسرے ممالک کے مطابق ہوتی ہو۔ مثلاً اگر ایک ساحلی علاقوں کی دوسرے قریبی علاقوں کے ساتھ قربت یا پاکستان کے بعض ساحلی علاقوں کی ایران یا افغانستان سے قربت ایسی صورت میں دور دراز کے صرف ایسے شہروں میں روایت ہو اور اندرونی ملک کہیں بھی روایت نہیں ہوتی ہو تو قاضی اور دیگر ذمہ داروں کو احتیاط اور تہیظ کے ساتھ فیصلہ کرنا ہوگا“ (تجویز روایت بلال منعقدہ مجلس ۱۹۹۳ء)۔

قاضی کا فیصلہ اپنے دائرہ و اثر تک محدود رہے گا:

ب۔ اتنا مطلع کی صورت میں کسی بھی علاقہ یا ملک میں اس علاقہ کے قاضی اور جہاں خطہ مقرر نہ ہو وہاں مقامی مستند علماء یا ذمہ دار روایت بلال کمیٹی یا اس ملک کے ارباب حل و عقد کے ذریعہ کئے گئے فیصلہ کا نفاذ اسی علاقہ یا ملک تک محدود ہوگا، اس کا نفاذ دوسرے علاقوں یا ممالک کے لئے نہیں ہوگا، لہذا جب کسی مقام سے قاضی یا مقامی روایت بلال کمیٹی کے ذریعہ روایت بلال کے ثبوت کا فیصلہ ہوگا تو اس کا نفاذ اس خطہ تک محدود رہے گا دوسرے خطہ کے قاضی یا روایت بلال

یعنی پر اس طرح کے پابندی نہیں ہونی چاہئے کہ حتمیہ القاصی لا یتیت فی راجحہ
تعمیراتی امور

برایمیں ہے: قصاص القاصی محدودہ فی راجحہ

مہربان رہنا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

مقررہ حدود اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
تعمیراتی امور

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

تعمیراتی امور

تعمیراتی امور

الٹا کر بددیوبلی ویشن کے ذریعہ روایت بلال کی خبر اس طرح نشر ہو کہ ۲۹ شعبان و
عید کے بعد رمضان کا چاند نظر آیا یا چاند یلغا کیا تو چاہے خبر نشر کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو اس
خبر کو سنا کر اسے معتبر تسلیم کرنا درست نہیں ہوگا اور ریڈیو کی اس طرح کی خبر کا اعتبار کرنے اس
کی بنیاد پر کسی اور کے جائز روایت کا فیصلہ کرنا درست نہیں ہوگا۔

ب۔ ریڈیو یا ٹیلی ویشن پر روایت بلال کی خبر نشر ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی
مذہب سے قاضی یا متناہی نماز کا روایت بلال میٹھی یا ذمہ دار علماء نے شرعی اصول کے مطابق
تعمیرات اور تحقیق و تفتیش کے بعد روایت کا فیصلہ کیا اور اب محمد ریڈیو کی طرف سے اناؤنسمنٹ اس
فیصلہ کی تعمیری بنائے گئے ساتھ اس قاضی یا روایت بلال میٹھی یا علماء کی طرف منسوب کر کے بحیثیت
نماز کا ریڈیو پر نشر کرتا ہے تو اس طرح کا اعلان درست اور قابل عمل قرار پائے گا۔

والتحرج ہے کہ ریڈیو کا اس طرح کا اعلان بھی صرف انہیں لوگوں کے لئے قابل عمل قرار
پائے گا جو اسی شہر یا اس کے قریب و جوار کے رہنے والے ہیں جہاں کے قاضی یا نماز کا روایت
بلال میٹھی کی طرف منسوب کر کے وہاں کے ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان نشر ہوا ہے ان لوگوں کے
لئے اس اعلان کے مطابق رمضان کے چاند کی صورت میں روزہ رکھنا اور عید کے چاند کی صورت
میں افطار رکھنا واجب ہوگا۔

ریڈیو اور ٹیلی ویشن کے ذریعہ متعینہ الفاظ میں قاضی کا اعلان، اعلان سلطان کی
بحیثیت کے لئے بنائے گئے غالب حاصل ہونے کے لئے ریڈیو کی خبر توپ داغنے اور قندیوں کو روشن
کرنے سے زیادہ مفید ہے اور ریڈیو ٹیلی ویشن کی اطلاع و اعلان پر اطمینان توپ کی آواز قنادیل
کی روشنی سے حاصل شدہ اطمینان کے مقابلہ میں کہیں زیادہ قوی ہوتا ہے، نیز تجربات سے یہ
بات ثابت ہے کہ ریڈیو اسٹیشن سے فیصلہ انہیں الفاظ اور متعینہ جملوں میں نشر ہوتا ہے جو اس کے
حوالہ کیا جاتا ہے اس طرح ریڈیو کے ذریعہ غالب ظن ضرور حاصل ہو جاتا ہے اور روایت کے باب

روزہ و افطار کے لئے بصری روایت کا اعتبار ہے

اسلام کے احکام و مسائل کے مخاطب ہر عام و خاص، عالم و جاہل، ماہر فقہیات اور علم فقہیات سے نا آشنا شخص ہیں، اس لئے شریعت اسلامی نے احکام کا مدار ایتے امور پر نہیں رکھا ہے جن تک ہر شخص کی رسائی ممکن نہ ہو۔ ثبوت رمضان و میدرین کو بصری روایت سے متعلق کیا گیا ہے کہ ہر شخص چاند دیکھتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو اور چاہے جاہل ہو یا عالم اس کا مدار فقہیاتی حساب آیت اور فنی چیزوں پر نہیں رکھا گیا ہے، کیونکہ ہر شخص ماہ فقہیات نہیں ہوتا ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کراہی ہے:

”انا امة أمية لا نكتب ولا نحسب، الشهر هكذا هكذا مرة تسعاً

وعشرين ومرة ثلاثين“ (بخاری شریف، ۲۵۲)۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ حساب و کتاب سے ناواقف ہیں مہینہ بھی

۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

اور رمضان المبارک کا روزہ رکھنے اور عید الفطر کے لئے بصری روایت کو کافی قرار دیتے

ہوئے فرمایا: ”صوموا لرؤیتہ و أفطروا لرؤیتہ فإن أغمی علیکم فاقدرُوا له ثلاثین“

(مسند شریف، ۳۴)۔ اسی طرح ترمذی کی ایک روایت میں جناب نبی کریم ﷺ نے ثبوت

بلال رمضان سے پہلے روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور بلال رمضان کی روایت پر روزہ رکھنے اور

بلال عید کی روایت پر افطار کرنے کا حکم دیا۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”قال رسول الله ﷺ: لا تصوموا قبل رمضان صوموا لرؤیتہ و أفطروا

لرؤیتہ فإن حالت دونہ غیابة فأكملوا ثلاثین یوما“ (ترمذی، ۱۰۷)۔

ہو گیا تو ایسا اس کے لحاظ بیانی سے کام لیا جائے گا۔ یہ ہے کہ اس کے دن وعید الفطر کا دن اور وعید منائی جانے لگی۔

ابو ذر اور رمضان کے آغاز کا اعلان قاضی نے ۲۹ شعبان کو مطلع کیا اور آؤد بن ابی سعید سے اس وقت سے شہادت کی بنا پر کیا تھا تو اس صورت میں ہر تہق ۳۰ رمضان کی شہادت چھپ کر آئے کے باوجود اگلے دن وعید الفطر کا دن قرار دے کر وعید منائی جانے کی (فقہ حنفی کی روشنی میں)۔

۳- الف- ثبوت رمضان کے لئے جب کہ مصالح صاف نہ ہوں۔ غبار آؤد یا ابر آؤد بہت زیادہ ہو جائے تو رمضان مرد یا عورت آزاد یا غلام کی شہادت کافی ہے اور اس کے لئے لفظ شہادت کے لئے کسی شخص کی شہادت بھی نہیں ہے، اسی طرح ثبوت ہلال رمضان کے لئے مستوران کی شہادت بھی کافی ہے (۱۹۵)۔

ابو ذر اس صورت میں ہلال وعید الفطر کے ثبوت کے لئے نصاب شہادت ضروری ہے، یعنی یہ کہ گھڑے مرد و عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں شہادت دیں (رد المحتار ۲/۳۸۲)۔
موجودہ عہد میں عدالت کے مطلوبہ معیار پر عام طور پر لوگ نہیں اتر پاتے ہیں، اس لئے اگر کوئی شخص صوم و صلوة کا پابند ہو انلا یہ طور پر معصیت میں مبتلا نہ ہو اور معاشرہ میں جھوٹا نہ سمجھا جاتا ہو تو اسے عادل سمجھا جائے گا اور اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔

اگر آسمان صاف ہو غبار آؤد یا ابر آؤد نہ ہو تو رمضان اور وعید الفطر کے ثبوت کے لئے عام طور پر فقہاء، احناف جمع کثیر کی خبر کو ضروری قرار دیتے ہیں اور جمع کثیر سے مراد یہ ہے کہ رمضان یا وعید الفطر کی روایت کی خبر اتنے افراد دیں جن کا جھوٹ پر متفق ہونا ناممکن ہو اور ان حضرات کی خبر سے غالبہ ظن حاصل ہو جائے (ہدایہ ۱/۹۶)۔

اب رہا یہ سوال کہ کتنے افراد کو جمع کثیر کہا جائے گا اور کیا اس کی کوئی تعداد متعین ہے۔

میں جس میں ہرگز نہ ہو سکتا تھا کہ وہ اس کی طرف سے کسی بھی چیز کو مانگے گا، یہ قاضی کی رائے اور فیصلہ ہے۔
 جس نے اپنے ہاں سے جو کچھ چاہا وہ اس نے مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔

اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔

اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔

اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔

اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔

اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔
 اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا، اور اس نے اس سے کچھ نہیں مانگا۔

بے شک شہادت دینے والے قاضی

ہو گا اور یہ سب ان کے لئے ہے جن کے لئے یہ ہے

اور ان کے لئے جو ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے اور ان کے لئے

قاضی کا فیصلہ اپنے حلقہ تک محدود ہوتا ہے

۴- الف- اس سورت میں صوبہ بہار و اڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں

انظام قضا موجود ہے انروباں کے قاضی چاند ہونے کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو اس

حلقہ قضا کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا، اصل یہ ہے کہ جس علاقہ یا

عمر بڑھ کر سہولتوں کے ساتھ ساتھ ان کی پوری زندگی میں وہی سہولتوں کی کمی ہوگی۔
 غلطیوں سے بچنے کے لیے ان کو سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔
 تعلیم یافتہ لوگوں کو سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔
 سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

۱۰

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

پہلے پڑھیں

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

سہولتوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

لوگوں کے حق میں اس اعلان کی حیثیت اعلان سلطان کی نہیں ہوگی، لہذا لوگوں کے لئے اس اعلان کے مطابق روزہ رکھنا اور افطار درست نہیں ہوگا، البتہ وہاں کے لئے مقرر قاضی رویت برائے مبنی یا مدد اعلیٰ، اسے تسلیم کرنے کا اعلان کر دیں تو پھر وہاں کے مسلمانوں کے لئے اس پر عمل ضروری ہوگا (تبیہ رویت بلال ہارت شرعیہ منعقدہ مجس ۱۹۸۳)۔

معلن کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے

د- ریڈیو سے رویت بلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ رویت بلال کا مسئلہ دیانت کے قبیل سے ہے اور دیانت کے باب میں کافر کا قول معتبر نہیں ہے، اس لئے اگر ریڈیو کا معلن کافر ہو تو اس اعلان کا اعتبار نہیں ہوگا، مگر اس سلسلہ میں راقم الحروف کا خیال یہ ہے کہ معلن کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر تجربات سے یہ بات ثابت ہو کہ ریڈیو اسٹیشن سے قاضی کا اعلان انہیں متعینہ الفاظ اور جملوں کے ساتھ ہوتا ہے جو قاضی کی طرف سے محفوظ طریقہ سے بھیجا جاتا ہے اور اس میں اسٹیشن والوں کی طرف سے رد و بدل نہ کیا جاتا ہو اور معلن قاضی یا رویت بلال کمیٹی کی طرف خبر کی صحیح نسبت کرتا ہو تو اس کے ذریعہ ہونے والے اعلان پر اعتماد کر لینا کافی ہوگا چاہے وہ غیر مسلم کیوں نہ ہو۔

جہاں رویت ممکن نہ ہو وہاں کا حکم

ہ- الف-ب- وہ علاقے جہاں بالعموم مطلع آبر آلود رہتا ہے اور بہت کم چاند کی رویت قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو ممکن ہوتی ہے، جیسے برطانیہ پارس جیسے دیگر ممالک۔ اس طرح

... کے لئے ہم نے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز بھی لکھی ہے کہ اس میں اس شخص کی ...
 ... اور اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...
 ... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...
 ... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...

... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...
 ... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...
 ... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...
 ... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...

... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...
 ... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...
 ... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...
 ... اس کے لئے اس کا ایک اور نام بھی لکھا ہے کہ اس کا ایک اور نام ...

رؤیتِ بلال اور اعلان کے اصول و ضوابط

مورانا محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی

مہینہ رمضان کا ثبوت

غیر ذی قعدہ پر رمضان کے روزے کا ثبوت دو طریقے سے ہوتا ہے، رؤیتِ بلال جب
 شمس صاف ہو اور شعبان کے تیس دن پورے کرنے سے جب کہ فضا ابراؤ و دیو، اللہ تعالیٰ
 سے ارشاد فرمایا:

تَمَسُّنَ شَهَادَتِكُمْ الشَّهْرَ فَلْيُطْمَئِنَّا بِهِ ۝۱۵۱۰

وَ رَضِيَ بِأَنَّ تَمَسُّنَهُ فِيهِ ۝

اصوموا لرؤيته و افطروا لرؤيته، فإن غم عليكم فأكملوا عدة شعبان

۱۵۳۰ھ

رمضان میں بہت رؤیتِ بلال کے اصول

بلال پر اس طرح ابراؤ و دیو تو اس وقت اکثر عامیہ کے نزدیک رمضان کے ثبوت کے
 لیے کافی ہے۔ شہادت کافی ہے (شرح ترمذی ص ۱۵۱۰، مسوق شرح
 ترمذی ص ۱۵۱۰ کے مطابق ہیں) ہمیشہ فعلی کا مذہب ہے، مہذب میں کہا ہے:

۱۵۳۰ھ

میں نے ان کے لئے ایک اور کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "تاریخ ہندوستان"

جس میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں ان کے بارے میں مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

۱۔ اہلِ اہلبیت حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابنِ عباس سے نقل کرتے ہیں۔

”قال ابن عمر و ابن عباس: إن رسول الله ﷺ أجاز شهادة رجل

عاشي رؤية هلال رمضان“ (مسنن ابی ہاشم، باب اشہاد، قسماً، روایتوں میں رمضان ۲۱۲)۔

فقہ (الف) والی حدیث میں آپ ﷺ نے ایک اعرابی کی شہادت پر روزہ رکھنے

کا حکم صادر فرمایا، اسی طرح تیسری (ج) حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہلال کی

شہادت پر خود بھی روزہ رکھنے اور سنی بہرام و بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا، یہ امر مسلم ہے کہ آپ ﷺ

کا ہمیشہ ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے (بدیع السراج ۱۱۲)۔ پھر یہ کہ حضرت علیؑ، حضرت ابوہریرہؓ،

حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کے آثار سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ ایک شخص

کی شہادت رمضان کے لئے کافی ہے۔

روزے میں احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے (مسنن ۳)۔ اس احتیاطی پہلو کے پیش نظر

حضرت علیؑ نے ایک شخص کی شہادت کو قبول فرمایا۔

اہم ہائیک اور دوسرے اہل علم حضرات رمضان کی روایت ہلال کو شوال و ذی الحجہ کی

روایت ہلال پر قیاس کرتے ہیں (تہذیب فقہی ۲/۲۵۴)۔ مزید ان کا مستدل درج ذیل احادیث بھی

ہیں:

۱۔ ”عن عبد الرحمن بن خطاب بن رسول الله ﷺ قال: فإن غم

عليكم فأتتموا ثلاثين يوماً فإن شهد شاهدان مسلمان فصوموا وأفطروا (سنن

النسائی، قال الشوكاني: ذكره إلى حافظ في التلخيص ولم يذكر فيه قدماء

وإسناده لا بأس به على اختلاف فيه“ (ذیل الدرر ۳/۷۳)۔

وشهد شاهدا عدل، نسكنا بشهادتها (المدونة الكبرى ۱/۷۳)۔

نبیؐ اور رسولؐ کا ہے

تسکت علیہ بود داد و الترمذی، ورجالہ رجال الصحیح، الا التحسین

بیر البحار الجملی و ہر عبدوق، ورفیہ..... و البحار من جامع الحدیث کبریٰ
لہ عمیدہ بن ابی سعید۔

عنا زوی عن عمی بن ابی طالب قال فی شہادہ رجالی عمیدہ بن سعید

زویہ الخصال عمیدہ بن ارفاق: فی فطرہ الحدیث کبریٰ ج ۱ ص ۱۰۰۔

مجموعہ کتب پر ایک نظر

نبیؐ پر مستزنی سے فقیر نے اپنی حدیث کے ان احادیث سے استفادہ کیا ہے جو
تیس حدیثوں سے ہیں ان کتابوں میں ہمیشہ آج کے یہودیوں کی شہادہ کے ساتھ
آج کے کتب حدیث سے ہیں ان کتابوں میں ہمیشہ آج کے
تیس حدیثوں سے استفادہ کیا ہے اپنی حدیث کتب کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ
میں سے استفادہ کیا ہے یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ
یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ
یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ

نبیؐ پر نبیؐ سے استفادہ کیا ہے یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ

یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ

یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ

یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ

یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

تلموذ بنہ مردان بن محمد عن ابن وہب وهو ثقلة الباقی

(۲۵۰-۲۵۱)

مفہمات ہیں:

”صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجہ“ (۱۵۱۵-۱۵۱۶)

امم نوہن تحریرتے ہیں:

”اسنادہ علی شرط مسلم“ (موقوعہ ۲-۵۰)

۲۔ ۱۰ مویہ کہ اگر ۲۹ ماہ شعبان و مطلع ایرآ و دفنہ کند رہے اور کہیں سے رویت بدل
 میں شہادت کی نہیں آئی تو امام ابوحنیفہ، امام مالک اور صحیح قول کے مطابق امام شافعی اور جمہور علماء
 کے نزدیک شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھنا شروع کریں گے (شرح صحیح مسلم
 ۲/۲۳۳، شرح بقرقونی ۲/۱۵۲، تعلیق مجددی موطا ۲/۲۹، ہندیہ، باب ثانی، روایت
 ۲/۲۹۱، شرح بہیقی ۲/۱۵۶، شرح مہذب ۲/۹۰-۲)، مذاہب اربعہ میں سے جنہوں نے نزدیک ماہ
 شعبان کے تیسویں دن کا انتظام نہیں کیا جائے گا، بلکہ ماہ شعبان ۲۹ ایام کے متصور ہوں گے اور
 رمضان شروع ہو جائے گا (معنی ۲/۳۱۳، یہی حضرت عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عمرو بن العاصؓ ابوہریرہؓ،
 انسؓ، معاویہؓ، عائشہؓ اور اسامہؓ کا مذہب ہے، بکر بن عبداللہ، ابو عثمان نبدی، ابن ابی مریم، مطرف،
 کعب بن جراح، طاؤس اور مجاہد اسی طرف گئے ہیں (حوالہ سابق) گویا کہ ایسی صورت حال
 میں بقول جمہور و ماہ شعبان کی تیسویں تاریخ ہوگی اور حنابلہ کے بقول رمضان کا پہلا دن ہوگا۔
 علماء کا ایک تیسرا طبقہ ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ مطلع کی آلودگی کے وقت عمر نجوم اور فلکیاتی
 حساب پر عمل کیا جائے گا، اس کے مطابق ۲۹ شعبان کو چاند کا طلوع یقینی ہے تو رمضان ثابت
 ہو جائے گا سچے بصر کی رویت نہ ہو سکے، اس نقطہ نظر کے حامل ابن قتیبہ (پانچ باب ۱۰۸
 قرآن ۲/۲۳۳، شرح مہذب ۲/۹۰-۲)، ابوالعاص ابن سیرین شافعی (شرح مہذب ۲/۲۳۳، فتح

میں سے کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ سب سچ ہے۔ ۱۹۹۱ء میں جب کہ پاکستان نے
 فیصلہ کیا کہ وہ اپنی تمام فوجیں و ہتھیاروں کو افغانستان سے ہٹا دے گا تو اس وقت تک
 یہ سچ ہی رہا۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔
 پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔
 پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

پاکستان نے اپنے تمام فوجیوں کو افغانستان سے ہٹا دیا ہے۔

بہارِ نبویؐ کی دلیلیں

بہارِ نبویؐ میں کہ یہ حدیث مکمل ہے اس کی تفسیر خود حضرت عبد اللہ بن عمر کی دوسری روایت کرتی ہے:

”أن رسول الله ﷺ قال: فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين“
(ابن ابی شیبہ ۳، ۲، ۱۳ بیروت ۱)

حکم عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ بنی کریم ﷺ نے فرمایا:

”... فإن غم عليكم فاقدرأ له وأعلموا أن الشهر لا تزيد على ثلاثين“
(متحدک ۱، ۵۱۵)

اہم نبویؐ روایت کرتے ہیں:

”عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: الشهر هكذا وهكذا ثلاث مرات بيديه، ثم قبض في الثالثة إبهامه، فإن غم عليكم فأتوا ثلاثين“
(المسنن کتابہ کی، باب الصوم برویۃ البہال ۳، ۲۰۵)

نیز حضرت عبد اللہ بن عمر کی حدیث کے شواہد بکثرت ہیں، ان میں چند پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ ”عن أبي هريره يقول: قال النبي ﷺ فإن غمى عليكم فأكملوا عدة ثلاثين“ (ابن ابی شریف، مسلم باب وجوب رمضان برویۃ البہال ۱، ۳۳۷)

۲۔ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے:

فإن حالت دونہ غیابة فأكملوا ثلاثين يوما قال أبو عيسى: حدیث ابن عباس حدیث حسن صحیح (ترمذی باب فی الصوم برویۃ البہال والإفطار ۱، ۱۴۸)

۳۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ يتحفظ من هلال شعبان ما لا يتحفظ من غيره، ثم
 يصوم ثلثين يوماً غير عید غدیر ثلاثين يوماً ثم صام من ثلثين يوماً

بہارِ نبویؐ

مزید تفصیلاً عبد اللہ بن عمر کی حدیث کے شواہد مذکور ہیں۔ حدیث صحیحہ و اقوال صحابہ
 کرام کی ہیں، ابو جریج و عقیق بن علی کی روایتیں صحیحہ ہیں اور فضیل بن عیاض کی
 روایت کے ساتھ اور بھی وہ اسے صحیح قرار دے کر شواہد ملتے ہیں۔ اسے حدیث صحیحہ
 صحیح بخاری کے شواہد شرح صحابہ بن جریج سے ہیں۔

تذکرہ البخاری حدیث ابن عمر من وجہ أحدھما بلفظہ صحیحہ
 علیکم فاقدموا اللہ، والأخر بلفظہ فما كملوا العدة ثلاثين، وقصد بعد التذکرہ

بہارِ نبویؐ

شواہد صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔

”فواقدموا اللہ احسن“ و ”فما كملوا العدة تفسیر“ صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔

”واقدموا اللہ احسن“ صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔ حدیث صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔
 ”فما كملوا العدة“ صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔ حدیث صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔

بہارِ نبویؐ

”واقدموا اللہ احسن“ صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔ حدیث صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔
 ”فما كملوا العدة“ صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔ حدیث صحیحہ و اقوال صحابہ کرام سے ہیں۔

”لان الأصل بقاء الشهر فلا ينقل عنه إلا بدليل ولم يوجد“

(۲۰۱۳)۔

جہاں تک حضرت عبداللہ بن عمر کے فعل کی بات ہے تو وہ حدیث معقوفہ کے درجہ میں ہے۔ اسوں حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب مرفوع اور معقوف احادیث باہم متعارض ہوں تو مرفوع حدیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

چونکہ حضرت عائشہ آپ ﷺ کا عمل نقل کرتی ہیں اس لیے ان شمار کرنے کے بعد روایت کرتے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ حضور ﷺ کا فعل صحابی کے عمل کے مقابلہ میں قول صحابی کے ہے۔ ابوبکر جیسا کہ تو ابن عمر کا قول جمہور کے مشابہ نقل کیا ہے:

”والتاویل الثاني هو الصحيح وهو قول عامة الفقهاء وابن عمر راوی

الحديث“ (۲۰۱۴)۔

لغوی معنی کے اعتبار سے دونوں ہی کا احتمال ہے، جہاں قدر، کے معنی تنگ کرنے کے آتے ہیں وہیں شمار و انداز کرنے کے بھی آتے ہیں، لیکن جب متکلم بذات خود اس کے ایک معنی کی تعبیریں کر دے تو پھر اب اس میں تاویل و تخصیص کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔

”وأما المفسر فهو ما ظهر المراد به من اللفظ بيان من قبل المتكلم

بحيث لا يبقى معه احتمال التاویل والتخصیص“ (ص ۲۲۰)۔

فلکیاتی حساب کا اعتبار

روایت ہلال کی بابت شمس و قمر اور ستارے کے حساب کا اعتبار جو لوگ کرتے ہیں ان میں قدیم علماء میں سے ابن قتیبہ، ابوالعباس سرج شافعی، شرف بن عبداللہ بن شغیر تابعی، سبکی شافعی، محمد بن مقاتل قاضی عبد الجبار، بعض اجلہ تابعین بعض فقہاء بصریین (شرح المہذب ۲۷۹)۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔ ان میں سے پہلی کتاب "The Quran" ہے۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہے اور اس میں اللہ کی بات ہے۔ دوسری کتاب "The Bible" ہے۔ یہ کتاب مسیحیوں کی طرف سے لکھی گئی ہے اور اس میں مسیح کی بات ہے۔ تیسری کتاب "The Vedas" ہے۔ یہ کتاب ہندوؤں کی طرف سے لکھی گئی ہے اور اس میں ہندوؤں کی بات ہے۔ چوتھی کتاب "The Upanishads" ہے۔ یہ کتاب ہندوؤں کی طرف سے لکھی گئی ہے اور اس میں ہندوؤں کی بات ہے۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

پہلے پڑھیں۔ یہ کتابیں ہیں جو ہر شخص کو پڑھنی چاہئیں۔

دوسری دلیل ”فاقدروا لہ“ ہے جس کا معنی قدر وہ بحساب المنازل کرتے ہیں
 تین امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور علماء اس نظر یہ کے مخالف ہیں اور اس
 (ابن ماجہ ۲۵۶۰-۲۶۶۹)۔

جمہور فقہاء ان مذکورہ تمام احادیث سے استدلال کرتے ہیں جو صحیح ہونے کے ساتھ
 ساتھ ہیں۔ ان منووی رقم فرماتے ہیں:

”واحتج الجمهور بالروایات التي ذكرها وكلها صحيحة صريحة
 فأكملوا لعدة ثلاثين، واقدروا له ثلاثين وهي مفسرة روايته فاقدروا له المطقة“
 (شرح مہذب ۲۰۶-۲-۹-۲)۔

اہل نجوم و حساب کی دلیل پر ایک ناقدانہ نظر

چند دستارے کے منازل سے ”فاقدروا لہ“ کی تاویل نادرست ہے، کیونکہ یہ
 تاویل قرآنی آیت سے متصادم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”يسئلونك عن الأهلة، قل هي مواقيت للناس“ (بقہ)۔

ابوبکر رازی اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ”فعلق الحكم فيه برؤية
 الأهلة“ (ادھام القرآن ۲۰۱)۔

اس کی تائید ان تمام احادیث سے ہوتی ہے جن سے جمہور علماء استدلال کرتے ہیں
 جن میں روزہ رکھنے اور افطار کو رویت ہلال پر معلق کیا گیا ہے اور ابن عمر کی مطلق حدیث فاقدروا
 لہ کی تفسیر و تلامذہ سے کی گئی ہے آیت احکام کے مشہور مفسر ابوبکر حصاص کہتے ہیں:

”وليس هذا القول مما يسوغ الاجتهاد فيه لدلالة الكتاب ونص السنة

واجماع الفقهاء بخلافه وقوله العلماء صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته، فإن غم

علیکم فعدوا ثلاثین هو افضل فی اعتبار الشهر ثلاثین، الا ان یری قبل ذلك

الیهلال (ابو سعید بن اریبہ ص ۱۳۵۲)

طرحہ ذریعہ نقلی ہے:

والاجماع حجة علیہم الا ان یقولوا ۱۳۵۶

انما اثنتین شہور بعد یومئذ

ترقیوں: فاقدموا بحساب منازل القمر وهو ضعیف

۱۳۵۷

ثریث پوری اسنی ایسے ستائیس روزی ان میں سے اسنی دنوں کے بعد

تیس دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

یہاں اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

تیس دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

یہاں اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

تیس دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

یہاں اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

ان میں سے اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

یہاں اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

یہاں اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

یہاں اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

یہاں اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

یہاں اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد اسنی دنوں کے بعد

فی رسول اللہ أدوة حسنة (۱)

یہ نبویوں کے پاس جانے سے حدیث میں ممانعت آئی ہے اُروئی نبویوں کی بات
تکرار کی ہے۔ اس لیے اس سے اُخریٰ زمرہ آتا ہے نبی کریم ﷺ کے فرمایا: "من اتى كاهنا أو
منجما فقد كفر بما أنزل على محمد ﷺ"

• مشامی اس حدیث کی تحقیق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"قال العلامة نوح في حاشية الدرر والغرر: والحديث أخرجه
صاحب السنن والحاكم، وصححه بلفظ من اتى كاهنا أو منجما فصدقه بما
قال فقد كفر بما أنزل على محمد وأخرجه أبو يعنى بسند جيد من اتى عرافا أو
ساحرا أو كاهنا" (۱۲۵۵)

نبویوں کے قول یا فعلیاتی حساب کو صحیح سمجھنا درست نہیں ہے بلکہ اُروئی فعلیاتی تحقیق کو
حدیث کے مقابل میں اہل تسلیم کرتے ہیں تو اس کا ایمان خطہ و میں ہے اگر صرف علامات کی حد تک
مانتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں علامہ شامی نے کہا "هو أصل المذهب فاحفظه" (حوالہ
مابق ۱۲۶۶)

رمضان و عیدین عبادت ہے اللہ تعالیٰ عبادت میں بندوں کو اتنے ہی کا مکلف بناتا
جتنا عبادتوں کے بس میں ہو، جیسا کہ قرآن مجید میں بالتحصیح موجود ہے۔

"لا يكلف الله نفسا إلا وسعها" (بقرہ) ابو بکر بھاشی کی تحریر ملاحظہ ہو:

"فعلق الحكم برؤية الأهله ولما كانت هذه عبادة تلزم الكافة لم يجز

أن يكون الحكم فيه متعلقا بما لا يعرفه إلا خواص الناس"

لہذا اگر فعلیاتی حساب کا لوگوں کو مکلف بنایا جائے تو ان کے حق میں باعث مشقت

ثابت ہوگی، کیونکہ اس قسم سے مخصوص افراد ہی واقف ہیں:

به من البلاد الاسلامية التي تعتمد على الرؤية البصرية الهلال دون الحساب
بأي شكل من الأشكال“ (قرارات مجلس اجمع الفقہ الاسلامی، ۶۶، ۱۰۱۰ھ)۔

۳- اگر مطلع صاف ہو تو شواہع کے نزدیک ثبوت رمضان کے لئے ایک عادل شخص کی
شہادت کافی ہے (شرح مبذب، ۶۱، ۲۷۶) جب کہ مالکیہ خیر مستفیض کو ضروری قرار دیتے ہیں (الفتا
الاسلامی، ۱۰۱، ۲۰۰۲)۔ یہی قول احناف کا بھی ہے (احکام القرآن للجصاص، ۱، ۲۰۲،
ہندیہ، ۱، ۱۹۸، ۳، رسائل ابن عابدین، ۱، ۲۳۲)۔ خیر مستفیض کا مطلب یہ ہے کہ ایک
اتنی بڑی جماعت چاند دیکھنے کی شہادت دے جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا عاۓدہ محال ہو (رسائل ابن
عابدین، ۱، ۲۳۲، نیز، فتاویٰ الفقہ الاسلامی، ۱۰۱، ۲۰۰۲)۔

عید الفطر کی بابت رویت ہلال کے اصول

۱- اگر مطلع ابراؤ ہو تو سوائے ابو ثور (احکام القرآن لابن العربی، ۱، ۸۳، فتاویٰ ابن کثیر، ۱، ۳۶۷، شرح
ترقی، ۱، ۱۵۴) کے ائمہ اربعہ (التمہید، ۱، ۳۵۵، عمدۃ القاری، ۵، ۱۰، ۲۸۱، المدونۃ الکبریٰ، ۱، ۱۷۳، احکام
القرآن لابن العربی، ۱، ۸۳، ہندیہ، ۱، ۱۸۹)، اور تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ دو عادل گواہان سے رویت
ہلال ثابت ہوگی، علامہ عبد ابراہیم کہتے ہیں:

فاجمع العلماء علی أنه لا تقبل فی شہادۃ شوال فی النظر إلا رجلان
عدلان“ (التمہید، ۱، ۳۵۵)۔

۲- فضا غبار زدہ ہے کہیں سے رویت بصری کی اطلاع بھی دستیاب نہیں ہوئی ایسی
صورت حال میں اکثر فقہاء کے نزدیک دوسرے روز رمضان کی تیس تاریخ کو بھی روزہ
رکھیں گے، حنا بلکہ اس دن عید الفطر منانے کے قائل ہیں وہ ایسی صورت میں ۲۹ روز کا مہینہ مانتے
ہیں، اصل ان کی دلیل عبد اللہ بن عمر کی حدیث ”فاقدروا له ای ضيقوا له العدد“ ہے اس کا

تفسیر میں جواب نیچے لکھا ہے ان کے ایمان ان کا وہ من سب معبود نہیں ہوتا ہے۔
 یہ خدا بن کر نکلے ہیں:

تذکر البخاری حدیث ابن عمر میں وجہیں احماء بلفظ افکار عم
 علیکم فاقدروا لہ والآخر بلفظ فاکملوا العدة ثلاثین واخذتکبیر
 لہ من قولہ فاقدروا لہ فاکملوا العدة يرجع الی تحستین اکثری اور اس کے
 یہ روایت میں بات تھکتی ہے:

افکار عم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین تم فطوروا لہ

۳۔ اس طرح بے غبار ہو، انھار صاف ہو، تو یہ ہے انہار کے پختہ ہونے کا

کے ہر مستغنیب نے، ان کے اور ان کے سے یہیں انہار تھا انہی پر انہار
 ہے۔

اور کے فتنوں میں انہار کے یہاں انہار انہی انہار کے ہر ہر انہار کے
 انہار کے یہاں انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے
 انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے
 انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے

بہترین تہذیبیات

انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے
 انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے
 انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے
 انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے ہر ہر انہار کے

رؤية الصحابة الكثيرة يومئذ تو اظہارها علی الكتاب و یفید خبرها العلم

۱۰۰۰۲

الکشاف فقہاء من آراء مختلف ہیں، امام ابو یوسف سے پیچاس کی تعداد مروی ہے
 ۱۲۰۰ ابن خنف بن ایوب پانچ سو کی تعداد کو بھی ممتنع کرتے ہیں اور امام محمد بالاعین امام
 فقہ کے صحابہ، بدی طرف قبول کرتے ہیں (رسائل ابن عابدین ۲۳۲۲، بدی بخیر: جلد ۱، ص ۱۹۸،
 رقم ۲۳۲۵، ص ۳۰)۔ علامہ الدین ^{صاحب} امام محمد کے قول کو علی المذہب قرار دیا ہے (تذکر
 تہذیبی، ج ۲، ص ۲۰۰)۔ موابہ میں اس کی تصحیح کی گئی ہے، شہ بن لالی کا بھی یہی خیال ہے (رد
 المحتار، ج ۱، ص ۱۰۰)۔ بدایع الصنائع میں صاحب الروایہ کی صراحت ہے (بدایع الصنائع، ج ۲، ص ۱۰۰)۔ ایک قول
 یہ بھی ملتا ہے کہ ہر مسجد سے ایک دو لوگ آ کر روایت ہلال کی اطلاع دیں (تذکرہ، ج ۲، ص ۲۶۹)،
 علامہ ابن ابی عمیر نے اس قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "والحق ما
 روی عن محمد و ابی یوسف ایضا أن العبرة لتواتر الخبر و مجیئة من کل
 جانب (فتح قدیر، ج ۲، ص ۳۲۶)۔"

رسائل ابن عابدین میں اسکی وجہ پر یوں روشنی ڈالی گئی ہے۔

"لا مجرد الاستفاضة؛ لأنها قد تكون مبنية علی إخبار رجل واحد

لیستیع الخبر عنه" (رسائل ابن عابدین، ص ۲۵۳)۔

خبر متینہ کی شرط اس لئے لگاتے ہیں کہ مطلع بے غبار کے وقت ایک آدمی کو روایت

میں مخاطب ہو سکتا ہے، مشہور فقہی فقیہ برہان الدین مرغینانی لکھتے ہیں:

"لأن التفرّد بالرؤية فی مثل هذه الحالة یوهم الغلط، فیجب التوقف

عیه حتی یکون جمعا کثیرا" (ہدایہ)۔

حسن امام ابو حنیفہ سے ایک دوسری روایت نقل کرتے ہیں کہ مطلق دو شخص کی شہادت

تو انہی نے کہا کہ اگر وہ اس سے پہلے کہ وہ اپنی آپ بیتی لکھ لے، پھر کتاب لکھیں تو اس سے بہتر ہے۔

زور دی کہ جس سے اس نے حنیفہ سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ رشتہ داروں سے
بڑے بڑے گمانوں سے بڑھ کر وہ ایک کلمہ بھی کہہ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ

ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ

بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ

بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ
بڑھ کر ان کے لئے سوچا کہ ان سے کسی اور سے بڑھ کر کسی اور سے زیادہ

بدل کے مسئلہ میں بنیاء من عنہ قاضی یا بلال میثقی و اطمینان قلب ہونا ہے اس کی تائید روایت بلال سے متعلق دوسری فقہی جزئیات سے ہوتی ہے، بیرون شہرت وارد شخص کی روایت بلال کی اطلاع یہ بندہ متناہم پر سے دیکھنے والے کی شہادت کی اساس و بنیاد پر دوسری روایت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے جب کہ مطلع صاف ہو، البتہ شاہد کا عادل ہونا شرط ہے اس کی وجہ یقین کا حصول ہے۔

”لأنه يتيقن في الرواية في الصحارى مالم يتيقن في الأمصار لما فيها من الكثر الغبار، وكذا إذا كان في المصر في موضع مرتفع وهلال الفطر إذا كانت السماء مصحية كهلال رمضان، فهذا يدل على ترجيح رواية الحسن“
(بحر مرق ۲: ۱۲۹)

یہ نصاب الروایہ کے مطابق اصل تعداد معتبر ہے نہ کہ جمر غفیر (حوالہ سابق، رسائل بن مہدین ۱: ۲۳۵) جیسا کہ اس سے قبل نذر اس کی تائید نصوص سے بھی ہوتی ہے، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس کا قول ہے:

”إن رسول الله ﷺ أجاز شهادة رجل على رؤية هلال رمضان وكان رسول الله ﷺ لا يجيز على شهادة الإفطار إلا شهادة رجلين“ (سنن أبی برب
شہادۃ علی رؤیۃ ہلال رمضان ۲: ۲۱۲)۔

اس کے علاوہ حضرت عمر کا مکتوب اہل خانقین کے نام حضرت عبدالرحمن بن زید بن خطاب اور حضرت ربیع بن حراش کی مرفوع حدیثیں جن میں دو مسلم گواہان کا تذکرہ ہے ان احادیث میں فضلی آلودلی یا بے غبار ہونے کی کوئی تفصیل نہیں ہے، مطلق و مقید کرنے کے لئے دلیل چاہئے قیاس سے نص و مقید کرنا درست نہیں جب کہ اس پر عمل کرنا ممکن ہو:

إن المطلق من كتاب الله تعالى إذا أمكن العمل بإطلاقه فالزيادة عليه

بخر الواحد والقياس لا يجوز (رسول الشاشی ۱۰۹)۔

ہدایت کی تشریح احادیث کے قبیل سے ہے اس لئے اس میں شہادت کی تعداد گنتی ہوگی
قرآنی ہے تا کہ شہادت میں شہادہ الہامی باقی نہ رہے۔

چند روایتیں لے کر دیکھیں

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے سہ ماہی کو کھانا بنا کر کھانے کے لئے
اپنے گھر لایا اور کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے سہ ماہی کو کھانا بنا کر کھانے کے لئے
اپنے گھر لایا اور کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے سہ ماہی کو کھانا بنا کر کھانے کے لئے
اپنے گھر لایا اور کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے سہ ماہی کو کھانا بنا کر کھانے کے لئے
اپنے گھر لایا اور کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے سہ ماہی کو کھانا بنا کر کھانے کے لئے
اپنے گھر لایا اور کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے سہ ماہی کو کھانا بنا کر کھانے کے لئے
اپنے گھر لایا اور کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے سہ ماہی کو کھانا بنا کر کھانے کے لئے
اپنے گھر لایا اور کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے سہ ماہی کو کھانا بنا کر کھانے کے لئے
اپنے گھر لایا اور کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے کھانا بنا کر کھانے کے لئے

کے بارے میں ہے۔ بعد آپ ﷺ سے پاس جا کر روایت ہوں کی خبر دی اور ستمبر ۱۹۲۲ء میں اس کی تصدیق ہوئی اور حدیث میں ایک امر ابن شمس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور روایت ہوں کی اطلاع دیتا ہے اور آپ ﷺ اس کی شہادت قبول فرماتے ہیں (من تلمذی باب فی

۱۹۲۲ء)

شہادت کی تاخیر

روایت ہوں کی شہادت میں حق الموسع تاخیر سے بھی جانا چاہیے، تاہم پھر بھی چند گھنٹے کی تاخیر سے کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا جیسا کہ بعض فقہی جزئیات سے معلوم ہوتا ہے، حیوانی کا مذکورہ قول اسی طرف ہے، اب اتنی تاخیر نہ ہو کہ قاضی وغیرہ کو غور و فکر اور تحقیق کرنے کا موقع نہ مل سکے اور دوسرے دن وہ روزہ نہ رکھ سکے، چنانچہ امام آفندی رقم فرمایا ہے:

”وفیه إشارة إلى أن شهادته لازمة لنلا يفطر الناس“ (مجمع الزہری ۱۳۸۱ء)

”موسوۃ فقہیہ“ کی عبارت سے یہی بات عیاں ہے:

”وان وقت اعلام بالنسبة لرمضان، هو ما قبل فجر اليوم منه“ (موسوۃ

فقہیہ ۱۳۵۰ء)

اگر کوئی مقبول عذر پیش ہو تو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے روایت کی پوری کیفیت بتا کر شہادت کے لئے روانہ کرے، ایک دن یا اس سے زائد تاخیر کے بعد شہادت دے، تو اس میں تفصیل ہے اگر وہ شہر کے باہر سے آ رہا ہے اور اس کو راستے میں اتنی تاخیر ہو گئی تو اس کا عذر مقبول ہے اور شہادت قبول کی جائے گی جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

”من رجل من اصحاب النبی ﷺ قال: اختلف الناس فی آخر یوم

من رمضان، فقدوا اعرابیان، فشهدا عند النبی ﷺ باللہ لأهلا الہلال أمس

عشیرہ فہامیہ و سہیل لاندہ کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء و شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔
 اس شہداء کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔
 یہاں ہی شہداء کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔

۱۔ اعلیٰ - اعلیٰ فہامیہ و سہیل لاندہ

یہ تصور ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔
 یہ تصور ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔
 یہ تصور ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔

یہاں ہی شہداء کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔

۲۔ تعمیراتی امور

تعمیراتی امور کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔
 تعمیراتی امور کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔
 تعمیراتی امور کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔
 تعمیراتی امور کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔
 تعمیراتی امور کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔

تعمیراتی امور کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔

تعمیراتی امور کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔

۳۔ تعمیراتی امور

تعمیراتی امور کے مابین یہ تصور قائم ہے کہ وہ سب شہداء کے مابین ہی رہیں گے۔

۱۰۲۸)، ابذالیک شہر کی روایت دوسرے شہروں کے لئے لازم ہوگی؟ یہی ”ظاہر الروایۃ“ کے مطابق احناف کا مشہور مسلک ہے، علامہ محقق ابن ہمام تحریر فرماتے ہیں:

”الأخذ بظاهر الروایة أحوط“ (فتح القدير ۲/۳۱۴)۔

علامہ شامی بمالکیہ اور حنابلہ کا مذہب یہی نقل کرتے ہیں اور اسی کو ترجیح دیتے ہیں:

”لكن المعتمد الراجح عندنا أنه لا اعتبار به، وهو ظاهر الروایة

وعلیه المتون كالكنز وغيره، وهو للصحيح عند الحنابلة كما في الإنصاف،

وكذا هو مذهب المالكية“ (رسائل ابن عابدین)۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”وإذا رأى الهلال أهل بلد لزوم جميع البلاد الصوم“ (معنى ۵/۳)۔

امام ابولیت اور بعض شوافع بھی اس کے قائل ہیں (معنى ۵/۳، شرح المہذب ۲/۳۶)۔

علامہ کی ایک معتد بہ مقدار اختلاف مطالع کو معتدہ مانتی ہے، یہی نکرمة قاسم بن محمد سام

بن عبد اللہ، ابن عباس، اسحاق بن راہویہ اور امام بخاری کا قول ہے (الجامع الاکبر القرآن ۲/۲۹۵)،

جیسا کہ امام بخاری نے اپنے ترجمۃ الباب میں اس طرف اشارہ فرمایا: ”لأهل كل بلد

رویتهم“ احناف میں امام زیلعی (تبیین الحقائق ۱/۳۲۱) اور علامہ کاسانی (بدائع الصنائع ۲/۱۳۲) نے

اسی اختیار کیا ہے، شوافع کا مختار مذہب یہی ہے، امام نووی تحریر فرماتے ہیں:

”وبهذا قطع المصنف والشيخ أبو حامد البندینجی وآخرون

، وصححه العبدری، والرافعی والأکثرون“ (شرح المہذب ۲/۳۶)۔

مالکیہ کے نزدیک تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر امام اعظم امیر المؤمنین تمام لوگوں کو ایک دن

میدان الفطر منانے کا اعلان کریں اور ان کے نزدیک روایت ہلال ثابت ہو چکی ہو تو پھر ایک شہر کی

روایت دوسرے اہل شہر کے لئے لازم ہے، ابن ماجہون لکھتے ہیں:

”لا یلزم بالشہادۃ إلا لأهل البلد یثبت فیہ الشہادۃ إلا أن یشت عند الإمام أعظم . فیلزم الناس کلہم ، لأن البلاد فی حقد کالبلد الواحد ، إذ حکمہ نافذ فی الجمیع“ (مبارک ۲۰۵۵)۔

قریبی فرماتے ہیں: ”فإن حمل ، فلا تجوز مخالفته“ (مبارک ۲۰۵۵)۔
ابن حبان نے اختلاف مطامع کے معنی ہونے کو بھی قرار دیا ہے (مبارک ۲۰۵۵)۔
علامہ ابن عبد البر نے اس کو اختیار کیا ہے:

”الی القبول الأول الذهب ، لأنه فیہ أثر مرفوعا ، وهو حدیث حسن
لزمہ بد الحجۃ“ (مبارک ۲۰۵۱)۔

”موسمہ اشتراط“ میں اختلاف مطامع کے معنی ہونے کو ترجیح دی ہے کہ یہاں
مبارک ۲۰۵۱)۔

محمد بن یوسف

یوں کہ اختلاف مطامع وہ معنی نہیں ہائے جس میں اس کی پہلی آیت منسوخ ہو
”موسمہ اشتراط“ اور ”موسمہ اشتراط“ میں ”موسمہ اشتراط“ کے معنی ہونے کو ترجیح
دی ہے (مبارک ۲۰۵۱)۔

”عمود الخطاب فی قوله صوموا“ مطلقا بمطامع الروایة
”الروایة“ ویرد فی قوله بصدق اسم الروایة فیثبت والتعلق بہ من
الوجوب“ (مبارک ۲۰۵۱)۔

جب روزے اور عقیقہ کے بارے میں اختلاف ہے تو اس میں اختلاف ہے
بتناسب ہذا (مبارک ۲۰۵۱)۔

فہرست میں ویٹل

جو لوگ اختلاف مطاع کے قائل ہیں ان کی دو روایتیں ہیں، ایک حدیث مزید ہے جسے ترمذی نے روایت کی ہے (ترمذی باب من میں بدو، رقم: ۱۰۱۹)۔

۲- اوقات سنارۃ اختلاف مطاع معتبر مانتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ روزے میں سختی نہ مانا جائے۔

”اموسویۃ الفخریۃ“ میں تصریح ہے۔

”فقرر بعد ما تناہ اختلاف الهلال باختلاف الآفاق وجوب أن يكون لكل قومه رؤيتهم في الهلال كما أن لكل قومه أوقات صلواتهم“ (موسو الفخریہ ص ۲۰۳، ترمذی حقائق ۳۲)۔

۳- ”وروی أن ابا موسی الضریر قدم الاسكندرية فسأل عن سعد عني منارة الاسكندرية فيرى الشمس بزمان طويل بعد ما غربت عندهم في البلد أيحل له أن يفطر؟ فقال لا ويحك لأهل البلد: لأن كلاً مخاطب بما عنده“ (ترمذی حقائق ۳۲)۔

مناہعین کی ویٹل پر ایک نظر

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ روزہ رکھنا اور موقوف کرنا رویت ہلال سے متعلق ہے، لیکن ہر مسلمان کی رویت مراد نہیں ہے اور ایسا ممکن بھی ہے کہ تمام مسلمان دیکھ سکیں، بلکہ بعض اشخاص کی رویت مقصود ہے (فقہ اسلامی وادبیہ ۲/۶۰۹)، لہذا یہ خطاب عام نہیں رہا نیز اگر ایک شہر کی رویت دوسرے اہل شہر کے لازم قرار دیا جائے تو گویا کہ ایسی چیز کا نہیں مکلف بنا رہے ہیں جو ان سے معنی ہے حالانکہ انسان اس کا مکلف نہیں ہے ”لا یکلف اللہ نفساً إلا وسعها“

میں سے ملنے والے تمام افسرانہ کتب خانوں کے بارے میں جانکاری کے لیے
میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری
میں سے حاصل کرے گا۔

میں نے اس بارے میں جانکاری کے لیے
میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے
میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری

میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری

میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری

میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری

میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری

میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری

میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری

میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

میں نے اپنے دفتر کے ایک افسر کو بھیجا ہے جو اس بارے میں جانکاری

میں سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے

سورج و اوقات صلاۃ کے معیار بنایا اس طرح رویت ہلال و ثبوت رمضان اور عیدین کے معیار قرار دیا ہے "الموسمۃ الفقہیہ" میں لکھا ہے:

"ان البلاد المشرقیۃ إذا كان الهلال فيها في الشعاع وبقیت الشمس تترك مع القمر إلى الجهة الغربية فما تصل الشمس إلى أفق المغرب وقد خرج الهلال عن الشعاع فيراه أهل المغرب ولا يراه أهل المشرق" (موسمۃ فقہیہ ۳۲۰-۳۲۱)۔

اختلاف مطالع کی بابت حنفی نقطہ نظر

اس سے پہلے نزار کہ احناف کا مشہور مذہب عدم اعتبار کا ہے، لیکن موجودہ دور میں تقریباً حنفی علماء اختلاف مطالع کے قائل نظر آتے ہیں اور متاخرین علماء میں بہترے فقہاء معتبر مانتے ہیں جن کے سرخیل امام زیعنی ہیں وہ رقم طراز ہیں:

۱- "والأشبه أن يعتبر؛ لأن كل قول مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الأقطار (تمییز اختلاف اقطار)۔"

۲- ملک العلماء کا سنی تحریر فرماتے ہیں:

"فيعتبر في أهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر" (بدائع

الضرائع ۲/ ۸۳)۔

۱- ب- اختلاف مطالع کے حدود

جو لوگ اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قریب

مملکوں میں اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے (شرح المہذب ۶/ ۲۷۳، فتح الباری ۴/ ۱۰۵، فتح العلام ۴/ ۱۸۴،

قرآن مجید میں سورہ ۳۳ کی آیت ۳۳ میں ہے کہ "مَنْ كَانَ يَدْعُ إِلَى الْفِتْنِ أُولَئِكَ يَدْعُ إِلَى الضَّلَالَةِ"۔
جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔
اس آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص فتنے کی طرف سے دعوے کرتا ہے، وہ ضلالت کی طرف سے دعوے کرتا ہے۔

المصنف سیدنا علیہ السلام قال: فإند قد انتقل كل غدو ورواح من إقليم إلى إقليم...
 ۲۵۰. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۵۱. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۵۲. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن..."

۲۵۳. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۵۴. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۵۵. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۵۶. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن..."

۲۵۷. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۵۸. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۵۹. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۶۰. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن..."

۲۶۱. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۶۲. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۶۳. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۶۴. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن..."

۲۶۵. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۶۶. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۶۷. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۶۸. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن..."

۲۶۹. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۷۰. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۷۱. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن...
 ۲۷۲. قال ابن ماجه: "أما ما رواه ابن ماجه في سننه من أن..."

در آن زمان که رسول خدا صلی الله علیه و آله در مدینه بود، گروهی از منافقان در میان مسلمانان پنهان شدند و سعی کردند تا با دشمنان بی وفایی کنند.

این گروه را که در مدینه بودند، منافقان مدینه نامیدند. اینها در ظاهر مسلمانان بودند، اما در باطن کفر می ورزیدند.

رسول خدا صلی الله علیه و آله این منافقان را با دشمنان بی وفایی کرد و سعی کرد تا با دشمنان بی وفایی کند.

این منافقان در مدینه بودند و سعی کردند تا با دشمنان بی وفایی کنند و رسول خدا صلی الله علیه و آله را دروغگو نامیدند.

رسول خدا صلی الله علیه و آله این منافقان را با دشمنان بی وفایی کرد و سعی کرد تا با دشمنان بی وفایی کند.

این منافقان در مدینه بودند و سعی کردند تا با دشمنان بی وفایی کنند و رسول خدا صلی الله علیه و آله را دروغگو نامیدند.

رسول خدا صلی الله علیه و آله این منافقان را با دشمنان بی وفایی کرد و سعی کرد تا با دشمنان بی وفایی کند.

این منافقان در مدینه بودند و سعی کردند تا با دشمنان بی وفایی کنند و رسول خدا صلی الله علیه و آله را دروغگو نامیدند.

رسول خدا صلی الله علیه و آله این منافقان را با دشمنان بی وفایی کرد و سعی کرد تا با دشمنان بی وفایی کند.

این منافقان در مدینه بودند و سعی کردند تا با دشمنان بی وفایی کنند و رسول خدا صلی الله علیه و آله را دروغگو نامیدند.

برسِ غیرہ مطاع

دن کا اندوہ تہہ ریت سے واضح ہوتا ہے ایک دن کا مفصل اختلاف مطاع ہا
معیار ہے اور دن ہے کہ برسِ غیرہ ہندوستان بشمول پاکستان و بھارت و نیپال وغیرہ کے مطاع کے
معیار ایک دن کا فرق واقع نہیں ہوتا ہے، بلکہ چند منوں یا زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ کا فرق ہوتا
ہے، ہذا الزم کے شرع ان ملکوں کا مطاع ایک ہوگا، اس کی بابت "مجلس تحقیقات و نشریات ندوۃ
احمدیہ" کے بھی واضح طور پر اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

ہندوستان و پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطاع
ایک ہے، ہذا ہندوپاک کا ٹیس ہمیشہ اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان
ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو، اس بنیاد
پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں
کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

منصہ و تجاوزت دور دراز ملکوں کا مطاع ہندوپاک کے مطاع سے علیحدہ ہے، یہاں کی
رہنیت ان ملکوں کے لئے اور ان ملکوں کی رویت یہاں کے لئے ہر حالت میں لازم اور قابل قبول
نہیں ہے، اس لئے کہ ان میں اور ہندوپاک میں اتنی دوری ہے کہ عموماً ایک دن کا فرق ان میں
واقع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔

اگر ملک کے کسی حصہ میں ۲۹ تاریخ کو رویت بلال کا ثبوت ہو گیا، تو مطاع ایک ہونے
کی وجہ سے دوسرے خطہ کے مسلمانوں پر اس پر عمل اس وقت لازم ہوتا ہے، جبکہ وہاں کے مقامی
قاضی یا بلال میٹھی کے ذمہ داران کے نزدیک اس رویت بلال کے شرعی ثبوت متحقق ہو جائے (شرعی

ثبوت کے شرکاء، شہادت علی التام، بارگاہ ہوا۔)

در این پژوهش، با استفاده از روش‌های آماری، داده‌ها را تحلیل کرده و نتایج را به صورت نمودار و جدول ارائه می‌دهیم. همچنین، در این بخش، به بررسی علل و عوامل مؤثر بر پدیده مورد مطالعه پرداخته می‌شود. در ادامه، به روش‌های جمع‌آوری داده‌ها و ابزارهای مورد استفاده اشاره می‌کنیم. در نهایت، به روش‌های تجزیه و تحلیل داده‌ها و نتایج حاصله می‌پردازیم.

روش‌های آماری

در این بخش، به روش‌های آماری مورد استفاده در این پژوهش اشاره می‌کنیم.

در این پژوهش، از روش‌های آماری پارامتریک و نپارامتریک استفاده شده است. برای بررسی تفاوت‌های میانگین در گروه‌های مختلف، از آزمون تی استفاده می‌شود. همچنین، برای بررسی رابطه بین متغیرهای کیفی، از آزمون کای‌مربع استفاده می‌گردد. در ادامه، به روش‌های تجزیه و تحلیل داده‌ها و نتایج حاصله می‌پردازیم. در نهایت، به روش‌های جمع‌آوری داده‌ها و ابزارهای مورد استفاده اشاره می‌کنیم.

در این پژوهش، از روش‌های آماری پارامتریک و نپارامتریک استفاده شده است. برای بررسی تفاوت‌های میانگین در گروه‌های مختلف، از آزمون تی استفاده می‌شود. همچنین، برای بررسی رابطه بین متغیرهای کیفی، از آزمون کای‌مربع استفاده می‌گردد. در ادامه، به روش‌های تجزیه و تحلیل داده‌ها و نتایج حاصله می‌پردازیم. در نهایت، به روش‌های جمع‌آوری داده‌ها و ابزارهای مورد استفاده اشاره می‌کنیم.

در این پژوهش، از روش‌های آماری پارامتریک و نپارامتریک استفاده شده است. برای بررسی تفاوت‌های میانگین در گروه‌های مختلف، از آزمون تی استفاده می‌شود. همچنین، برای بررسی رابطه بین متغیرهای کیفی، از آزمون کای‌مربع استفاده می‌گردد. در ادامه، به روش‌های تجزیه و تحلیل داده‌ها و نتایج حاصله می‌پردازیم. در نهایت، به روش‌های جمع‌آوری داده‌ها و ابزارهای مورد استفاده اشاره می‌کنیم.

در این پژوهش، از روش‌های آماری پارامتریک و نپارامتریک استفاده شده است. برای بررسی تفاوت‌های میانگین در گروه‌های مختلف، از آزمون تی استفاده می‌شود. همچنین، برای بررسی رابطه بین متغیرهای کیفی، از آزمون کای‌مربع استفاده می‌گردد. در ادامه، به روش‌های تجزیه و تحلیل داده‌ها و نتایج حاصله می‌پردازیم. در نهایت، به روش‌های جمع‌آوری داده‌ها و ابزارهای مورد استفاده اشاره می‌کنیم.

کہا وقضى بشهادتها جاز لهذا القاضی أن يحكم بشهادتها: لأن قضاء القاضی
حجة وقد شهدوا بذلك في تاريخ ۲۳ / ۱۲ / ۱۹۲۵ بمصر في ۲ - ۰ - ۲۵. (تاريخ من بنو
بن يوسف في تاريخ في ۱ - ۸ - ۱۹۲۵)

اہتلاف کے لئے ایک بیباکی شریعت کے مصلح کا اختلاف نہ ہو:

”فيجب ان يكون هذا الجواب إذا لم يكن بينهما من البعد ما يختلف

به المصالح الخيرية ۱۰۵۱۔

مختلف صوبوں کے ریویجو اور ملی وکی سے روایت بلاں کے ثبوت کا اعلان یہاں چاہا ہو،
یہاں تک کہ وہ خبر مستثنیٰ میں اثبوت اختیار کرے تو ایسی صورت میں دوسرے صوبہ و ملک
ہاں سے اس پر عمل نہ نہ ہو مگر اپنی قیادت سے جب کہ ان کا مصلح ایک ہو اور تاریخ ۲۲ - ۱۰ - ۱۹۲۵۔
”مصرف اللین میں ریویجو کے بارے میں مذکور ہے۔“

”لعمرو إذا تواردت أخبار رادير، متعددة من شتى الجهات، ولا

تختلف جهات الأنباء عن البلد الذي لم ير فيه الهلال بعد يختلف فيه
المصالح، فيسوغ العمل بهذه الأنباء المرسله، وتدخل في حد الاستفاضة
السفيدة للطائفة“ (صوفی، ص ۱۳۶۰)۔

پھر پورے ملک کا مرکزی ہی مرقضا، کا قیام عمل میں آجائے، جس کے پاس صوبائی
ہی مرقضا یا بلاں میں سے ذمہ داران روایت بلاں کی پوری کارروائی نہ انجام دینے کے بعد مرکزی
ہی مرقضا، ہر پھر بیرون فون اطلاع بر دیں اور مرکزی ریویجو خود سے اعلان کرے یا اپنی طرف
مذکورہ برہ ارا اعلان کرے، تب پورے ملک کے مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا واجب
ہوگا اور اس کی اثبوت حدیث سے اعلان کی ہوں۔

”خبیر منادی السلطان مقبول عدلا کان أو فاسقا“ (ہندیہ ۳۰۹، کتاب الترابیہ)۔

من المستور، لانه علامه ضامراً تصيد غلبة الظن، وغلبة الظن حجة موجهة لدفع كسبه نحو حواء (الراجح - ص ۲۲۲)۔

یہ دعویٰ کی مثبتیت میں ہونے کی ہے، اور وہ میں نے اسے اسامیہ میں نہیں ہے: "ولا تشترط ان يكون مسلمنا صحيحاً" (ب، ص ۲۵۲، بہار تہذیب)۔

فقدانی تفتیش کی رعایت

۲- ب، ص ۲۵۲ - رمضان و عید اضطرر کا ثبوت روایت ہلال ہی سے ہوگا، اس پر تمہارا فتویٰ ہے۔
تعمیر و ترمیم کے فقدانی تحقیق اور اس کے حق میں ملزم نہیں ہے، لیکن ماہِ فقیہیت اپنے عمر و تحقیق پر عمل کر سکتا ہے؟

اس سلسلے میں شائع کے نزدیک مختلف اقوال ملتے ہیں، انہوں میں سے بقول اس کے حق میں درست ہے کہ وہ روز و رکتے، لیکن اس سے فرضیت ادا نہیں ہوگی (بدیع الصانع ص ۲۳۰)۔
لیکن رہی۔ بقول فرضیت کے لئے کفایت کر جائے گا (رسائل ابن ماجہ ص ۲۲۸)۔
علامہ شامی نے مسلسل بحث کے بعد اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"فیسکن التوفیق بین الأقوال الساصیة یحمل القول بالعمل به علی الجواز لنفسه، أو لهن صدقه، والقول بعدمه علی الوجوب، فلا یلزم الأخذ بقوله ولا یثبت به الضلال اتفاقاً، هذا ما ظہر لی واللہ تعالیٰ أعلم" (رسائل ابن ماجہ ص ۲۲۸)۔

علامہ شامی کی رائے کی تاکید دوسرے فقہی جزیئہ سے ہوتی ہے کہ اگر کسی کی شہادت رو کر دی جاتی ہے، تو دوسرے کے حق میں روایت ثابت نہیں ہوتی، لیکن چونکہ اس نے دیکھا ہے، اس لئے اس کے اوپر روزہ رکھنا واجب ہوتا ہے۔

ناممکن ہے لیکن اس سے باوجود ناقابل انکار تعداد روایت بلال کی اطلاع اسے رہی ہو، یعنی اور
 کہ خبر تکلیف ہو تو روایت بلال کا فیصلہ رد کیا جائے گا لیکن وہ اوامیر کی روایت کی خبر میں تو بیان
 کی تندرین بن جانے کی بنا اس کی بہت غور و فکر کی ضرورت ہے، کیونکہ معاملات میں وہ شہادت
 اطمینان قابل ہو جاتا ہے، اور روایت میں بھی اصل یہی ہے کہ قاضی کا قبضہ ممکن ہو جائے۔
 واضح رہے کہ مذکورہ تفصیلات اس وقت سے جب کہ اس روز ہجرت کی ۲۹ تاریخ

وائی کثافت زدہ علاقے کا حکم

۵۔ الف - ب - ایت علاقوں جہاں بالعموم مطاع ابراہیم اور بتا ہو، یا وائی کثافت زدہ
 رزقی ہے، ۲۹ تاریخ کو بہت کم چاند نظر آتا ہے، اگر ۳۰ دن پرے کرنے کا حکم دیا جائے تو
 دیگر ممالک اسلامیہ کے حساب سے چار سال میں ایک ماہ کا فرق واقع ہو جائے گا، تو کیا ایسے
 مقامات میں ماہ فہیات کے قول پر اعتقاد کرتے ہوئے چاند کی روایت کا اعتبار کیا جائے یا دوسرے
 پڑھتی ممالک کی روایت بلال پر عمل کیا جائے؟ ”صوموا لرؤیتہ و أفطروا لرؤیتہ، فإن غم
 علیکم فعدوا الثلاثین“ کا تقاضا یہی ہے کہ اگر ۲۹ کو چاند نظر نہیں آیا تو تیس پرے کرو،
 ایہام القرآن میں رقم فرماتے ہیں:

”هو أصل فی اعتبار الشهر ثلاثین إلا أن یری قبل ذلك الهلال، فإن
 كل شهر غم علينا، فعلینا أن نعدہ ثلاثین، هذا فی سائر الشہرات التي يتعلق بها
 الأحكام، وإنما یصیر إلى أقل من ثلاثین برویة الهلال“ (ایہم قرآن مجید ص ۲۰۲)
 اصل بات یہی ہے جیسا کہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

”لأن الأصل فی الشهر ثلاثون يوماً، والنقصان عارض، فإذا لم یعلم

عربی زبان میں ۱۹۲۰ء

تاریخ کا ایک نیا باب ہے۔ یہ ایک نیا نیا کتاب ہے جو کہ

۱۹۲۰ء

پہلی کتاب ہے۔ اس میں ۱۹۲۰ء

۱۹۲۰ء

۱۹۲۰ء

ثبوت رویت ہلال کے شرعی اصول و ضوابط

مولانا محمد ابو بکر قاسمی

۱- الف - رویت ہلال کے سلسلہ میں حنفیہ، حنبلیہ اور مالکیہ کا اتفاق ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، لہذا اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر روزہ فرض ہو جائے گا، لیکن شوافع کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار ہے، لہذا اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر روزہ فرض نہیں ہوگا اور بعض علماء کے نزدیک بلاد قریبہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، پھر بلاد قریبہ اور بعیدہ کی تحدید کیا ہے تو اس سلسلہ میں بعض حضرات علماء کا خیال ہے کہ ایک ماہ کی مسافت سے کم پر جو شہر واقع ہو وہ بلاد قریبہ کے حکم میں ہے اور جو اس سے زیادہ دور ہوں بلاد بعیدہ کے حکم میں ہے اور بعض علماء نے بلاد قریبہ و بعیدہ کی تحدید مسافت سفر سے کی ہے اور دوسرے بعض علماء نے دو ملکوں کو آپس میں بلاد بعیدہ کے حکم میں داخل مانا ہے اور ایک ملک کو بلاد قریبہ کے حکم میں رکھا ہے اور کچھ علماء کا خیال ہے کہ بلاد قریبہ و بعیدہ کی کوئی تحدید نہیں ہے مبتنی ہے جس شہر کو قریب تصور کرے وہ بلاد قریبہ میں داخل ہے اور جس کو وہ دور سمجھے وہ بلاد بعیدہ میں داخل سمجھا جائے گا، لیکن بے غبار بات یہ ہے کہ بلاد قریبہ و بعیدہ کی تحدید کے لئے کوئی حد فاصل قائم کرنا نہایت مشکل امر ہے ساتھ ہی جن لوگوں نے تحدید کا کوئی قول کیا ہے وہ دعویٰ بالادلیل ہے، اسی لئے بعض علماء محققین نے اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیتے

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

سے ذریعہ پہنچے، چہ وہاں حاکم یا قاضی اس روایت کا فیصلہ کر کے اس روایت کو
 دوسری جگہوں پر روایت کر دیا، یعنی ان ثمریوں سے دوسری جگہوں پر روایت کی گئی
 بنا وہاں کے لوگوں کے نہ ہی موطا میں ہے اور نہ ہی موطا میں: "اعلم ان الہلال
 بالشہادة على الروية او الشهادة على الشهادة او الشهادة على القضاء او
 استفاضة الخبر من جهات شتى" (معارف سنن ۲: ۳۳۵)۔

علامہ ابن رشد مالکی کا یہ الزام کہ اس کلام سے جو بعض حضرات علماء نے یہ سمجھا ہے کہ
 "بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا معتبر ہونا اجماعی مسئلہ ہے" (مناقشہ حدیث محمد یوسف مہروری فی احسن
 الفتاویٰ ۲: ۵۰-۵۱)۔

القدر کے خیال میں علامہ ابن رشد کے مذکورہ کلام سے یہ مطلب کشید کرنا صحیح نہیں ہے،
 بلکہ اس کلام کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ کسی حاکم و امام کا روایت ہلال کا فیصلہ اس کے حدود و اہل
 سے خارج بلاد بعیدہ میں حجت نہیں ہے، بلکہ وہاں اس کے حجت ہونے کے لئے ضروری ہے، کہ
 وہ فیصلہ بلاد بعیدہ میں ثمری گواہوں کے ذریعہ پہنچے، چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں
 علامہ ابن رشد مالکی کے قول ہی کے مثل حافظ ابن عبد البر کا قول نقل کیا ہے اور پھر علامہ قرطبی کے
 حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کسی جگہ روایت ہلال کا قطعی ثبوت ہو جائے پھر اس کو دوسری جگہوں تک
 ثمری گواہوں کے ذریعہ پہنچایا جائے تو دوسری جگہ کے لوگوں پر روزہ رکھنا ضروری ہوگا، علامہ ابن
 حجر کے حافظ ابن عبد البر کے قول کے بعد علامہ قرطبی کے قول کے نقل کرنے سے صاف معلوم ہوتا
 ہے کہ علامہ ابن عبد البر مالکی یا ابن رشد مالکی کے قول سے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کے معتبر
 ہونے کو اجماعی مسئلہ سمجھنا صحیح نہیں ہے، بلکہ حضرات مالکیہ کا مشہور مذہب خود حافظ ابن حجر علیہ
 الرحمہ نے یہی نقل کیا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک مطلقاً اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے: "إذا
 رأى ببلدة لزم أهل البلاد كلها وهو المشهور عند المالكية لكن حكى ابن عبد

شور و جند با عسلی حجاب شد. ز فانی، اجماعاً عسلی اند که برانکلی شور و جند فیض عسلی
 برآید کخجرا ندرن و زانندیس، فانی لشکر طبری: قد فانی تنبیر حسان افلا کاست و روبه
 نیلان مظهره فی عجمه بسو عسلی نه نقش غیرتجه بیضیه شد فی انیسن نو فیضه شکره
 پادشاهی ۱۳۰۱ -

از راه مشهوری که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است
 که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است

در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است
 که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است
 که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است
 که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است
 که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است
 که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است که در فانی پادشاهی است

پادشاهی ۱۳۰۱ -

پادشاهی ۱۳۰۱ -

اِس وقت سے پہلے تو یہی سمجھا کرتے تھے کہ ایک مہینہ تو تہہ و تاب لگا کر لکھ جائے گا۔ لیکن اب اس وقت تک کہ ایک دن بھی نہیں لکھ سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب کی جگہ پر ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔

ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔

ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی نگاہیں نہ اتنے تیز ہیں جتنی پہلے تھیں۔

شہادت و قہر برنایا رد کرنا جائز ہے (ماتنہ مفتی محمد شفیع فی تہذیب و عہدہ ص ۱۳۰)۔

ب- چاند کی رویت سے لئے محمدؐ موسمیات سے بھی مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق اس سے نہیں ہے، بلکہ چاند کا دیکھنا تو عبادت کا ذریعہ ہونے کے سبب خود عبادت ہے، اس کے مذہب اسلام میں چاند کے دیکھنے کا حکم حدیث نبویؐ میں فرمایا گیا ہے، اگر چاند نظر آجائے یا اس کے نظر آنے کا کوئی شرعی ثبوت فراہم ہو جائے تو بہتہ، ورنہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ مہینہ ۳۰ دن پر ختم کر کے پہلی تاریخ کا آغاز کر دیا جائے، چنانچہ ترمذی شریف کی ایک صحیح حدیث میں فرمان نبویؐ ہے: "صوموا لرؤیتہ و أفطروا لرؤیتہ، فان غم علیکم فعدوا ثلاثین، ثم أفطروا، ۱۵" (ترمذی شریف باب ماجاء لا تتقدموا الشهر بصوم) اس حدیث نبویؐ اور اس کے مشابہ دیگر فرمان نبویؐ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو چاند کی رویت کے امکان، یا مطلع کے گرد آلود ہونے یا صاف ہونے کے جاننے کے لئے محمدؐ موسمیات سے مدد لینے کا متنازع نہیں بنایا ہے، اب اگر کوئی اس سے مدد لیتا ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ایک عبادت کے معاملہ میں دوسرے انسان کی کورانہ تقلید میں مبتلا ہے، جس سے اس کے مذہب کے اس کو محفوظ رکھا ہے (مزید احسن الفتاویٰ وغیرہ میں ملاحظہ)، "وہل یرجع الی قول اہل الخیرۃ العدول ممن یرف علم التجوید الصحیح أنه لا یقبل کذا فی السراج الوہاج" (۱۵ ص ۱۵)۔

د- ۲۹ شعبان کو مطلع کے ابراؤد ہونے کے سبب قاضی نے ایک شخص کی شہادت کی بنا پر اگلے دن رمضان ہونے کا اعلان کر دیا، اس کے بعد رمضان کی تیس تاریخ مکمل ہو چکی اور اس تاریخ کو موسم بھی صاف تھا، نیز لوگوں نے عید کے چاند کو دیکھنے کی بہت کوشش کی، مگر اس کے باوجود چاند نظر نہ آیا تو اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ جس شخص واحد نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اسے مغالطہ ہوا، لہذا اگلے دن کو رمضان کی تیس تاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا

پولے کا شلہ ہے۔

۱۱۔ رمضان اور پیر کے شہادت سے سب مہنگے مہنگے مہنگے مہنگے

تھریں سے تھریں وہاں وہاں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں

پیش قدمی کے لیے پیش قدمی کے لیے... (مستند روایت ہاں ملتی نہ تھی)۔

پیش قدمی کے لیے... (مستند روایت ہاں ملتی نہ تھی)۔

اور اگرچہ نند دیکھنے والا فوراً طور پر شہادت نہیں دیتا ہے بلکہ دو چار گھنٹے کی تاخیر کرتا ہے... (القرآن آیت ۱۹۱) واللہ اعلم۔

پیش قدمی کے لیے... (مستند روایت ہاں ملتی نہ تھی)۔

Handwritten text, likely bleed-through from the reverse side of the page. The text is extremely faint and illegible due to low contrast and blurring.

سب اور نہ ہی ممکن ہے، بہد شہادت تو دراصل قاضی کے پاس پہنچتی ہے، پھر وہ شہادت وغیرہ کی حالت میں ثبوت ہلال کا فیصلہ و اعلان بذریعہ خبر واحد یا ضرب طبول، یا آلات جدیدہ ریڈیو وغیرہ سے فریجہ کرتا ہے اور یہی چیز عوام و خواص کے لئے ثبوت ہلال کی دلیل بن کر موجب عمل ہوتی ہے، اب کسی بھی قاضی کے فیصلہ کی خبر دوسرے قاضی کے لئے اسی وقت موجب عمل ہوگا جبکہ وہ شہادت ہی القضاہ کی شرائط کے مطابق پہنچے، یا دوسرے طریق موجب سے پہنچے، بغیر اس کے وہ فیصلہ اس دوسرے قاضی کے حق میں موجب عمل یا مجوز عمل نہیں ہوگا (مدار مختار ص ۱۰۵)۔

ہاں جب دوسرے قاضی کے پاس روایت ہلال کی خبر یا ایک قاضی کے فیصلے کی خبر طریق موجب سے فریجہ پہنچے اور اس پر عمل کرنا واجب اور اس کے خلاف کرنا معصیت ہوگا، البتہ اگر کسی قاضی وغیرہ کے اجتہاد میں وہ طریق موجب نہ ہو تو وہ معذور ہے اور رمضان کے ثبوت کے لئے جس طرح ایک عادل شخص کی روایت کی خبر معتبر ہے، اسی طرح اس روایت ہلال رمضان کی شہادت پر ایک عادل شخص کی شہادت بھی معتبر ہے (دیکھئے: فتاویٰ عالمگیری، ص ۱۹)۔

اور جہاں حاکم نہ ہو، وہاں فطر میں عدد تو ضروری ہے، لیکن لفظ شہادت ضروری نہیں ہے، لیکن صاحب صاحب بحر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم حاکم کی عدم موجودگی میں شہادت ہکانہ کا اعتبار ضروری ہے (مدار ص ۱۰۶)۔

مذکورہ تفصیل سے بات واضح ہوگئی کہ اگر مسلم حاکم کسی ملک میں موجود نہ ہو، جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان میں تو ہلال فطر کے اثبات کے لئے کل شرائط شہادت کا سقوط نہ ہوگا، بلکہ شرائط ہکانہ کا اعتبار ضروری ہے، چنانچہ خود در مختار کی عبارت میں عدد کا لزوم مصرح ہے حالانکہ عدہ کی شرط شہادت میں سے ہے (السنن اللتوی ص ۱۵۵)۔

مذکورہ تصریحات کا حاصل یہ ہے کہ ہندوستان اور اس جیسے دیگر ممالک میں اگر ایک

کتابن اکثر خیال یہ ہے ریڈیو کے اعلان و نسبت سے ماہرین فقہ و فتاویٰ کے منہ کی
 اصوات کی آواز ہے اور منہ کی اصوات کے سلسلہ میں "فتاویٰ عالمگیری کی نوٹیہ" میں لکھا ہے
 کہ اس کی جو مقبول ہے، خواہ وہ عادل ہو یا فاسق ہو "خبر منادی السلطان مقبول عدلا
 کان او فاسقا کذا فی جواہر الاخلاطی" (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۰۹)، اس عبارت میں
 جہاں فاسق منادی سلطان کی خبر کی مقبول قرار دیا گیا ہے وہیں اس کے مسلمان ہونے کی کوئی
 شرط نہیں کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے ریڈیو نوٹیہ کے ذریعہ روایت ہلال کے معتبر ہونے
 کے معنی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے، نیز اس سلسلہ میں ذیل کا جزئیہ ملاحظہ ہو:

"ولا یقبل قول الکافر فی الدیانات الا اذا کان قبول قول الکافر
 المعاملات یتضمن قبولہ فی الدیانات، فحینئذ تدخل الدیانات فی ضمن
 المعاملات، فیقبل قولہ فیہا ضروریہ، ہکذا فی التبین" (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۰۸)۔

مذکورہ تصدیقات فقہاء کی روشنی میں احقر کا ناقص خیال یہ ہے کہ ریڈیو سے روایت
 ہلال کے اعلان معتبر ہونے کے لئے اعلان کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ کوئی بھی شخص اعلان
 کرے اگرچہ بات سے تصدیق ہوتی ہے کہ یہ شخص قاضی یا روایت ہلال کمیٹی کی طرف خبر کی صحیح
 نسبت کرتا ہے تو اس کے اعلان پر اعتماد کرنے کی گنجائش ہے

مگر یاد رہے کہ ریڈیو کے اس اعلان کی حیثیت منادی سلطان کی اسی قاضی کے حدود
 دفعہ، جس ہوگی جہاں سے وہ اعلان نشر ہو رہا ہے دوسری جگہ نہیں۔

۵- الف- جن ملکوں یا صوبوں میں مطلع ہمیشہ ابراؤ درہتا ہے یا بالعموم ایسا ہوتا رہتا
 ہے تو ایسے ممالک کے لئے شرعاً حکم یہ ہے کہ جہاں ہلال رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے
 ریڈیو کے اعلان پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہاں ضوابط شرعیہ کے مطابق
 روایت ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے، خواہ یہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی

کتابخانه های عظیم و کتب نفیس و نسخه های گوناگون و سایر اشیای با ارزش در اختیار داشتند. از جمله کتب نفیس که در این کتابخانه ها موجود بود می توان به کتب نفیسه های فارسی و عربی و کتب نفیسه های لاتین و کتب نفیسه های تالیفات محققان ایرانی و کتب نفیسه های تالیفات محققان خارجی اشاره کرد. این کتابخانه ها در طول تاریخ به واسطه اشتغال به جمع آوری کتب نفیسه ها و تالیفات محققان ایرانی و خارجی و به واسطه اشتغال به نگهداری و حفاظت از کتب نفیسه ها و تالیفات محققان ایرانی و خارجی در حفظ و بقا مانده اند و در این راستا نقش مهمی ایفا کرده اند.

کتابخانه های عظیم و کتب نفیس و نسخه های گوناگون و سایر اشیای با ارزش در اختیار داشتند. از جمله کتب نفیس که در این کتابخانه ها موجود بود می توان به کتب نفیسه های فارسی و عربی و کتب نفیسه های لاتین و کتب نفیسه های تالیفات محققان ایرانی و کتب نفیسه های تالیفات محققان خارجی اشاره کرد. این کتابخانه ها در طول تاریخ به واسطه اشتغال به جمع آوری کتب نفیسه ها و تالیفات محققان ایرانی و خارجی و به واسطه اشتغال به نگهداری و حفاظت از کتب نفیسه ها و تالیفات محققان ایرانی و خارجی در حفظ و بقا مانده اند و در این راستا نقش مهمی ایفا کرده اند.

کتابخانه های عظیم و کتب نفیس و نسخه های گوناگون و سایر اشیای با ارزش در اختیار داشتند. از جمله کتب نفیس که در این کتابخانه ها موجود بود می توان به کتب نفیسه های فارسی و عربی و کتب نفیسه های لاتین و کتب نفیسه های تالیفات محققان ایرانی و کتب نفیسه های تالیفات محققان خارجی اشاره کرد. این کتابخانه ها در طول تاریخ به واسطه اشتغال به جمع آوری کتب نفیسه ها و تالیفات محققان ایرانی و خارجی و به واسطه اشتغال به نگهداری و حفاظت از کتب نفیسه ها و تالیفات محققان ایرانی و خارجی در حفظ و بقا مانده اند و در این راستا نقش مهمی ایفا کرده اند.

کتابخانه های عظیم و کتب نفیس و نسخه های گوناگون و سایر اشیای با ارزش در اختیار داشتند. از جمله کتب نفیس که در این کتابخانه ها موجود بود می توان به کتب نفیسه های فارسی و عربی و کتب نفیسه های لاتین و کتب نفیسه های تالیفات محققان ایرانی و کتب نفیسه های تالیفات محققان خارجی اشاره کرد. این کتابخانه ها در طول تاریخ به واسطه اشتغال به جمع آوری کتب نفیسه ها و تالیفات محققان ایرانی و خارجی و به واسطه اشتغال به نگهداری و حفاظت از کتب نفیسه ها و تالیفات محققان ایرانی و خارجی در حفظ و بقا مانده اند و در این راستا نقش مهمی ایفا کرده اند.

سے اعلان کی اطلاع دیدر صوبوں کے قاضی کو شہادت شرعی کے اصول کے مطابق شہادت علی التمسنا، یا شہادت علی الشہادت یا شہادت علی الرویۃ کے فریضہ نہ ہو جائے، ہاں اگر وہ اعلان خیر مستثنیٰ کا درجہ اختیار کرے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مازم چھ آدمی کی خیر یا چھ جگہوں کے ریڈیو اسٹیشن یا چھ جگہوں کے ٹیلی فون سے ہلالِ عید کے اعلان کا ثبوت فراہم ہو جائے تو اس وقت اس صوبہ کے قاضی کے لئے بھی ہلالِ عید الفطر کا اعلان اپنے حدود قضا میں کر دینا واجب ہے۔

یہ سب نئی شہ میں ثبوتِ رؤیت ہو جانے کی وجہ سے تمام مقامات کے باشندوں پر اس کا ہونا لازم ہے۔ اگر کسی کو وہاں سے مطابق رمضان، عید الفطر اور عید الاضحیٰ وغیرہ جیسی چیزیں یاد آئیں، تو یہاں تک کہ وہ اس وقت تک وہاں سے نہیں آئے ہیں اور ان کی ازمنہ ہوں اور چہ ان کے یہاں اختلافِ مطالع میں ہونا، پر ثبوتِ رؤیت نہ ہوا، نہ یہ ممکن ہے، کیونکہ جس وقت مشرق میں منارِ رؤیت بدلتا ہوا اس وقت مغرب میں شہ کی کسٹ انہیں بتا دیتی ہے اور ان کی مشرق پر سورج نمودار ہو رہا ہوتا ہے۔

اور انہوں نے یہ کہہ کر اختلافِ مطالع معتبر نہ ہونا، خواہ دو شہروں کے درمیان تفاوتِ عید و عید نہ ہو، یعنی اگر ان شہ میں رؤیت بدلتا ہو جائے تو دوسرے شہروں کے لئے کہ جہاں ثبوتِ رؤیت نہ ہوا ہے، سابقہ شہ کی رؤیت لازم نہ ہوں اور نہ یہ لازم ہوگا کہ اس شہ میں ثبوتِ رؤیت بدلتا ہو، جب رمضان کا آغاز ہو چکا ہے تو دوسرے شہروں کے لئے اس ثبوتِ رؤیت کا ذکر روزِ رمضان لازم نہ ہوگا۔

اور تیسرا قول یہ ہے کہ اگر دو شہروں کے درمیان تفاوتِ عید ہے تو اختلافِ مطالع معتبر نہ ہوگا اور اگر تفاوتِ عید نہیں ہے تو اختلافِ مطالع معتبر نہ ہوگا، یعنی اگر ایک شہ میں ثبوتِ رؤیت بدلتا ہو جائے تو اسے دوسرے شہر کہ جس کے درمیان تفاوتِ عید ہے، میں ثبوتِ رؤیت لازم نہ ہوگا کہ ایک شہر اس کا اعتبار کرے اپنے یہاں بھی مثلاً روزِ عیدین وغیرہ ادا کریں، بلکہ وہ اپنے یہاں ثبوتِ رؤیت کا انتظار کریں اور اگر تفاوتِ عید نہ ہو تو سابقہ شہ کی رؤیت کا اعتبار کر کے دوسرے شہر والے بھی کسی بھی مہینہ کا آغاز مان کر اس کے اندر کی جانے والی خاص عبادتیں سابقہ شہر کے مطابق ادا کریں۔

فقہنا، کرام کے درمیان یہ اختلاف کوئی نیا نہیں ہے، بلکہ بہت پہلے سے ہوتا ہوا آ رہا ہے، چنانچہ فقہ کی تمام متون و شروح میں اس کا پتہ ملتا ہے چنانچہ ”کنز الدقائق“ میں عبداللہ ابن احمد نسفی نے فرمایا: ”لا عبرة لاختلاف المطالع“ (ص ۶۷)، اختلافِ مطالع کا کوئی

میں نے اس کے بارے میں سوچا ہے کہ اگر وہ اس وقت تک نہیں آتا تو اس کا کیا مطلب ہے؟
 یہ سب کچھ اس کے بارے میں سوچنے کے لیے کافی ہے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔

اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔

اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔

اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔
 اس کے بارے میں سوچنا شروع کرنا چاہیے۔

اور تیسرے قول و علامہ نووی شارح صحیح مسلم نے حضرت کریم اور حضرت عبداللہ ابن عباس کے درمیان جو بلال رمضان کے ثبوت روایت کی متعلق پیش آیا اس کے ذیل میں تحریر فرمایا: "إسناد دد، لأن الرواية لا يثبت حكمها في حق البعيد" یعنی حضرت ابن عباس نے حضرت کریم کی بات کہ تم لوگوں نے اور امیر معاویہ نے جمعہ کو چاند دیکھا ہے اور شنبہ سے روزہ ہیں اور آپ لوگوں نے شنبہ کو چاند دیکھا ہے شنبہ سے روزہ ہیں رد فرمادیا، کیونکہ روایت کا حکم دوسرے شہر میں تفاوت بعید کی بنا پر معتبر نہیں ہوتا ہے اور صاحب "مستخلص الحقائق" نے اس کی مزید وضاحت فرمائی کہ اختلاف مطالع کا اعتبار اس وقت نہ کیا جائے گا، جبکہ دو شہروں کے درمیان تفاوت بعید نہ ہو اور اگر دو شہروں کے درمیان تفاوت مزید ہوں تو اختلاف مطالع معتبر ہوگا، یعنی جب ان دونوں شہر میں سے کسی ایک میں ثبوت روایت ہو جائے تو دوسرے شہروں پر سابقہ روایت لازم نہ ہوگی اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوگا۔ شیخ ابوالحسن القدوری اور شیخ المشائخ علامہ برہان الدین اور علامہ ابن ہمام صاحب "فتح القدر" کی متفقہ یہی رائے ہے، حضرت مولانا عبدالحی فزنگی مکی نے یوں فرمایا کہ ایسے دو شہر جن کے درمیان تفاوت بعید ہے وہاں اختلاف مطالع معتبر ہوگا اور جن دو شہروں کے درمیان تفاوت بعید نہیں ہے وہاں اختلاف مطالع معتبر نہ ہوگا، حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے اختلاف مطالع اسی تفصیل کے مطابق معتبر ہے، اگرچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی رائے کے مطابق اختلاف معتبر یہاں نہیں ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ مشرق میں روایت بلال حجت شرعیہ سے ثابت ہو جائے فرماتے ہیں کہ (فتاویٰ شیدیہ ۱/۳۶۷)، لیکن خاتم امجدین حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کی رائے یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہوگا، یہ مذکورہ اختلاف اختلاف مطالع کے متعلق زمانہ قدیم سے ہوتا آ رہا ہے اس لئے عمل کرنے کے لئے اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایک رائے کو راجح قرار دیا جائے تاکہ عمل کرنا آسان

میں ایک شہر کی رویت دوسرے شہروں کے لئے لازم ہے اور اس سے
 پہلے وہاں کے مطالعہ مع معتبر مذہب کے ایک شہر کی رویت دوسرے شہروں کے لئے لازم
 ہوں یہاں تک کہ اس سے ہے۔

وَقَدَرُ الْبَعْدِ الَّذِي تَخْتَلَفُ فِيهِ الْمَطَالِعُ مَسِيرَةَ شَهْرٍ أَوْ أَكْثَرَ عَنِ مَا

فِي الْقَدِيمِ وَالْحَاثِرِ (۱۲۴۶)

مذہب کے لئے ماضی مطالعہ کے حاشیہ میں تشریح ہے کہ یہ اختلاف مطالعہ ایک ماہ

یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ اس میں اختلاف مطالعہ مسیریہ شہر

تک، فی الجوارح (ب) حضرت مولانا عبدالحی صاحب فاضل محلی نے فرمایا کہ اس

مذہب متعلقہ تھا نہیں اس لئے یہ وہ ہوا کہ فیما بین انہما مسافتے باشد کہ در اس اختلاف مطالعہ

کی کجی و تقدیر مسافت یہ ہوا ہے اس لئے یعنی مثل و مثل کے لحاظ سے کجی ترین مسافت یہی

ہوگی۔ اس لئے کہ ان میں اتنا فرق ہے جو کہ ان کا مجمع مختلف ہو جائے جس کا اندازہ ایک ماہ کی

مسافت سے کیا جاتا ہے۔ ہمیں ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لئے لازم نہ ہوگی۔ اس لئے

تعمیرات شہریہ کے لئے بھی یہی فیصلہ کیا ہے کہ جن دو شہروں کے درمیان ایک ماہ یا اس سے

زیادہ کی مسافت ہو اس میں سے ایک شہر و اولیٰ کے لئے لازم نہ ہوں۔

مذہب و تعلیمات تو اس وقت کی ہے جب کہ سفر اونٹوں اور گھوڑوں کے ذریعہ کی جاتی

تھی۔ لیکن آج جب کہ مہینوں کا سفر گھنٹوں میں کے کیا جاتا ہے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے اس کی حد

مہینوں کے ذریعہ مقرر کی جائے چنانچہ سفر شرعی جسمیں مکلف کو رخصت کا جواز ملتا ہے بقول

حضرت امام اعظم کے تین دن کی مسافت ہے اور حضرت امام شافعی کے بقول چار برید کا ارادہ

کرنا ضروری ہے اور ایک برید بارہ میل کا ہوتا ہے اس طرح اڑتالیس میل تین کی مسافت کے

برابر ہوتا ہے اور حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے تو دو شہروں کے

یہ پہلی ملکوں میں صحیح کا اختلاف اس قدر نہیں ہے کہ اس کا اعتبار کیا جائے چنانچہ محاسن تحقیقات شریعہ کے زیر اہتمام ۱۳۰۵ھ - ۱۹۲۱ء و ص ۱۰۷ کے مقدمہ میں، اور مختلف مذاہب فقہ کے اہل علم کے روایتوں کے متعلق مختلفہ تصورات پر چند فیصلے فرمائے گئے ہیں اس میں سے ایک فیصلہ بعینہ پیش خدمت ہے ہندوستان و پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں، مثلاً نیپال وغیرہ کا مصلح ایک ہے، ہندو پاک کا ہمیشہ عمل اسی پر رہا ہے اور غالباً سب سے پہلی یہی ثابت ہے ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو اس بنیاد پر اندونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند ایک جہ کے شرعی ثبوت کے بعد اس کا مابین دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

۱- مذکورہ بالا بیان سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مذکورہ مقامات کے مطالعہ کا ایک حکم ہے کہ یہ سب کی سب ایک جگہ کا ثبوت روایت حمال دوسرے ملکوں کے باشندوں کے لئے لازم ہوگا بشرطیکہ ثبوت روایت کی خبر بطریق موجب موصول ہوئی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مولانا رشید احمد خان صاحب نے فرمایا کہ مشرق و اولوں کی روایت مغرب و اولوں پر ثابت ہو جائے گی اور حجت شرعیہ سے ثابت ہو جائے گی (فتاویٰ رشیدیہ - ۳۶)۔

تعمیر ازمت مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی تحریر فرمایا کہ اگر دوسری جگہ سے خبر آجائے تو اس کے معتبر ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ طریق موجب سے پہنچے، اور طریق موجب چار ہیں (۱) شہادت بالروایت (۲) شہادۃ علی الشہادت بالروایت (۳) شہادت علی حکم الی کم (۴) استفاضہ جو حکم حاکم کے حکم میں ہے اور جب ان ذرائع سے خبر آوے گی تو اس پر عمل واجب ہے اور خارج ہے کہ ترک واجب معصیت ہے (مدونہ فتاویٰ ۱۱۸/۲ - ۱۲۰)۔

فتاویٰ ہند یہ ہیں جو عبارت ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر بطریق موجب خبر موصول ہو جائے تو اس عمل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اس میں ”سبب“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے

سے۔ اس لیے اس وجہ سے اس کا اعلان یا اعلان کا طریق موجب مہموسوں ہو۔

اور اس کی قطعے قاضی یا بدلتا مہموسوں نے ثبوت روایت بدلتا کا اعلان کر دیا تو اس قطعے سے تمام لوگوں پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اس کی جگہ کے لوگوں کے لئے یہ اعلان مہموسوں ہوگا حتیٰ کہ جو لوگوں نے اس پر عمل کیا ہے کہ اس شخص کو کسی شہر کا قاضی بنا دیا جائے تو اسے وہاں تک حاکم تسلیم نہیں کریں گے۔ یہاں امر حاکم قضا کی قیمت کر دینی جائے تو حاکم قضا کا مہموسوں اور تمام لوگوں کے لئے قاضی کا اعلان واجب ہوگا۔ عبارت اس طرح ہے: "قلده قضاء بلد كذا لا يدخل السواد والقراء بلا نص عليه" (الثبوتی بندی ۵، ۱۳۵)۔

اور جن جن لوگوں نے قاضی یا بدلتا مہموسوں کے اعلان اور احکام کو اپنے لئے واجب العمل قرار دیا ہے یا قاضی وغیرہ کے حدود قضا کے اندر رہتے ہیں ان لوگوں پر عمل کرنا لازم و ضروری ہوگا بشرطیکہ قاضی نے روایت بدلتا کی شہادت تیکر موافق شرع روایت بدلتا کے ثبوت کا اعلان کیا ہو تو یہ اعلان حدود قضا کے لوگوں کے لئے چند وجوہ سے مہموسوں ہوگا۔

۱۔ اس وجہ سے کہ قضا، قاضی ایک مستقل حجت شرعی ہے، جیسا کہ "در مختار" میں ہے:

"لأن قضاء القاضي حجة" (۱۲۸، ۲)۔

۲۔ اس وجہ سے کہ قاضی حکومت کا مقرر کردہ ہے، لہذا قاضی کا اعلان گویا کہ سلطان وقت کا اعلان ہے اور سلطان کا اعلان واجب العمل ہوتا ہے، اس لئے ایسے قاضی کا اعلان بھی واجب العمل ہوگا یا مسلمانوں کی ایک امتدین جماعت نے قاضی مقرر کیا ہے اور ایسے قاضی کے حکم کا ماننا اس قطعے سے ثابت ہے قرآن کریم میں ہے: "أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم" (سورہ نساء ۵۹) اور باتفاق اکثر مفسرین اولوا الأمر قاضی ہیں۔

۳۔ اس وجہ سے بھی کہ شریعت کا مقصود ایمانیات کے علاوہ عبادات اور معاملات کے

تعمیراتی مسائل اور قاضی کے قاضی متحرک رہنا ہے تو انہیں اور پر ثابت یہاں ہے
 اس کے لئے قاضی کو رونا و ازاب ہے، لیکن ایسے قاضی کا حلقہ اثر تمام حدود و معامات و میونسپلٹی نہ ہوگا،
 بلکہ اس کے لئے قاضی متحرک رہنے کے ہیں اور جہاں میں عوام نے انہیں اپنا قاضی تسلیم کیا ہے
 اس لئے ان خطے کے عوام میں پریشانی رونا و ازاب ہوگا، دوسری بات کے لوگوں کے لئے اس قاضی کا
 حلقہ اثر ہوگا اور ثابت رہے گا اور ہر ماہ کی روایت بدلنے کے باب میں بھی معتبر نہیں ہے
 یہاں پہلا اور متحرک رہنے والا لوگوں کو شہدوا بریوہ غیر ہم لاندہ حکایۃ اس کے آگے اور
 پتہ لگانے کے لئے لاندہ حکایۃ اس وقت و کذا لو شہدوا بریوہ غیر ہم وہاں
 قاضی تک المصر امر الناس بصورہ رمضان لاندہ حکایۃ (۱۲۸۲)۔

اور اس کے متعلق نئی مادی میں صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ جہاں حکومت کی طرف
 سے روایت ہے اس کا اعلان کرنے والا اور وہی مسلمان حکم ایسا نہ ہو تو بدل مینٹی جس کے تمام
 غیر مسلمین بائیں اور اس کی پوری کارروائی میں مستند و تجربہ کار منشی یا منشی شہر یا مقتدری م
 ہندوین شریک نہ کرے یہ اعلان کر کے یہ اعلان شرعی ثبوت کے بعد کیا جا رہا ہے اور قرآن شریعہ
 کے احکامات کا منشا ہے تو منشی شہر پر یہ اعلان قابل عمل ہوگا اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی
 تحریر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعلان کسی روایت بدل مینٹی یا قاضی کی طرف منسوب ہو تو
 اس کے حلقہ کے عوام میں پریشانی رونا و ازاب ہوگا دوسرے حلقہ کے لوگوں کے لئے یہ اعلان ایک خبر کا
 درجہ رکھتا ہے، لہذا دوسرے لوگوں کو اس پر عمل کرنا لازم نہ ہوگا، بلکہ وہاں کے قاضی یا روایت
 بدل مینٹی کے فیصلہ پر عمل ہوگا کہ اگر وہاں کے قاضی یا مینٹی نے اس اعلان کو جو بمنزلہ خبر
 ہے وہی سمجھا کر فیصلہ دیا ہے تو وہاں کے عوام میں پریشانی رونا و ازاب و لازم ہوگا ورنہ نہیں۔

اور اگر روایت بدل مینٹی میں ایک خطہ میں ثابت ہو جائے اور دوسرے خطہ میں اس کی خبر
 بذریعہ فون یا ٹیلیفون یا ریل یا دیگر ذریعہ سے تو اس دوسرے خطہ کے لوگوں کے لئے عمل کرنا بعض

اور اس کا اس خط پر ممتاز و متخلو بھی ہو۔ پھر مرسل الیہ کے پاس اس بات کی شہادت بھی بہرہ پہنچنا
 ضروری ہے کہ یہ فلاں قاضی کا خط ہے اور انہوں نے مجلس قضاء میں ہمارے حوالہ لیا اور مضمون
 پر رد فرمایا تھا اور یہ اس کے سامنے ہی اس پر مہر ثبت کیا تھا (مکتبہ من غرہ ۹-۲)۔

پھر تم مشراکط کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مطلع صاف نہ رہا ہو، لہذا جب کسی
 قاضی کا خط بذریعہ فیکس موصول ہو تو ضرور تم مشراکط کے ساتھ تو مرسل الیہ قاضی کے لئے اس خط
 کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہوگا، اسی طرح قاضی مقرر کردہ کسی فرد کی طرف سے یا کسی
 رویت بدل میٹھی کی طرف سے شہادت کے قاضی شریعت کو بذریعہ فیکس اطلاع دی جائے تو
 ضرور مشراکط معتمد کے ساتھ اس کا اعتبار کیا جائے گا اور قاضی شریعت کے لئے آمدہ اطلاع کی
 روایتی میں فیصلہ کرنا جائز ہوگا، مفتی کفایت اللہ صاحب نے بذریعہ اخبار موصولہ خبر کا اعتبار کر کے
 موصوفی و افغانی اجازت کے متعلق جو ازکی رائے دی ہے اور فرمایا کہ عمل کرنا واجب نہ ہوگا، کیونکہ
 اس کے ذریعہ غالب ظن ہو سکتا ہے یقین نہیں ہو سکتا ہے (کفایت المفتی ملخص) ہاں اگر بذریعہ فیکس
 موصولہ خبر کے بعد شہادت رویت کی ضرورت محسوس ہو تو ایسی صورت میں اس تحریر کا اعتبار صحیح نہ
 ہوگا، کیونکہ واہ کا قاضی وحکم کے رو بروا ہی دینا ضروری ہے تحریری گواہی معتبر نہیں۔

بذریعہ فون موصولہ خبر کے متعلق بھی کچھ ایسی ہی بات ہے کہ ”الصوت يشبه
 الصوت“ اس لئے آوازوں کا فرق براہ راست بھی بسا اوقات محسوس نہیں ہوتا ہے بلکہ اشتباہ
 ہو جاتا ہے اور بذریعہ فون موصولہ آواز تو اور بھی مشکل سے شناخت میں آتی ہے اور جب دور دراز
 سے خبر آتی ہے تو عموماً آواز کی کیفیت بدل جاتی ہے اور شناخت متعذر ہو جاتی ہے، مگر جس طرح
 تحریر قرآن، مشراکط اور دوسرے خارجی اسباب کے ذریعہ منسوب الیہ کی تحریر ہونے کا گمان غالب
 ہونے کی بنا پر قابل عمل ہو جاتی ہے ملی ہذا القیاس فون کے ذریعہ موصولہ خبر بھی قرآن، خارجی
 اسباب اور چند مشراکط کے ساتھ قابل عمل و قابل فیصلہ ہوگی، پہلی شرط یہ ہے کہ بذریعہ فون خبر دینے

غیر ہم لانا حکایہ ۲۱۱ ۱۲۸، ہاں اگر کسی کو غائب ٹخن ہو جائے تو وہ تنہا نکل کر نہ جا سکتا ہے۔

تاریخ نگار ام کے ذریعہ موصولہ خبر بھی چند شراائط میں معتبر مانی جا سکتی ہے، جیسا کہ حضرت تھانوی نے "امداد اختلافی" میں تفصیل ذکر فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ تاریخ کے مشابہ ہے کہ جس طرح خط کے ذریعہ معنی متنسود پر دلالت وضعیہ غیر لفظیہ ہوتی ہے ایسی ہی تاریخ میں بھی معنی متنسود پر دلالت وضعیہ غیر لفظیہ ہوتی ہے، لیکن دونوں میں فرق ہے خط میں حرف کے نقوش ہونے کی بنا پر علامت مبینہ پہنی جاتی ہے مگر تاریخ میں یہ علامت معدوم ہوتی ہے۔ نیز خط میں معنی متنسود پر دلالت واضح ہوتی ہے اور تاریخ میں مبہم ہوتی ہے کہ میں فلاں عرین سے آ رہا ہوں تو آفس کا آدمی پتلیں کی تلی پر ہاتھ رکھ رکھتے شروع کی تو آپ کہیں گے کہ بڑا احمق آدمی ہے یا آنے کی اطلاع دینے کو اور یہ کھنا کھت شروع کر دیا ہے تو آپ کو یہ شخص احمق اتنی سے معدوم ہوا کہ اس کھنا کھت دلالت معنی متنسود پر واضح نہیں ہے، منقہ یہ کہ تاریخ میں معنی متنسود پر دلالت واضح نہیں ہوتی ہے، ابداً خط کے مقابلہ میں تاریخ کا اعتبار کمزور ہوگا اور خط کے متعلق حضرت تھانوی نے اپنے خاص اصطلاحی الفاظ میں یوں فرمایا کہ تحریر امور مزمومہ میں باستثنایاً، مواضع معدودہ وغیرہ ورت شدید و بشرط امن من استراوی مثل فرامین شاہی وغیرہ کے بدون اقرار کاتب یا قیام بینہ حجت نہیں آتی (امداد اختلافی ۲۱۱)۔

۲۔ قلمیاتی حساب سے مدولین

نفاذ حکم کے لئے قلمیاتی حساب کا اعتبار تو بہر حال کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اس کا اعتبار کرنا متعدد احادیث صحیحہ کے خلاف ہے، جیسے "نحن امة اُمیة لا نکتب الخ" اور "صوموا لرویتہ الخ" وغیرہ نیز ائمہ اربعہ میں سے حضرت امام شافعی کے علاوہ کسی امام کے

کسی فرمایا: "الآن الحساب قطعی" (۲۶۲-۱۲۵) تو چونکہ یہ احتمال تھی ناشی بارہویں
 صدی کے ان سب باتوں ہوں اعتبار نہ ہوگا، نیز اس وجہ سے بھی یہ قول قابل اعتبار نہیں ہے
 یہ یہاں امت کے خلاف ہے، جیسا کہ ابن منذر نے "الاشراف" میں فرمایا ہے، شیخ
 الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا کہ فلکیاتی حساب پر عمل کرنے والے شخص شریعت کی نگاہ میں مبتلا
 ہوگا، تو بے شک ایسا شخص عقلی اور فلکیاتی حساب کے اعتبار سے بھی غلط ہے، اس کے یہی
 کہ قطعی فیصدہ منتدیر میں فتوایا، امامہ راجح ہے: "لا عبرة بقول السوفیة"

اب رہن بات کہ فلکیاتی حساب کے ذریعہ اس سلسلے میں مددنی جاسکتی ہے یا نہیں کہ یہ
 آج بلال کی بصر کی روایت کا امکان ہے یا نہیں تو میری ناقص رائے میں اس سے مدد لینا بھی چند
 وجوہ سے ناجائز ہونا راجح معلوم ہوتا ہے۔

۱- تو اس وجہ سے کہ فلکیاتی حساب خود اپنی علی المقدمات الفاسدہ ہے اور اس سے مدد
 لینا بھی فاسد ہے، یونکہ بلال کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب ۲۹ تاریخ گزر جائے اور ۳۰ تاریخ
 کی شام آجائے تو افق آسمان پر چاند تلاش کرنا فرض ہے، یفتراض علی المسلمین فرض
 کفایہ "ان یلتمسوا الهلال" (فقہی مذہب لہجہ ۵۵۱) اور جب فلکیاتی حساب سے
 استغانت ہو جائے تو لوگ ۲۹ تاریخ کی شام اور ۳۰ کی شب میں چاند تلاش
 کرنے کے بجائے حساب و تلاش کرنے لگیں گے اور جب معلوم ہو جائے گا کہ آج افق پر چاند کی
 بصری روایت کا امکان نہیں ہے تو لوگ تلاش کرنا جو فرض کفایہ تھا کو بالکل چھوڑ دیں گے کہ جب
 روایت بصری کا امکان ہی نہیں ہے تو تلاش کرنا فضول ہے تو گویا اس طرح امت ایک فرض کفایہ کو
 اجتماعی طور پر ترک کر دیں۔

۲- فلکیاتی حساب سے استغانت اس لئے بھی صحیح نہیں کہ جو حساب کیا جائے گا کوئی

نصرہ ری نہیں ہے کہ صد فیصد ٹھیک ہی ہو غلط ہو سکتا ہے اور غلط ہونا کئی وجہوں سے راجح ہے، اولاً

اور مراد یہ ہے کہ اگر ان تصویروں کا مقصد وہوں کے دل و دماغ سے ٹوہو یا امر ہی تصویروں کو
 کچھ کراہی کی پوجا و پرستش ہونے کی (۱۹-۲۲-۳۲) یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے سدا
 لحد راج تصویری و انصاف سازی و حرام فرمایا۔

۱- وجہ یہ ہے کہ شریعت کی نفاذ تمام احکام میں ہر وقت پر باتی وجہ سے روایت
 بدلنے کے متعلق تین باتوں میں سے ایک بات پر عمل کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے ایک
 یہ ہے کہ روایت عام ہو تو عمل کرنا ضروری ہوگا، دوسرے یہ کہ اگر روایت عام کا ثبوت نہ ہو تو ایک
 دفعہ دے چاند کی رقیق یا بلال میمنی یا عوام الناس کے مجمع میں شہادت دی ہو کہ میں نے دیکھا
 ہے تب عمل کرنا واجب ہوگا اپنی شرطوں کے ساتھ تیسری صورت صورت یہ ہے کہ اگر ۲۹ تاریخ
 گذار روایت بدلنے نہ ہو تو تکمیل شہین ضروری ہوگا، اب اگر فلکیاتی حساب سے استعانت کو جائز
 قرار دیا جائے تو امت حساب کے چکر میں پر جائے گی جو ایک امر صعب ہے اور اس امت کے
 مزاج کے خلاف ہے، کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ ”لا نکتب ولا نحسب یعنی نہ ہم
 روایت بدلنے کے لئے لکھتے اور نہ حساب کرنے کے مکلف ہیں، کیونکہ اس سلسلے میں ہم امت امیہ
 ہیں، ہذا استقانت کی صورت میں شریعت کے احکام جو اکثر و بیشتر یسر پر مبنی ہیں وہ دوسرے
 معتدل ہو جائیں گے اس لئے فلکیاتی حساب سے مدد لینا چاند کی روایت بصری کے لئے جائز نہ
 ہوگا۔

۲- ب- شہادت روایت اور فلکیاتی حساب کے تعرض کے وقت عمل شرعی شہادت پر

ہوگا۔

قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری روایت کا امکان و عدم امکان باعتبار فلکیاتی
 حساب سوائے بعض اصحاب امام شافعی باتفاق فقہاء وغیر معتبر ہے، چنانچہ فقہ شافعی کی کتاب
 ”الانوار“ میں لکھا ہے کہ چاند کے منازل و حساب کی واقفیت کی وجہ سے حساب اور غیر حساب

پانچواں مسئلہ: چاند کا دیکھنا ایک فریضہ دینی اور عبادت ہے اور قرآن و حدیث کے بیشتر مضامین اور احادیث میں یہ واضح ہے کہ چاند کی عبادت انہیں شرط یقینوں سے مرنا ضروری ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے واضح فرمایا ہے، اس لئے محکمہ موسمیات سے یہ مدد لینا چاند کی روایت ممکن ہے یا نہیں درست نہ ہوگا، نیز افق آسمان پر چاند کا وجود شرعی نقطہ نظر سے طاقی نہیں ہے اس کی روایت بصری ضروری ہے اور محکمہ موسمیات سے تعاون لینے کا مطالبہ یہ ہے کہ وہ چاند کے افق آسمان پر ہونے کو واضح کرے گا اور اس کی عمر و بقائے گا اور یہ واضح کرے گا کہ مشا افق آسمان پر جب چاند کی تم تیس منٹ کم از کم ہوگی تب چاند کی روایت ممکن ہوگی۔

چاند کی روایت بصری سے لئے تم تیس منٹ ہونا کوئی ضروری نہیں، بلکہ اس سے مدت میں بھی کمی جا سکتی ہے اور ابھی یہ ممکن ہوگا کہ محکمہ موسمیات کی طرف اعلان ہو جائے کہ آج چاند کی عبادت ہونے کا یقین ایسی شہادت ماقی ہے کہ متعین دن روایت بصری کیا ہوتی ہے کہ اس کے اگلے دن بھی روایت نہ ہو سکی تیس دن روایت ہوگی۔ اس لئے یقین کے ساتھ کہا جائے گا کہ محکمہ موسمیات کی یہ اطلاع کہ روایت بصری کا امکان آج ہے مثلاً غیر یقینی ہے اور قاعدہ ہے کہ جو شکی خود ثابت نہ ہو اس کو اثبات کے لئے ذریعہ نہیں بنایا جاسکتا ہے اور نفی غیر کے لئے ہے، نیز محکمہ موسمیات سے یہ فیصلہ ماقی حساب اس کے ذریعہ دی جانے والی خبر کسی سائنس دان نے جو مقدمات متعین کیا ہے دوسرا سائنس دان اس کی تردید و تغلیط کر سکتا ہے، جیسا کہ گذشتہ زمانوں میں ہوا کہ بہت سی نئی تحقیقات نے پرانے فلسفے اور ریاضی کے اصول کی دھجیاں بکھیر دیں اور گذشتہ ریاضات کے خلاف مشاہدہ کرادیا، اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آج ایک محقق ماہر فن نے جو کچھ کہہ دیا وہ وہ حرف آخر ہے، بلکہ اسی دور کے دوسرے ماہرین اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں، بلکہ خود ایک ہی شخص کا کبھی کبھی دو خیال ہو جاتا ہے اور خود اپنے ایک قول کی تغلیط دوسرے قول سے کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی شفیع صاحب پاکستان نے تحریر فرمایا ہے کہ ۱۳۸۰ھ میں محکمہ

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں
ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

پتھر کی دیواروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہوا کی لہریں

ساحریوں کی تپتی ہوئی آنکھوں میں گھس گھس کر رہتی تھیں۔

میں آج کے دن سے یہ ہے۔ تین روز کے عرصے میں کرنے کے بعد افریقہ اور اسیام میں ایک شخص کی شہادت سے ابتدا، ثابت نہیں ہو رہا ہے جس کے ثبوت رمضان کی شہادت کی تھی۔ وہ بعد از ان کے بعد آج کے دن سے اور ثابت کی ایسی چیزیں ہیں جو اس طرح قیاساً ثابت نہیں ہوتی ہیں، یہاں ضمنی طور سے یہ بھی ہے۔ مہارت اس میں ہے: *انقال فی غایۃ البیان وجد قول محمد وهو* *ما صحیح ان لخصر ما ثبت بقول الواحد ابتداء بل تبادرت بعدا فکم من شیء یثبت* *بشہادۃ او لا ینبت فصاء ان*، شمس الزمیر احمد انی نے اس کی ایک نئی پیش فرمایا کہ ثبوت شہادت کے ساتھ ہیں پہلے دن کے وہی اور یہ واحد کی شہادت معتبر ہے اور اسی شہادت کے ذریعہ اس پہلے سے ثبوت وراثت بھی ضمنی ہو جائے گا۔ ایک دایہ کی کے لئے ثبوت وراثت کی شہادت تو اس کی شہادت سے ثبوت وراثت نہیں ہو سکتا، اسی حد اقلیاس ثبوت رمضان ایک شخص کی شہادت سے قیاساً نہایت ہو اور اسی کے ضمن میں تیس روز کے مکمل کرنے کے بعد چاند کی بصیرت روایت مطہر کے صاف ہونے کے باوجود نہ ہونے کی صورت میں بھی ثابت ہو جائے گا۔ (مکتبہ دارالحدیث، ص ۱۰۵) اور حکیم الامت مورخ تھانوی نے فرمایا کہ صورت مسئولہ مختلف فیہ ہے اور علامہ شامی کا رد میں امام محمد کے قول کی تصحیح و تزیین کی صورت مذکورہ میں مطہر صاف ہونے کے باوجود عید نہ ہونے کی نہیں ہیں، تنویر عوام کا اندیشہ ہو شیخین کے قول پر فتویٰ دینا نہ سبب ہے اور انہوں نے فرمایا:

الحکم - روایت ہلال کے متعلق قضی کا حکم

ایک قضی کا ہونا بھی فیصد تمام عام کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا یا نہیں؟
 اگر عین یہ ہے کہ حدیث کی عام طور پر حضرت زریب کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ وہ شام کی حکومت امیر معاویہ سے یا اس کے لئے کہ رمضان کا چاند جمعہ کی شب میں دیکھا گیا اور تمام

میں سے کسی ایک سے پہلے یا پھر ایک ہی وقت میں سے کسی ایک اور وقت سے جب خبر
 ہوگی تو اس پر عمل کرنا واجب اور اگرتا معصیت ہوگی (ملاحظہ اداء الفتاویٰ ص ۵۹ ج ۲)
 اور اگر کسی ایک سے پہلے سے پہلے اور پھر دوسرے سے پہلے یا پھر ان تمام تنبیہات سے دو باتیں سمجھ میں
 نہ آسکیں تو اس کے قاضی کا اعلان ثبوت روایت کے بعد واجب ہو جائے گا اس کا ماننا ضروری ہوگی
 اور اگر اس کے بعد اس کے میں مرتقب معصیت ہوگی اور دوسری یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک قاضی
 یا قاضیوں کے لئے فتویٰ کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا اس کے باہر کے مسلمانوں
 کے لئے اس کے عمل نہ ہوگا کیونکہ دوسرے نسخہ کے لوگوں نے اس کو اپنے عمل کے لئے حکم کو مجاز
 نہیں سمجھا۔

میرٹھ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبر

قاضی ثربی نے صرف سے ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ و مخصوص الفاظ کے
 استعمال سے ثبوت ہے تو اس اعلان کے مطابق اس قاضی کے حلقہ و قضاء کے مسلمانوں پر عمل کرنا
 واجب ہوگا اور اس کے خلاف کرنا معصیت ہوگا۔ جیسا کہ مفتی نذیر الدین صاحب دارالعلوم
 دہلی نے انگریزی اخبار کے بارے میں ریڈیو ویڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ شرعی حکم نامہ کی کتاب میں تحریر فرماتے
 ہیں کہ "اگر کسی اور واقعہ میں یہ ہے کہ اگر بائیں الفاظ اعلان یا خبر نشر ہو کہ میرے سانسے فلاں حکم
 جاری ہے تو اس کے لئے جس کے تمام افراد شرع ہیں یا فلاں مفتی شہر یا فلاں علم مقتدا و مقتدرین
 کے لئے اس کے لئے یا فلاں وزیر نے کہ جس کو حکومت کی جانب سے باختیار بنایا گیا ہو
 اور اس کے لئے ثبوت روایت کا حکم یا فیصلہ دیدیا ہے اور ان الفاظ کا نشر کرنے والا شخص
 کو خبر لکھنا اور پڑھنا اس میں یہ پر عمل کرنا درست ہوگا (ص ۱۹)۔ اسی طرح حضرت مفتی شفیع
 صاحب نے اس کے لئے آیت جدیدہ کے شرعی احکام میں تحریر فرمایا ہے کہ جس شہر میں کسی قاضی یا

ہے تو اس کی تمام رعایا و اس اعلان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اور قاضی کی حیثیت اپنے ساتھ قضا کے اعتبار سے بادشاہ کی طرح ہے، لہذا جس طرح بادشاہ کی طرف نشر یہ واجب العمل ہوتا ہے اسی طرح قاضی وغیرہ کی طرف منسوب نشر یہ واجب العمل ہوتا ہے اور جیسے اعلان سلطان کے لئے معلن کا حال ہونا ضروری نہیں، بلکہ اگر وہی فاسق آدمی بھی اعلان کرتا ہے اور بادشاہ وقت کی طرف منسوب کرتا ہے تو عوام الناس کو اس کے خلاف کرنے کی باگمل اجازت نہ ہوتی، بلکہ اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح قاضی کی طرف منسوب اعلان کے لئے معلن کا حال ہونا ضروری نہ ہوگا بلکہ معلن اگر فاسق بھی ہو تو اعلان قابل اعتبار ہوگا۔ ”فتاویٰ ہندیہ“ میں ہے: ”خبر منادی السلطان مقبولاً عدلاً کان أو فاسقاً کذا فم جواہر الاحاطی“ ۱۳۰۹۔

و۔ معلن کا مسلمان ہونا

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ روایت بدال کا اعلان جو کسی قاضی یا ہدال کمیٹی کی طرف منسوب کر کے کیا جائے تو اصل کے اعتبار سے اس کو رمضان و عیدین کے اعتبار سے دو حیثیت حاصل ہوگی، ایک تو یہ ہے کہ اعلان ایک امر دینی کی اطلاع ہے کیونکہ صاحب ”بحر“ کے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ رمضان کے چاند کی اطلاع ایک امر دینی کی اطلاع کی طرح ہے عبارت اس طرح ہے ”(قبل بعلہ خبر عدل الخ) لأن صوم رمضان أمر دینی فأشبهه رواية الأخبار الخ“ (۲۰۶-۲۰۷) اور امور دینیہ کے متعلق خبر کے معتبر ہونے کے لئے ایک مسلمان عادل کا کلمہ از کلمہ ہونا ضروری ہے، یعنی غیر مسلم کی خبر مطلقاً معتبر نہ ہوگی عبارت اس طرح ہے: ”خبر الواحد يقبل في الديانات كالحل والحرمة والطهارة والنجاسة إذا كان مسلماً عدلاً“ اس کے بعد تیسری سطر میں ہے: ”ولا يقبل قول الكافر في الديانات“ (تاریخ

تاریخ و تمدن کے مطالعے سے ہمیں ایک نیا عالم نظر آتا ہے۔ اس عالم میں ہر شے اپنے جگہ پر ہے اور ہر چیز اپنے مقصد کے لیے ہے۔

اس نئی دنیا میں انسان نے اپنی زندگی کو نیا رنگ دیا ہے۔ وہ اب اپنے آپ کو سیکھتا ہے اور اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔

اس نئی دنیا میں انسان نے اپنی زندگی کو نیا رنگ دیا ہے۔ وہ اب اپنے آپ کو سیکھتا ہے اور اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔

اس نئی دنیا میں انسان نے اپنی زندگی کو نیا رنگ دیا ہے۔ وہ اب اپنے آپ کو سیکھتا ہے اور اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔

اس نئی دنیا میں انسان نے اپنی زندگی کو نیا رنگ دیا ہے۔ وہ اب اپنے آپ کو سیکھتا ہے اور اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔

اور منقہات میں روایت ہذا ۲۹ تاریخ ممکن نہیں ہے بلکہ فقہیاتی حساب ہ
 میں اور بھی ہے

۱۔ منقہات کہ جہاں ۲۹ تاریخ ہو چندی روایت صحیح کے روا آور ہونے کی وجہ سے
 عام سے اکثر مہینوں ممکن نہیں ہوتی تو ایسے منقہات میں بھی فقہیاتی حساب ہ قصبہ اعتبار سے یہ
 ہرگز ہے جیسا کہ فتاویٰ کی تمام کتابوں میں تقریباً یہی کہا ہوا ہے کہ رجب و بقول الموقن اور
 عداوت شامی وغیرہ منقہات نے جو یہ فرمایا کہ فقہیاتی حساب پر عمل کیا جائے تو عداوت شامی کے
 درمیان میں اس کی سنت تردید فرمائی ہے یہ بھی فرمایا کہ عداوت شامی کے قوس کی دوسرے
 شامی حساب قوس کے بھی کی ہے چنانچہ عداوت شامی نے فرمایا کہ اس میں کسی کے قوس و متاخرین
 تھا کے راجح دیا ہے اور خود ان کے ہر مذہب لوگوں میں سے اتن حج اور شہاب رقی کے بھی روا
 روایت ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ نیز اگر فقہیاتی حساب پر عمل کیا جائے تو چند در چند منقہات ہوجائیں گے جیسا
 کہ جواب ۲ کے الفاظ اور اب کے تحت ذکر کر چکے ہوں۔

فقہیاتی حساب کے معتبر ہونے کی ایک وجہ سمجھ میں آرہی ممکن ہے کہ اس وجہ سے
 فقہیاتی حساب کا اعتبار کیا جانا درست ہو جائے وہ یہ ہے کہ جب سال کے اکثر مہینوں میں
 ۲۹ تاریخ اور روایت ہذا ممکن ہی نہیں ہوتی تو ضرورت یا حاجت کا تحقق ہوتا ہے اور جب
 ضرورت یا حاجت کا تحقق ہو جائے تو ممنوع چیزوں کا استعمال مباح ہو جاتا ہے، جیسا کہ مشہور
 فقہی قاعدہ ہے "الضرورات تبیح المحظورات" (مشہورہ ۵۵) لہذا فقہیاتی حساب جو ممنوع
 چیزوں کی، یعنی ان منقہات کے لئے اس کو معتبر ماننا چاہئے، ممکن یہاں ضروریات یا حاجت کا
 تحقق ہی نہیں ہوتا ہے اور امر باغرض مان لیا جائے کہ ضرورت یا حاجت کا تحقق ہوتا ہے تو اس جہ
 ممنوع یعنی فقہیاتی حساب مباح، یعنی قابل اعتبار نہ ہو سکے گا، کیونکہ اس کا معتبر ہونا اس وقت ممکن
 ہوتا ہے کہ اس کا دوسرا کوئی شرعی حل موجود نہ ہو اور اس جہد حاصل موجود ہے، اس لئے کہ فقہیاتی

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

... ..

دوسرے ثبوت رویت کا حکم یا فیصلہ دیا ہے تو اس نشریہ پر تمام لوگوں کے لئے نہیں کرنا درست ہے اور
 دوسرے حلاقہ کے لوگوں کے لئے یہ نشریہ محض ایک خبر و حکایت ہوئی شہادت نہ ہوئی کیونکہ شہادت
 کے لئے شاہد کا مجلس قضا میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

اس نشریہ کے متعلق غور و خطاب بات یہ ہے کہ اس کی حیثیت دوسری جگہ کے قاضی کے
 ذریعہ یا ہوئی یا تو یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ اس اعلان مستور کی جگہ کے لئے جو اس قاضی کے
 حلقہ قضا سے باہر ہے اعلان سلطان کی طرح نہ ہوگا لیکن دوسری حیثیت اس نشریہ کی یہ ہے کہ یہ
 خبر کیونکہ ذریعہ موصولہ خبر کے مشابہ ضروری ہے کہ دونوں خبر بذریعہ قضا ایک خاص آلہ کے
 ذریعہ دوسری جگہ کے قاضی کو موصول ہوئی ہے اور یہی فون کے ذریعہ موصولہ خبر کے متعلق حضرت
 اقدس مولانا تھانوی کے حوالہ سے نقل کر چکا ہوں کہ اگر قرآن سے مستحکم کی تعیین ہو جائے اور وہ
 شخص عادل اور مسلمان یا مسلمان مستور الحال ہو تو خبر معتبر ہوگی، علیٰ ہذا القیاس ریڈیو کے ذریعہ
 موصولہ خبر کے بارے میں معلن کی تعیین ہو جائے اور معلن عادل یا مستور الحال ہو تو دوسری جگہ
 کے قاضی کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اسی اعلان پر اعتماد کر کے اپنے یہاں بھی فیصلہ کر دیں اور مزید
 دوسری جگہ سے خبر کے آنے کا انتظار نہ کریں۔

اور اگر اعلان کو شہادت علیٰ حکم الحاکم کی حیثیت دی جائے تو ہلال فطر کے ثبوت کے لئے
 مجلس قضا، اور لفظ شہادت کے شاہد کا مجلس میں حاضر ہونا ضروری ہے یا اگر شاہد مستور الحال ہو تو
 اس کی تعیین کے لئے دوسرے ایسے شخصوں کا مجلس قضا میں اس شاہد مستور کی تعیین کی شہادت دینا
 ضروری ہے جو اس شاہد کو دیکھ رہے ہوں تو بھی دوسرے قاضی کے لئے ہلال عید کا فیصلہ کرنا جائز
 ہوگا بشرطیکہ یہ معلن عادل ہو اور دوسرا اعلان بھی اس کے مطابق آجائے اور اگر ہلال رمضان کا
 موقعہ ہو تو چونکہ اس موقعہ پر نہ لفظ شہادت ضروری ہے اور نہ مجلس قضا ضروری ہے، اس لئے
 دوسرے قاضی کے لئے صرف ایک قاضی کے اعلان کے مطابق دوسرے قاضی کو فیصلہ کرنا جائز

میں شہیدانِ حق کی تصویریں بڑھانے کی بجائے ان کی یادیں سے اترنے پر توجہ دینا چاہیے۔
 ان کی یادیں بڑھانے اور ان کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کے لیے صرف یہ تو کافی نہیں ہے کہ ان کی
 یادیں ہر جگہ لٹریچر اور اخباروں میں لکھی جائیں۔

اور ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے

ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے
 ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے ان کی یادیں بڑھانے کے لیے

روایت ہلال ایک تفصیلی بحث

مولانا سعید الرحمن قادری

کبر اختلاف مطالع معتبر ہے

چاند سورج ایک تحریک چیز ہے مشرق و مغرب تک چکر لگانا ان کی طبیعت میں داخل ہے، سورج کی روشنی وجہ سے کسی جگہ روشنی ہوتی ہے تو کسی جگہ اندھیرا ہوتا ہے اور اسی سورج سے اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور اس سے روشنی کا ریت لینے والا جب اس سے بہت دور ہوتا ہے تو مکمل روشنی رہتا ہے لیکن جب اس سے بہت قریب ہو جاتا ہے تو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

پھر جب دوبارہ اذان خدا سے دوری شروع ہوتی ہے تو بتدریج ہلال بن کر قمر بن جاتا ہے اسی طرح کرشم اور مختلف مقامات پر صبح و شام میں اختلاف کی وجہ سے چاند کی روایت مختلف وقت میں ہوتی ہے، اس کے اختلاف مطالع کا ثبوت لازمی ہے۔
اختلاف مطالع سے متعلق علماء کرام کے اقوال اگرچہ مختلف ہیں لیکن اثبت اور اشبه یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہے۔ صاحب "مراقی الفلاح" فرماتے ہیں۔

"(صوم الرویئہ) بدل من الخطاب فإنه علق الصوم بمطلق الرویئہ و

ہی حاصل برویئہ قوم فیثبت الحکم احتیاطا و اختارہ صاحب التجرید و هو

الاشبه وان كان الاول اصح كذا في السيد" (مراقی الفلاح ۳۰۹، فتاویٰ مبراہی ۱/۳۳۸)۔

۱۰۰۰ء کے بعد اس زمانہ کے فقہاء، اقوال تک رہے اول درجہ کے جغرافیہ دان اور سیاح بھی (بلکہ بہت بعد کے وقت بھی) دنیا و ربیع معلوم نہ کتے، اس لئے کہ آسمانیں اور ارضیا دور یافت نہیں ہوا تھا اور بہت سے شہر ترقی اور شہر ترقی بعد کے جزائر کا پتہ نہیں تھا اور مغرب جزائر و دنیا کا آخری براعظم یہاں تک پہنچنا نہیں ہوا اور خط و زمین سے شروع ہوتا تھا اس طرح دنیا و بہت اقلیم کہا جاتا تھا

شامی ۱/۲۵۱

اس میں منظر ہوا سے رہ کر یہ نتیجہ اخذ کرنا شاید غلط نہ ہوگا کہ اس مسک کی تعبیر کے لئے ہے مہارت میں جتنے ملاحظہ استعمال کئے گئے ہوں، مگر مراد وہ نہیں ہے جو آج کے حالات میں سمجھی جا رہی ہے یا سمجھی جا سکتی ہے، بلکہ ان عبارتوں کی یہ توجیہ کرنا بعید از حقیقت نہ ہوگا کہ مقام روایت سے دور و دراز ممالک کے لئے روایت کا اعتبار اس وقت ہوگا جب اس کا ثبوت ثبوت ہو جائے نیز عملاً اور منظر و ہوا سے ایسا کرنا ممکن ہو اس لئے کہ موجودہ دور کی وسیع و غریب آبادی میں یہ بات تقریباً محال ہے کہ ایک جگہ کی روایت تمام دنیا کے لئے لازم العمل ہو اس پہلو سے فوراً رہنے پر اختلاف مطالع کا معتبر ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

لیکن یہاں یہ دوہیں رکھنا بھی ضروری ہے کہ اصل اختلاف مطالع کے معتبر ماننے میں ہے نہ کہ اختلاف مطالع کے وجود میں، اس لئے کہ نفس اختلاف مطالع کا انکار حقیقت کا انکار کرنا ہے چونکہ چھ ماہ شامی نے فرمایا۔

”اعلم ان نفس اختلاف المطالع لا نزاع فیہ بمعنی انه قد یکون“

(شامی ۱/۱۰۵)

اختلاف مطالع کے اعتبار پر عمل

اب تک جانبین کے اقوال مع دلائل بیان کئے گئے، لیکن سوال یہ ہے کہ جو لوگ

یہ آیت قرآنی "یسئلونک عن الأهلۃ قال ہی موافقیت للناس والحج"۔
 اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اختلاف مباح کا اعتبار ہے اس لئے کہ اہل تہذیب و تمدن نے
 اس آیت "یسئلونک عن الأهلۃ" کے جواب میں "موافقیت للناس والحج" فرمایا یعنی وہ
 یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے پیغمبر سے صرف "ناس" کیوں نہیں فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ
 اہل تہذیب و تمدن میں ہر آدمی اپنے اپنے عقائد کے پیغمبر پر عمل کریں گے۔ لیکن جب حج کے لئے
 آپس سے ملے گا تو اس میں ایک ہی رویت (مذہب رویت) پر عمل کرنا ہوگا۔

اختلاف مباح کے اعتبار کے حدود

جب یہ بات تقریباً مسلم ہو چکی ہے کہ اختلاف مباح کا اعتبار معمولاً اور استثنائاً اور کے
 ساتھ میں ہے۔ لیکن قرآنی مقامات میں غیر معتبر ہے تو اب مسئلہ یہ ہے کہ قریب و بعید کے درمیان
 یہاں اعتبار یہ ہے اس کی وجہ سے یہ فرق کیا جاسکے۔ یہ بعید ہے اور قریب ہے تو اس کے متعلق
 قدیم زمانہ کے فقہاء کے مختلف اقوال منقول ہیں جن سے ہر تہذیب یہاں ذکر کے جا رہے ہیں۔
 ائمہ بیت کے اعتبار سے جن میں مسافت پر مطلق بدن جاتا ہو وہ بعید ہے۔

۱۔ "وقیل ان اتفق لسطع لزمہم" (شرح مسلم، ۱/۳۸۸، فقہی مبدائی، ۳۶۰)۔

۲۔ "تقریباً روایت سے اتنا فاصلہ جہاں عادتاً چاند نظر آنا چاہئے (اگر کوئی مانع نہ ہو)۔"

تہذیب ہے اس سے زیادہ بعید ہے "اربعینا انہ یلزمہ اہل کل بلد لا یتصور خفانہ عنہم
 بلکہ عارضی دون غیرہم" (میں، ۳/۲۶۸)۔

۳۔ "سماں کے نزدیک اس روایت ثابت ہونے سے تو وہ اپنے حدود مملکت میں (چاہے

وہ کتنے ہی دور) تمام لوگوں پر اس حکم کو نافذ کر سکتا ہے۔" (میں، ۳/۲۶۸)۔

یہ دونوں مملکت بعید ہے۔

و شکر ہے کہ وہ بلا تردد اسی علم و ذہنہ غیر شکرہ کے ان علماء و محدثین کے
 لہذا حضرت غیرہ نامہ میں کہتے ہیں، ان کے ساتھ ہی حقیقہ کا نامہ اور احمد بن حنبلہ کے
 مجموعہ میں ان کے نام بھی درج ہیں۔

یہ قلمی دستاویزیں ہیں جو کہ قلمی دستاویزیں ہیں۔

۱- قرآن مجید کے ساتھ ہی قرآن مجید کے ساتھ ہی قرآن مجید کے ساتھ ہی
 حضرت احمد بن حنبلہ کے ساتھ ہی قرآن مجید کے ساتھ ہی قرآن مجید کے ساتھ ہی
 یہ قلمی دستاویزیں ہیں جو کہ قلمی دستاویزیں ہیں۔

۲- یہ قلمی دستاویزیں ہیں جو کہ قلمی دستاویزیں ہیں۔

۳- یہ قلمی دستاویزیں ہیں جو کہ قلمی دستاویزیں ہیں۔

یہ قلمی دستاویزیں ہیں جو کہ قلمی دستاویزیں ہیں۔

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

۱۰۵

وقت یا من باب حکومت مقررہ مدین جو ان کاموں کے لئے ہو تو پھر پورے ملک کے لئے ایک ہی اعلان کافی ہوگا۔ فقہی رائے میں ہے۔

”لا یقبل اخبارہ (القاضی) قاضیا آخر فی غیرہ عملہ او غیرہ عملہ ولو کان علی قضاہ لاند بالنسبۃ الی العمل الآخر کواحد من الرعايا غیر ان لکتاب حص من ذلك بالاجماع (فقہی رائے: ۱۳۱۹)، اسی طرح مفتی شفیق صاحب نے اپنے ایک رسالہ میں فرمایا۔

قاضی یا جلال میٹھی کے فیصلے کو صرف اسی شہر اور اس کے مضافات کے اندر رہنے والوں کے لئے واجب العمل قرار دیا جائے گا جو اس کے دائرہ اثر میں ہیں (رسالہ ص ۵۰)۔
 اور اگر کوئی ملک یا علاقہ ایسا ہو جہاں مستقل قاضی یا حاکم نہ ہو (جیسا کہ ہندوستان کے اکثر مقامات) تو پھر عام، یا دیندار طبقہ پر مشتمل روایت بلال کمیٹی ہو تو ان کے اعلان کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

آلات جدیدہ کے احکام

اور جدید میں بہت سے ایسے آلات جدیدہ ایجاد ہو چکے ہیں مثلاً ریڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ ان آلات کے ساتھ بعض احکام شرعیہ متعلق ہیں، لیکن ان کی وجہ سے ایک طرف بہت آسانیاں ہیں تو دوسری طرف بعض اعتبار سے پریشانیاں بھی ہیں اس کی وجہ بعض شرائط کا منقوع ہونا ہے اس لئے فقہاء کے ذکر کردہ شرائط کی روشنی میں ان آلات کا جائزہ لینا ہے تاکہ درپیش پریشانیاں دور ہوں اور امت کے درمیان اختلاف و انتشار نہ پیدا ہوں۔

ان آلات کے مابین شرائط و احکام کے اعتبار سے قدرے فرق پایا جاتا ہے اس لئے

سب والک الک بیان کیا جاتا ہے۔

1. The first part of the text discusses the importance of maintaining accurate records in a business setting. It emphasizes that proper record-keeping is essential for tracking financial performance, managing inventory, and ensuring compliance with legal requirements. The author notes that without reliable records, a business owner would be unable to make informed decisions or identify areas for improvement.

2. The second part of the text focuses on the role of technology in modern record-keeping. It highlights how digital tools and software solutions have revolutionized the way businesses store and access their data. The author argues that while technology offers significant advantages in terms of efficiency and security, it also requires a certain level of technical expertise and investment.

3. The third part of the text addresses the challenges associated with data management. It points out that as the volume of data grows, it becomes increasingly difficult to maintain its integrity and relevance. The author suggests that businesses should implement robust data governance policies to ensure that their records are accurate, up-to-date, and protected from unauthorized access.

4. The final part of the text concludes by reinforcing the message that record-keeping is a critical component of any successful business strategy. It encourages business owners to take a proactive approach to managing their data, recognizing that the information they collect can be a valuable asset if handled correctly.

ثابت اور ایسی فون سے نہیں ہو سکتا ہے اور چہ آواز پہچان میں جائے، یہ سب اس میں شہادت
کی صورت ہے کیسے اور اس صورت میں فون سے متعلق فرماتے ہیں۔

ان دونوں ہیوں میں شہادت میں بعض اہم اختلاف یعنی تفاوت بھی ہے لیکن یہ
تفاوت شہادت کے لیے کٹھن ہے یا منظور یعنی غیر معلوم اور سلف ہو اور یہاں وہ خود غیر معلوم ہاں ذات
ہے ہائی آواز تو یہی فون میں سلف پہچانی نہیں جاتی دوسرے آواز پہچانی بھی جاوے تب بھی آواز
اس میں تشبہ ہوا کرتا ہے اور جو شرط ہے کتب کے تعین کی۔ یہ یہاں ممکن نہیں، ہذا یہ شہادت
کی فون سے واسطے رمضان یا فہم میں معتبر نہیں (مدد الفتاویٰ ۲/۱۵۰)۔

اس پر ایک حاشیہ ہے جس میں لکھا ہے کہ اگر صورت وغیرہ دست منجر کا اکتیا نہ ہو جائے اور
وہاں بھی ہو تو رمضان میں یہ خبر معتبر ہے، ابابہ فہم میں بہ کیف معتبر نہیں۔

اور ایسا کرنا ممکن بھی ہے کہ جس صاحب نے فون بیان سے فون نہرے کر دو بار وہ
فون آیا جائے تو اس صحت یقین ہو جائے گا کہ فلاں نے ہی فون کیا خود حضرت مومنا تھا فون
دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ جن ادھام میں حجاب مانع قبول ہے اس میں غیر معتبر ہے اور ان میں
حجاب مانع نہیں اس میں اگر قرائن قویہ سے متکلم کی تعین معلوم ہو جائے تو معتبر ہے (مدد الفتاویٰ
۲/۱۵۰)۔

جب قرائن قویہ سے منجر کی معرفت ہو جائے تو اس کی خبر کے مطابق عمل کیوں نہیں کیا
جا سکتا جب کہ موجودہ اور بعض مذمتیہ دور کے اکابر بھی فون کو خط پر قیاس کرتے چلے آئے ہیں خط
کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر تحریر سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ فلاں نے لکھا ہے، جیسا کہ خود حضور
ﷺ کے زمانہ میں بہت سے احکام خط کے ذریعہ ارسال کئے گئے اور اس پر عمل بھی ہوا اگرچہ
اس میں جعل و تزویر کا حتمال ہے، لیکن جب یقین ہو جائے کہ فلاں کا خط ہے تو عمل کرنا درست
ہوگا جب کہ حضرتؐ غیبی فرماتے ہیں۔

تاریخ پر جوٹوں و شکر کے جس آیت از طرف مشاہیر و متقدمین یہاں پر لکھی گئی ہے اور اس
 کوئی اور نسخہ تو اس کو اس طرح ثابت ہوا ہے کہ ہر نسخہ میں ۱۸۵۵ ہجری میں جوٹوں کے نسخہ

۱۸۵۵

تشریحی تراویح

اس میں کسی شہادت کے درجہ حصہ و عرفہ میں ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ
 اس خط میں جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

۱۸۵۵ ہجری میں جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ
 جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ
 جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

جوڑا ہے جس سے ان کو یقین حاصل ہوا ہے کہ

۱۳۳۳ھ

میں ایک ایسی صورت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پر یقین کا حامل ہونا

کسی شخص کے بیان عید کا ثبوت بھی ہو سکتا ہے

اس لئے ان کے ذریعہ آنے والی اخبار کو جو درجہ کے ثبوت کے طور پر لیا جا سکتا ہے اور
 (جیسا کہ پہلے بیان ہوا) یقین سید محمد مبارک صاحب کے یہاں کہ ان کے بیان کے مطابق
 ہر شخص نے ان تمام حوالوں سے جو اس کے مطابق عید بھی منائی جا سکتی ہے اور ان کے بیان
 سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون ہوتا ہے پنا نچہ موصوف فرماتے ہیں۔

بہت سے مقامات سے یقین ہونے کے تحقیق کرنے کے لئے تو اس میں استغناء کی شان
 پیدا ہو جاتی ہے اور استغناء کی بنا پر بلال عید کا بھی فیصلہ دیا جا سکتا ہے (اسما ص ۱۶۰)

پنا نچہ مستفیض کی تعریف اور اس کا حکم

مختلف مقامات پر پنا نچہ مستفیض کا تذکرہ آنے کی وجہ سے مناسب ہے کہ اس کی مختصر تحقیق
 ردی جائے۔ علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:

”اعلم ان الهلال یثبت بالشہادة علی الرویة أو بیادة علی الشہادة

أو شہادة علی القضاء إلا فاضة ای التواتر“ (حرف شذی و شیعہ ترمذی ۱۳۹)۔

بہت سے فقہاء اور علماء کے کلام سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خبر مستفیض اس کو کہتے ہیں
 جس سے علم یقین یا قریب بہ یقین حیثیت حاصل ہو جائے، اگرچہ مصداق میں اختلاف ہے،
 پنا نچہ علامہ انور شاہ نے استغناء کو تواتر کے ہم معنی قرار دیا اس طرح فقیہ ابن رشد کے کلام سے
 بھی یہی مفہوم ہوتا ہے فرماتے ہیں:

کتاب درج الحور اذلیع التواثر لم یصح لہذا الی التبت لافانہ ہوا ہے۔
 میری یہ کتابیں اور ان کی اصلاح اور ترمیمیں سے اس بارہ میں جو کچھ معلوم ہو گیا
 ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کثرت اس لئے ہو گئی ہے کہ ان کے ساتھ قرآن مجید اور احادیث
 ان کی بارگاہی خدمت کے لئے ہرگز نہ ہونے کے برابر تھیں۔

پہلی کتابیں کے قائل اور شراکت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے

ان کی جو کچھ خدمت میں تھیں ان سے زیادہ ان کی خدمت میں تھیں
 یہ وہ کتابیں تھیں جن کے۔

کتاب اللہ جل جلالہ کی محصور اور ان کی کثرت سے ان کی خدمت میں تھیں
 ان کی جو کچھ خدمت میں تھیں ان سے زیادہ ان کی خدمت میں تھیں

پہلی کتابیں اور قیاس پر

اب یہ ہوتا ہے کہ وہ کتابیں ان کے لئے ہوتی ہیں جو ان کے لئے ہوتی ہیں
 ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں
 ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں
 ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں
 ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں
 ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں
 ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں ان کے لئے ہوتی ہیں

میں نے اس کے لئے ایک خاص قسم کی تدبیریں سوچیں۔

یہ سب باتیں میری نگاہوں کے سامنے آ رہی تھیں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

قسم کی تدبیریں سوچوں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

قسم کی تدبیریں سوچوں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

قسم کی تدبیریں سوچوں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

قسم کی تدبیریں سوچوں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

قسم کی تدبیریں سوچوں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

قسم کی تدبیریں سوچوں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

قسم کی تدبیریں سوچوں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

قسم کی تدبیریں سوچوں۔

میں نے سوچا کہ میں اس کے لئے ایک خاص

خلاف نسبے بیان ایسا اور بین نسب لوگ ہاتھوں ہاتھ لگتے پھرتے ہیں اس طرح کے دور بین
سے حال ہونے والی روایت معتبر ہونی اس لئے کہ اس کی روایت بصر کی روایت کے ہم مانند ہے۔
اس کی مزید سند سے اس وقت توئی سے ہوتی ہے فرماتے ہیں۔

دور بین منسب آلہ تحدید بصر است و روایت بصر واقع است پس حکمت مثل عینک یا شمد
و ذریعہ دیدن روایت کہ مداد و جوہر احکام است صادق است پس الامحالیہ صحیح و معتبر منسب احکام
ہو شمد ابنا امر بدائل فن این امر بہ ثبوت پیوند و کہ خاصیت آن دور بین چینی است کہ بلال با وجود
تحت افق بودن بواسطہ آن بنظر آید حتی کہ شمس ہمیں وجود طلوع از افق در آن مطالع می آید
آرے صحیح و معتبر نباشد (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۰۹)

حسابی قواعد سے روایت بلال کی پیش قیاسی

اس بات کو مولانا برہان الدین صاحب نے اپنی کتاب میں ایک مشہور صاحب قلم
ضیاء الدین کے حوالہ سے لکھا ہے جو ضیاء الدین لندن آبرو ویٹری کے شعبہ فزکس و علوم فنیات
کے رسنٹ ڈائریکٹر سے اس موضوع پر خط و کتابت کر کے معلومات حاصل ہوئیں، ڈاکٹر صاحب
نے جو اس خط کا جواب دیا اس کا خلاصہ ضیاء الدین صاحب کے الفاظ میں یہاں مختصراً پیش کیا
جا رہا ہے۔

آپ (ضیاء الدین صاحب کے استفسار کے متعلق کے رصد گاہی سائنسداں کوئی ایسا
معیار قائم کرنے کے قابل ہو چکے ہیں جس سے نیا چاند نمودار ہونے والی شام کی یقینی پیش قیاسی کی
جاسکے، مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے، آگے چل کر ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں:
در حقیقت روایت بلال کے متعلق کوئی بھی مفروضہ قائم نہیں کیا جاسکتا، مجھے افسوس ہے
کہ میرے خیال میں کوئی ایسا سائنسی طریقہ نہیں ہے جس سے اس موقع پر اسلام کی ضروری شرائط

۲۰۱۱ء

عاشق کے لیے وہ شخص ہے جو معلوم و معلومہ کا پابند نہ ہو اور معیثہ میں ٹھہرے ہو۔ اس لیے کہ وہ کسی سے وابستگی نہیں رکھتا اور اس کے لیے کہ بعض مرتبہ ایک ذرا ہی منہذا شخص کو فراق سے لے کر موت تک کی بات ہو تو اس کے لیے بہت احتیاط کرتا ہے۔ مخالف بعض اس شخص کے جو کہ مشورہ سے اپنے کذب بیانی میں درخی نہیں کرتا۔ اس کے روایت جیسے خبر و رت عامہ کے لیے اس شخص کو فی ہر حال ہر صورتوں میں اپنی تمجید کرتا ہے۔

پہلا پہلا قاضی نے اس مسئلہ سے متعلق تحقیق کی ہے کہ بہت سے لوگ اگرچہ فاسق اور کفار ہیں مگر بہت سے اور باوجود کفر کے جو کہ جہت سے جہت بولنے کو بہت برا سمجھتے ہیں، اس پر وہی قاضی نے تحقیق کے بعد کہ وہ جہت کے معاملہ میں محتاط ہے اس کو بار کی تعویذ فرمایا۔ اس کے بعد کہہ کر کسی بیباک فیہر اللہ کے نام سے امر و معیثہ میں باوقار رہتا ہے۔ تحقیق و تمیز ہے، اس کے لیے یہ شخص کی بات ماننے کی بجائے اس کی مفتی نظام الدین نے اس کی وضاحت یوں فرمائی

اس نے عیاریوں سے معلوم ہوا کہ ذرا ہی منہذا ماننے والا شخص مثلاً اگر معلوم و معلومہ کا پابند نہ ہو اور معیثہ میں ٹھہرے ہو تو یہ شخص نہیں ہوتا یا فاسق و جہت و ذمی مروت ہے یا وقار ہے جہت بولنے کو سمجھتا ہے۔ یہ عیاریوں میں اپنی تعمیر و توہین سمجھتا ہے یا اس میں اس کی تعمیر و توہین لازم آئے گی تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی (نظام الدین ص ۲۲۲)۔

قاضی نے یہ فرماتے ہیں کہ شاہد بننے سے مانع فسق ہونا نہیں ہے، بلکہ کذب کی تہمت سے اس کے دل سے لڑائی مارا جائے ہو:

اس شخص کو اس کو شاہد بننے کی عیاریت سے نہیں روکتا، بلکہ کذب کی تہمت کی وجہ سے اس کو شاہد بننے سے روکتا ہے اور عیاریوں سے اس فسق کے بارے میں جو

Handwritten text in the first main section of the page.

Handwritten text in the second main section of the page.

Handwritten text in the third main section of the page.

Handwritten text in the fourth main section of the page.

Handwritten text in the fifth main section of the page.

Handwritten text in the sixth main section of the page.

Handwritten text in the seventh main section of the page.

شہادت کے ذریعہ ہوائی میں کہہ کر چاند دیکھنا یہ تکمیل اس وقت ہے، جبکہ مطلع ابراہاؤن اور اور مطلع صاف ہو تو ہلال رمضان یا غیر رمضان سب میں عدل یا مستور احاس تختہ مسلمانوں کی شہادت (ہوائی کے الفاظ کے ساتھ) اتنی تعداد میں ہو کہ روایت ہلال کے ثبوت کا ظن غالب ہو جائے تب معتبر ہوگی، اور متا صیبا ہو کہ جہاں قاضی یا ہلال کوئی وغیر وہ وہ تو لوگ مذکورہ ہلال کے مطابق عدل یا مستور احاس کی خبر پر عمل کریں اور بقدر ۲۰۱۲۔

شہادت حسبہ

اگرچہ ہمیشہ میں روایت ہلال کی اطوار شہادت کی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس کی روایت اور حکم میں مشابہتوں کی طرح نہیں ہے، اس لئے کہ عدل مشہاد میں بعد خطاب دی جاتی ہیں اور روایت سے متعلق یہ غیر خطاب کے دی جاتی ہے، اس لئے اس کا درجہ "شہادت حسبہ" کا درجہ رکھتی ہے، اس کا حکم فقہاء، یہ فرماتے ہیں کہ ایسی شہادت میں اگر شہادت تاخیر کرے تو غیر معتبر ہوگا، ہذا چاند دیکھنے والے کو چاہئے کہ دیکھتے ہی قاضی یا ہلال امین کو مطلع کرے تاکہ اس کے مطابق عدل یا ہلال کے اس کی وضاحت صاحب "البحر" فرمائی ہے۔

"وشرعوا علیہ ما لو شهدوا فی تاسع عشرین رمضان إنہم رأوا ہلال رمضان قبل صومہم بیوم ان كانوا فی هذا المصر لا تقبل شہادتهم ترکوا الحسبہ واذ جاءوا من خارج قبلت" (البحر الرائق ۲/۲۶۷)۔

"(وقوله لأنہم ترکوا الحسبہ) فإن شاهد الحسبہ إذا أخرج شہادته بلا عدل لفسق وإلا تقبل شہادته كما فی الأشباه والنظائر" (۲/۲۶۷)۔

لیکن کسی مذکورہ وجہ سے دیر ہوئی جیسے قاضی کسی دور متا ص پر رہتا ہے اور چاند دیکھنے والا دیکھتا ہی اس کی طرف جانا شروع کرے مگر پھر بھی پہنچنے میں تاخیر ہو تو اس تاخیر کی وجہ سے

شہادتِ کھجور کی پائوں سے پھونکے ہوئے اور خدائے تعالیٰ سے

پہنچنے کے لئے جس جہاں رفیقِ ہدایت کا قلعہ اور امیدوں کا پتھر ہے

سے کھجور کی پائوں سے پھونکے ہوئے اور خدائے تعالیٰ سے

پہنچنے کے لئے جس جہاں رفیقِ ہدایت کا قلعہ اور امیدوں کا پتھر ہے

سے کھجور کی پائوں سے پھونکے ہوئے اور خدائے تعالیٰ سے

پہنچنے کے لئے جس جہاں رفیقِ ہدایت کا قلعہ اور امیدوں کا پتھر ہے

سب سے بڑا اور سب سے بڑا ہے۔

تو اگر کسی سے کہو کہ تمہارے بھائی کا نام ہے محمد

تو تمہارے بھائی کا نام ہے محمد

رہنیت ہلال کمیٹی

قاضی محمد حسین آسی

اہانت۔ رہنیت ہلال کے سلسلے میں مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہو گا یا نہیں؟
 اہاب نمبر اہانت۔ اس میں فقہائے کرام کا کوئی اختلاف نہیں اور حدیث سے بھی
 اس کی تائید ہوتی ہے، اہانتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں کہ صوم اور افطار صوم میں یہ اختلاف
 معتبر ہے یا نہیں۔ مختلفین فقہائے احناف اور عمامہ امت کی تھریجات اور ان کے درکل کی روشنی میں
 یہ بات واضح ہوتی ہے کہ باوجود عید میں اس باب میں بھی اختلاف مطالع معتبر ہے، اہانتہ ہلال قریبہ
 میں اس کا اعتبار نہیں (مجلس تحقیقات شریعہ دارالحدیث، ج ۳، مقدمہ ۳۲، ص ۱۹۶)۔

ب۔ اگر مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہے تو اس کے حدود کیا ہیں؟

باوجود عید میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ اگلے حدود یہ ہیں کہ ان میں باجماع قدر
 روز کی ہو کہ سات روایت میں ایک دن کا فرق ہو جاتا ہو اور ایک کی روایت دوسرے کے لئے روز
 کی جائے تو مہینہ ہی جگہ ۲۸ دن کا رہ جائے گا اور کسی جگہ ۳۱ دن کا قرار پائے گا۔ حضرت
 عید عید بن عباس کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاں پر دن کا فرق جس حد
 تک نہیں پرتا وہ ایک صحیح ہے اور اس کی یہی حد ہے (مجلس تحقیقات)۔

ج۔ ہندوستان بشمول پاکستان، بنگلہ دیش و نیپال کا مطالع ایک ہے یا مختلف؟

پہلے تفصیل سے پتہ چلے گا کہ وہ شراکط ہیں ان کے ساتھ ریڈیو کا نشریہ اور اعلان معتبر و قابل عمل ہو سکتا ہے۔

جہاں حکومت کی جانب سے قاعدہ شرعی کے مطابق روایت ہلال کا ثبوت حاصل کر کے اعلان کرنے کا قانون و انتظام ہو اور اس پر عمل رائج و مشہور ہو تو وہاں مقامی طور سے پرے حدود مملکت کے اندر عمل کرنے کے لئے یہ مطابق اعلان ہی مثل اعلان قاضی و مثل جہاں قاضی معتبر ہوگا۔ خواہ حکومت مسلمہ ہو یا کافرہ اس اعلان اور نشریہ پر عمل کرنا لازم ہوگا اور اس صورت میں حدود مملکت سے باہر بھی اس اعلان و نشریہ پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ بشطیکہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن ہونے کے بجائے ۲۸ یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو۔ ہمارے ملک میں آج کل ریڈیو کی خبریں اکثر ایسی ہوتی ہیں کہ عوام بھی اکثر بلا لحاظ شراکط و قیود اس کو معتبر اور قابل عمل قرار دے کر عمل کر بیٹھتے ہیں اور ان ہی وجود کی بناء پر بعض علماء نے ریڈیو کی خبروں کو مطلقاً غیر معتبر و ناقابل عمل قرار دیا ہے، ورنہ رائج اور محقق ہے کہ اگر بائیں الفاظ اعلان یا نشر خبر ہو کہ، میرے سامنے فلاں حاکم شرعی نے یا فلاں ہلال کمیٹی نے جس کے تمام افراد باشرع ہیں یا فلاں مفتی شہر نے یا فلاں عالم مقتدی نے یا فلاں مسلمان حاکم یا مسلمان وزیر نے ثبوت شرعی حاصل کر کے ثبوت روایت کا حکم یا فیصلہ دے دیا ہے اور ان الفاظ کو نشر کرنے والا شخص بھی معلوم و معتبر ہو تو اس نشریہ پر عمل کرنا درست اور صحیح ہوگا۔ (فتاویٰ نظامیہ)

سوال نمبر ۲: ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اکثر موسم کا فرق رہتا ہے اور فضا میں ابر کر دو نمبر یا مختلف قسم کی کثافت کے اعتبار سے بھی ان کے مابین فرق ہے، اس لئے قمری مہینے کی تاریخ کو ہر جگہ مطلع یکساں صاف یا گرد آلود نہیں رہتا تو:

الف- کیا روایت کے لئے فلکیاتی حساب سے مدد لی جاسکتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ آج

افتح پر چاند کی بصری روایت کا امکان ہے یا نہیں۔

اجواب ۲۱۳۔ مہتممین کے کہنے سے ازم نہیں آتا کہ پندرہ رات آمان میں
 نہ ہوئی ہو، ویسے اگر وہ شریعہ حلال بنی ہوں نہ ہوں مذہب مختار کے مابقی مہتممین سے
 قس کا ہوتا تھا۔ پھر نہیں وہاں یہ ہیں بہانے کہ مہتممین کے قول سے ہونی صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ اس میں
 (ج ۲ ص ۲۵)

ب۔ مہتممین قدر اور بوجہ پر وہ کما ہتھے تھے یہ ہے کہ ان کی خدمت میں فتویٰ پڑھتی اور یہ ہے
 کہ ان کی وہ ۳۵ تاریخ پر پندرہ رات رکعت کا اہتمام نہ ہوا اس کے باوجود ان کے کہنے سے ان کے
 ہونے کی شہادت تھی ہے قیاسی قیاس پر یہ ہے کہ ان کے ہونے کی شہادت ہے
 راجح ہے کہ ان کے ہونے کی

اجواب۔ ب۔ مہتممین رکعت ہونے کی شہادت قیود و ثمرات کے ساتھ ہونے سے قیاسی
 قیاس سے قیاسی ہونے میں فتویٰ پڑھتی اور یہ ہے کہ ان کی خدمت میں فتویٰ پڑھتی اور یہ ہے
 کہ ان کی وہ ۳۵ تاریخ پر پندرہ رات رکعت کا اہتمام نہ ہوا اس کے باوجود ان کے کہنے سے ان کے
 ہونے کی شہادت تھی ہے قیاسی قیاس پر یہ ہے کہ ان کے ہونے کی شہادت ہے
 راجح ہے کہ ان کے ہونے کی

اجواب ۲۱۴۔ مہتممین کے کہنے سے ازم نہیں آتا کہ پندرہ رات آمان میں
 نہ ہوئی ہو، ویسے اگر وہ شریعہ حلال بنی ہوں نہ ہوں مذہب مختار کے مابقی مہتممین سے
 قس کا ہوتا تھا۔ پھر نہیں وہاں یہ ہیں بہانے کہ مہتممین کے قول سے ہونی صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ اس میں
 (ج ۲ ص ۲۵)

میں کافی شہنی ہوگی، مگر قناریہ وغیرہ شہنی ہے اور یہاں وقت اس کا اقتدار ہوتا ہے۔ یہ شہنی
میں عدالت کے عدالت کی شہنی قناریہ وغیرہ شہنی ہے اور یہاں وقت اس کا اقتدار ہوتا ہے۔ یہ شہنی
عدالت کے عدالت کی شہنی قناریہ وغیرہ شہنی ہے اور یہاں وقت اس کا اقتدار ہوتا ہے۔ یہ شہنی

تعمیرات کے بارے میں ہے کہ اگر وہ ایک شہنی میں ہوں جس میں کافی شہنی نہ ہو
میں ایک شہنی معتبر آدمی کے قول پر روز و راتیں اور وہ شہنی عدالت کے عدالت کی شہنی پر انصاف
میں یہ حکم صورت میں وجہ سے شہنی ۲۵۲۔

۲۵۲۔ شہنی کے بارے میں ہے کہ اگر وہ ایک شہنی میں ہوں جس میں کافی شہنی نہ ہو
میں ایک شہنی معتبر آدمی کے قول پر روز و راتیں اور وہ شہنی عدالت کے عدالت کی شہنی پر انصاف
میں یہ حکم صورت میں وجہ سے شہنی ۲۵۲۔

۲۵۲۔ شہنی کے بارے میں ہے کہ اگر وہ ایک شہنی میں ہوں جس میں کافی شہنی نہ ہو
میں ایک شہنی معتبر آدمی کے قول پر روز و راتیں اور وہ شہنی عدالت کے عدالت کی شہنی پر انصاف
میں یہ حکم صورت میں وجہ سے شہنی ۲۵۲۔

۲۵۲۔ شہنی کے بارے میں ہے کہ اگر وہ ایک شہنی میں ہوں جس میں کافی شہنی نہ ہو
میں ایک شہنی معتبر آدمی کے قول پر روز و راتیں اور وہ شہنی عدالت کے عدالت کی شہنی پر انصاف
میں یہ حکم صورت میں وجہ سے شہنی ۲۵۲۔

۲۵۲۔ شہنی کے بارے میں ہے کہ اگر وہ ایک شہنی میں ہوں جس میں کافی شہنی نہ ہو
میں ایک شہنی معتبر آدمی کے قول پر روز و راتیں اور وہ شہنی عدالت کے عدالت کی شہنی پر انصاف
میں یہ حکم صورت میں وجہ سے شہنی ۲۵۲۔

Handwritten text in Urdu script, appearing to be a list or series of entries, possibly related to a historical or administrative document. The text is faint and difficult to read accurately.

دیکھنے کے بعد چند منٹوں کی تاخیر یا ایک دن یا اس سے زائد کی تاخیر کے بعد شہادت دے تو یہاں تک کہ شہادت قبول کی جائے گی یا رد کر دی جائے گی خصوصاً جب کہ رمضان و میدانیہ کے موقعوں پر تاخیر سے اعلان کی صورت میں مسلمانوں کے مابین شدید انتشار و اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

الجواب: ہاں۔ دیکھنے والوں کے لئے فوری طور سے شہادت دینا ضروری ہے یہاں تک کہ پرہیزگاری اور عین پروردگی اور رمضان اور عید کا چاند دیکھنے والی رات میں اپنے آپ کی اجازت کے بغیر نکلے اور قاضی کے پاس جا کر چاند ہونے کی گواہی دے اور یہی حکم آزاد عورت کے لئے بھی ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نکل کر جائے اور گواہ دے (درمقررہ ۲۰۲-۱۰۲)۔

تائید چند منٹوں کی ہو یا ایک دن کی بلا عذر اگر شہادت میں تاخیر ہوئی ہو تو جو نماز اگلے دن بلا عذر پڑھی جائے گی وہ صحیح نہیں ہوگی اور اگر عذر کے ساتھ ہو تو صحیح ہوگی، لیکن وہ بھی قضا ہوگی اور شہادت اگر شرعی قیود و شرائط کے ساتھ دی گئی ہو اور کسی وجہ سے تاخیر ہوئی ہو تو شہادت رد نہیں کی جائے گی۔

سوال نمبر ۴۵: الف۔ صوبہ بہار و اڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں نظام قضا موجود ہے، اگر وہاں کے قاضی چاند کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو کیا اس حلقہ قضا کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا یا نہیں؟

الجواب ۴۵: الف۔ جی ہاں! قاضی کے اعلان کے بعد اس حلقہ قضا کے تمام مسلمانوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ب۔ قاضی کے طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعے متعینہ الفاظ میں اعلان ہوتا ہے تو اس کا اعلان اعلان سلطان کے حکم میں ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ب۔ جی ہاں! قاضی کی طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعے متعینہ الفاظ میں اعلان ہوتا ہے تو یہ اعلان اعلان سلطان کے حکم میں ہوگا۔

سب سے پہلے چھ ماہ ۱۳۳۵ھ میں کا شمار کیا جاتا ہے تو اس کے دنوں میں ایسا ملک اور ایسا مہینہ
 تھا جس میں ان دنوں کا فرق پر جاتا ہے اور اس میں ایک ماہ کا فرق ہو جاتا ہے تو اس
 کو دیکھ کر اس میں چاند کی رویت کے ماہرین فقہیات کے قیاس پر اکتفا کیا جائے، یہ دلیل
 ہے کہ اس میں رویت ہاں کے اعلان پر عمل کیا جائے۔“

ابو سب کذاب - جہاں سطح پر معمولاً آکر رہتا ہے وہاں کے دنوں کا ماہ فقہیات
 پر عمل کیا جائے۔ بعد ازاں وہاں میں رویت ہاں کے اعلان پر عمل کرنا ہوگا۔

جیسا کہ پہلے چاند کی رویت پر اسوئیس کے رویت ہاں یعنی کے فمہ داران کی طرف سے
 رویت کا ثبوت کا فیصلہ ہو جانے پر ان جہوں سے ریڈیو انکیشن ان کی طرف سے رویت کا جو
 اعلان کرتے ہیں اور اس کے فمہ داران اس حد تک ان احکامات پر اکتفا کر سکتے ہیں؟
 ان احکامات کی بنیاد پر وہ رویت کا ثبوت مان کر اپنے ماقولوں میں اعلان کر سکتے ہیں اور اس
 کے لیے یہ مآزم ۳ جہوں کا اعلان دیکھو؟

ابو سب کذاب - پہلے چاند کی رویت پر اسوئیس کی آکر ہاں یعنی رویت کا ثبوت حاصل
 کر کے ان کی طرف سے رویت کا اعلان کر کے تو اس اعلان پر دوسرے ماقولوں کے فمہ دار
 رویت کا ثبوت مان کر اپنے ماقولوں میں اعلان کر سکتے ہیں اور ہاں عمید کے لئے مآزم دو کی
 شکل میں معتبر مآزموں کا شمار یہ مختلف مقامات سے آنا ضروری ہے اور اگر موقع ہلال رمضان کے
 نہ ہو تو وہ ایک شریعتی عمل کے لئے کافی ہے، اسی پر قیاس بیہیوں کا بھی کر سکتے ہیں۔

جہاں چھ مہینہ دن اور چھ مہینہ رات ہو

وہاں پر اطراف کے وہ ملک جہاں رات اور دن ۲۴ گھنٹے میں بدلتے رہتے ہیں ان
 سے رابطہ قائم کر کے ہلال رمضان و عمید اور افطار و نماز کے اوقات چاند کی خبر شرعی قواعد کی روشنی

The first part of the paper is devoted to a general discussion of the problem. It is shown that the problem is well-posed in the sense of Hadamard. The second part is devoted to the construction of the solution. The third part is devoted to the study of the properties of the solution. The fourth part is devoted to the numerical solution of the problem. The fifth part is devoted to the conclusion.

REFERENCES

1. A. D. Aleksandrov, *Mathematical Analysis*, Moscow, 1968.

2. I. M. Gel'fand and S. G. Gikman, *Mathematical Problems of Mechanics*, Moscow, 1968.

3. L. D. Landau and E. M. Lifshits, *Classical Mechanics*, Moscow, 1968.

4. V. I. Smirnov, *Mathematical Methods of Higher Mathematics*, Moscow, 1968.

5. A. N. Kolmogorov and S. V. Fomin, *Introduction to the Theory of Differentiable Manifolds*, Moscow, 1968.

6. A. N. Kolmogorov and S. V. Fomin, *Introduction to the Theory of Functional Analysis*, Moscow, 1968.

7. A. N. Kolmogorov and S. V. Fomin, *Introduction to the Theory of Partial Differential Equations*, Moscow, 1968.

8. A. N. Kolmogorov and S. V. Fomin, *Introduction to the Theory of Stochastic Processes*, Moscow, 1968.

9. A. N. Kolmogorov and S. V. Fomin, *Introduction to the Theory of Probability*, Moscow, 1968.

10. A. N. Kolmogorov and S. V. Fomin, *Introduction to the Theory of Measure*, Moscow, 1968.

11. A. N. Kolmogorov and S. V. Fomin, *Introduction to the Theory of Integration*, Moscow, 1968.

پیر پور

رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا

تعمیراتی

آپ نے اس سے پہلے سیکھا ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

پہلی چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

تیسری چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

پنجمی چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

ششمی چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

ہفتمی چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

آٹھویں چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

نہاںویں چیز یہ ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

بہنوں! اگر آپ نے اس سے پہلے سیکھا ہے کہ جب نماز میں رکعت پلائی اور ریڑھ کو سیدھا رکھنا ہے تو اس کے لیے کئی چیزیں ہیں۔

مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ اس بار میں ہر مذہب کو چاہئے۔

اس بنیاد کی چیز یہ ہے کہ شریعت نے اس مسئلہ میں معیار، روایت و قیاس کے امور روایت کے ثبوت کے آسان پر مبنی حالت ہونے کی حالت میں رمضان المبارک کے ماہ و روزوں کیوں کے حساب شہادۃ شریعتیہ اور روایت ہے اس کے کہ اس سے غلبہ نہیں حاصل ہو جاتا ہے اور وہ حق موجب نہیں ہے۔

”وقوله هو غلبة الظن: لأن العلم الموجب للعقل لا العلم بالدعوى

المسئقات الخ“ (۱) (۲)۔

عدم شہادت کی صورت میں فقہاء ہر امر کے موجب عمل خیر استغناحہ وقت اور یہ ہے اور خیر

استغناحہ کے بارے میں فرمایا ہے:

”ومعنى الاستفاضة ان تأتي من تلك البلدة جماعات متعددة من كل

مذهب يخبرون عن أهل تلك البلدة أنهم صاموا عن روية لا مجرد الشيوع من

غير علم بسن اشاعه، كما قد تشيع اعتبار يتحدث بها سائر أهل البلدة ولا يعلم

من اشاعها الخ“ (۱) (۲)۔

یعنی خیر استغناحہ کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ لوگ اپنا مشاہدہ بیان کریں، نہ یہ کہ اتنی

سوائے باتیں نشر کر لی شریعت میں، اسی مشاہدہ کی بنا پر خیر استغناحہ کو یقین کا درجہ دیا گیا ہے۔

”الاستفاضة تفيد اليقين“

اس کے بعد وہ خیر استغناحہ کو اسی شہر کے لئے نقل حکم کا درجہ دیا گیا ہے: ”فكانت

تلك الاستفاضة بمعنى نقل حكم الحاكم المذكور وهي أقوى من الشهادة

الخ“ (۱) (۲)۔

تیسری چیز اثبات روایت کے لئے علامات کا وجود ہے، یعنی شہر میں تقاروں اور سائرن

وہ ہوا تو انہوں نے وہاں پہنچ کر سے متعلق یہ بات ہاں سے لے کر آگے لے کر پانچ سو روپے کے
میں مندرجہ بالا کے پندرہ پونے لیا گیا ہوگا۔

پانچ سو روپے میں بیٹا صاحب شہداء ۱۹۷۱ء۔

پانچ سو روپے کے درجہ میں سے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے

۲۰۔ پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے
پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے
پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے
۱۔ پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے پانچ سو روپے کے

تعمیرات کے لیے پولیس کے یا اعلان ہے، یہاں تک کہ متعلقہ ادارے سے ملے اور وہ جگہ ہے جہاں سے وہ خبر
 لیا گیا ہے۔ پولیس ریڈیو اسٹیشن۔

اب یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ ریڈیو کی اطلاع یا خبر کونسی ہے یا اعلان کونسی، ہم اگلا پر
 پوچھتے ہیں کہ فیصلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

اس ریڈیو کے ذریعہ آنے والی خبر کے متعلق یہ اطمینان ہو جائے کہ جس جگہ سے ریڈیو
 کی خبر آئی ہے وہاں کے علماء نے چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت کے سچے چاند ہونے کا حکم
 دیا ہے، خبر دینے والا بھی متعین ہو کہ وہی مسہم معتمد خبر دیتا ہو تو اسی اعلان پر اعتماد کر کے
 علماء کے فتاویٰ میں بھی چاند ہونے کے حکم پر حکم لیا جانا جائز ہے اور تمام شہروں اور قصبوں
 میں متعین ذمہ دار جماعت اس کے موافق حکم کریں تو اس پر عمل کیا جائے۔ یہ حکم تمام ہندوستان
 اور پاکستان میں ہے۔

مذکورہ بالا فتوے میں لفظ "خبر اور اعلان دونوں کا ذکر ہے لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ
 ذمہ دار جماعت اسے بوجہ اتا ہے اور مقصود اعلان ہے اور کسی اعلان کے معتبر ہونے کے لیے ان
 تمام چیزوں کی ضرورت ہے کہ جس کا مذکورہ عبارت میں ذکر ہے ورنہ ہر کسی کہ باشد کا اعلان
 قابل اعتماد قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اس لیے مولانا مدظلہ نے دفعہ ۲ میں اعلان کے سبب جو شرائط
 ذکر کر رکھی ہے وہ مانا جائیں، اس کے لیے کہ اس جگہ اعلان کرنے والا مقصود نہیں بلکہ اعلان کرنے
 والے مقصود ہیں ہاں فتوے کے اندر یہ الفاظ "خبر دینے والا بھی متعین ہو کہ وہی مسہم معتمد خبر دیتا
 ہو" یہ قیود احتیاط ہیں کہ عبادات اور دیانات اسی طرح حالت اور حرمت میں احتیاط بنی عمل کرنا اور
 اور ہفتہ ہے یہ لیا جائے تاکہ ان حضرات کے سامنے ریڈیو اسٹیشن کے قوانین موجود نہ
 ہوں۔

علوہ ازیں آخر میں مشہورہ دیا گیا ہے کہ تمام شہروں اور قصبوں میں متعین ذمہ دار

میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو اس واقعے سے متنبی کرنا ہے کہ جو اس وقت تک نہیں
 سے زیادہ گہری بات ہے۔ اس کے لیے اس وقت اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے

تو اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے

اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے

اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے
 اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے اس وقت کے لیے

ظاہر ہونے پر چاند واپنی آخری منزل میں غروب میں رہنے کا بہت تھوڑا وقت مانتا ہے، اس کے وہ اہل مغرب پر کھانا دو کھانے کے فاصلے سے ظاہر ہو سکتا ہے اتنے وقت کے لئے اہل مشرق کی روایت کے لئے ایک دن درجہ روزہ۔

اس بارے میں اہل فتنہ نے ایک ضابطہ مقرر کیا ہے:

”وقدر البعد الذی تختلف فيه المطالع مسيرة شهر“

وہ دوری جس میں اختلاف مطالع ہوتا ہے اس کی مقدار ایک مہینہ کی مسافت ہے

فتویٰ نے اس کو حضرت سیدنا علیہ السلام کے واقعہ پر قیاس کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

”اعتباراً بقصة سليمان عليه السلام فإنه قد انتقل كل غدو ورواح من

إقليم إلى إقليم و بينهما شهر“ (رد مختار ۲: ۱۰۵)

حضرت سیدنا علیہ السلام کے قہر پر قیاس کرتے ہوئے، کیونکہ وہ ہر صبح و شام ایک

اقیم سے دوسری اقیم کی طرف منتقل ہوتے رہتے تھے اور ان کے درمیان ایک مہینہ کی مسافت ہوتی تھی۔

عام حالت میں ایک دن کی مسافت ۱۶ میل اور تین دن کی مسافت ۴۸ میل اور

ایک مہینہ کی ۴۸۰ میل یا ۵۰۰ میل قرار دی گئی ہے، یعنی ۵۰۰ میل کی دوری پر اختلاف مطالع

ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ ۲۹ تاریخ کا چاند ہو، اس بارے میں علم بیست کے ماہرین کی طرف

رجوع کیا جا سکتا ہے، میرا انتہا اس قدر ہے کہ اگر کوئی بوچستان میں ۲۹ تاریخ کو رویت

ہو جائے۔ اور وہاں مئی پاکستان کے ریڈیو اسٹیشن سے اعلان کرادے تو کھلتے کے مسلمانوں کے

لئے یہ رویت متحقق نہ ہوگی اور اگر تسلیم نہ ہو تو پھر اختلاف مطالع کی بحث نکالنا بے کار ہے، پھر تو یہ

نہ دینا کافی ہے کہ تمام عالم میں کسی بھی جگہ رویت متحقق ہو جائے عید منائی جائے گی اور یہ حدیث

ابن عباس کے سراسر خلاف ہے و نیز اس کے تسلیم کر لینے میں وحدت عید کا نظریہ بھی سامنے آجاتا

تہا اور اس کو تعمیر کرنے کے لئے ہر دور کے راجوں پر بھی اثر پڑتا ہے۔

نور اللغات ص ۱۰۰

۱۔ انٹرفیمینج کا اظہار ہے۔ یعنی اس کے لئے وہ انتہائیں کرنے سے گریز کرتا ہے۔
جیسے کہ وہ اپنے علم پر فخر کرتا ہے اور اس فرقہ وارانہ خیال پر اپنے عقائد کو تسلیم نہیں کرتا۔

۲۔ پندرہ انتہائیں ہونے کے بعد کہتے ہیں علم کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔

۱۔ دانش کے لئے کہ پر یہ علم کو روکنا نہیں چاہئے۔ سب علوم و فنون کے ساتھ ساتھ
کتابوں کے لئے بھی۔ مثلاً علموں کو فریب میں با آسانی ہے۔ مثلاً
۱۔ دانش کے لئے کہ پندرہ انتہائیں ہونے کے بعد کہتے ہیں علم کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔

۲۔ دانش کے لئے کہ پندرہ انتہائیں ہونے کے بعد کہتے ہیں علم کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔

۳۔ دانش کے لئے کہ پندرہ انتہائیں ہونے کے بعد کہتے ہیں علم کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔

۴۔ دانش کے لئے کہ پندرہ انتہائیں ہونے کے بعد کہتے ہیں علم کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔
۵۔ دانش کے لئے کہ پندرہ انتہائیں ہونے کے بعد کہتے ہیں علم کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔

مسائل رویت ہلال

مورخہ انیس الزمان قادیانی

الف - اختلاف مطالع

۱۔ مشرق و مغرب میں واقع اور راز شہروں میں چاند کے مطالع کا مختلف ہونا ایک امر قبیح و مشہد ہے۔ چاند کا مطالع بھی اسی طرح مختلف ہوتا ہے جیسے سورج کا مطالع مختلف ہوتا ہے۔ لیکن اس اختلاف کا اعتبار زمینوں کی تعمیر یا خصوص اور مٹھان کے روزے اور میدین و حج کی تعمیر میں ہے یا نہیں؟ اگر اختلاف مطالع کو شرعیان عبودوں کے لئے کا حکم تسلیم کیا جائے تو عاری دنیا میں جہاں مسلمان آباد ہیں، ان کا روزہ بھی ایک ہی دن شروع ہوگا اور ایک ہی دن ختم ہوگا اسی طرح ان کی میدین بھی ایک ہی دن ہو کر رہے گی اور اس سے اتحاد امت کا اظہار بھی ہوگا یہ تصور و نظریہ ایک خوش منظر یہ ہے اور اگر فقہاء احناف کے قول طحیر اور مالکیہ و حنابلہ کے قول طحیر اختیار کیا جائے تو یہی نظریہ درست ہوگا۔

فقہاء احناف کے ”قول طحیر“ کو تمام اصحاب متون و شروح نے ذکر کیا ہے (دیکھئے:

راحت، ۲۰۲-۲۰۳)

مالکیہ و حنابلہ کے اقوال ان کی کتابوں میں بھی ہیں جیسے امام قرافی کی ”الفروق“ صحیح،

خطاب کی ”مواعظ البلیل“ اور ابن قدامہ کی ”المغنی“ ہیں (الفروق ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵)

دارالعلوم ہند، شریعہ پھولواڑی شریف، پٹنہ۔

The first part of the document discusses the importance of maintaining accurate records of all transactions. It emphasizes that every entry should be clearly documented, including the date, amount, and purpose of the transaction. This ensures transparency and allows for easy reconciliation of accounts.

In the second section, the author details the various methods used to collect and analyze data. This includes direct observation, interviews with key personnel, and the use of specialized software tools. The goal is to gather comprehensive information that can be used to identify trends and areas for improvement.

The third section focuses on the implementation of new procedures. It outlines the steps taken to train staff, update systems, and ensure that everyone is following the same protocols. Regular communication and feedback loops are established to monitor the effectiveness of these changes.

Finally, the document concludes with a summary of the findings and recommendations. It highlights the key challenges faced during the process and offers practical solutions to address them. The author expresses confidence in the team's ability to continue to grow and succeed in the future.

”اذا كان البلدة الاخرى، فاما اذا كان تفاوت يختلف المطالع لم يلزم حكم احدى البلدتين الاخرى“ (فتاویٰ رضویہ، ۲/۱۳۵۵)۔
 اور اس تفاوت کے مقدار میں تعیین علامہ شبیر احمد عثمانی کے اس تحریرت ثابت ہوتی ہے
 ۱۰۰۰ سے ہیں:

”ینبغي أن يعتبر اختلافها إن لزم التفاوت بين البلدتين بأكثر من يوم واحد، لأن النصوص مصرحة يكون الشهر تسعة و عشرين أو ثلثين، فلا تقبل الشهادة ولا يعمل بها فيما دون أقل العدد ولا في أزيد من أكثره“ (فتاویٰ رضویہ، ۲/۱۳۵۵)۔

ملاحظہ فرمائیں کہ ایک شہر کی روایت کو تسلیم کر لینے کے نتیجہ میں دوسرے شہر میں کا دن ۲۹ مہینہ ۲۸ دن سے مہینہ ۲۹ دن سے زائد ہو جائے تو ایسے دو شہروں کا مطلع مختلف ہوگا اور ایسے دو شہروں میں سے ایک میں روایت کا ثبوت دوسرے شہر میں واجب التسلیم نہیں ہوگا، مثلاً ہندوستان میں شعبان کا مہینہ ۲۹ رجب کی مقامی روایت کے باضابطہ ثبوت کے بعد شروع ہوا اور جس دن یہاں ۲۸ دن شعبان ہو اس دن سعودی عرب میں ۲۹ تاریخ ہو اور وہاں چاند نظر آجائے تو ہندوستان میں شعبان کا مہینہ ۲۸ دن کا ہو جائے گا اور وہاں کی روایت تسلیم کر لی جائے، اس لئے ان ممالک میں ایک کی روایت دوسرے کے لئے واجب التسلیم والتعمیل نہ ہوں اور دونوں کا مطلع متن ہوگا۔

غیر منقسم ہندوستان کا مطلع

ج - غیر منقسم ہندوستان یعنی پاکستان و بنگلہ دیش اسی طرح نیپال کا مطلع ایک ہے، اس لئے کہ ان ممالک کی روایت میں عموماً ایک دن کا فرق نہیں ہوتی ہے، اس لئے ان ممالک کے

مقررہ وقتوں میں رویتوں کی صورت میں ہر ماہ میں

قرآن مجید کی تلاوت ہے

اس وقت کے اس وقت میں پورا پورا یہ ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں
پورا پورا تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں پورا پورا تلاوت کی ہے

تاریخ حسبہ میں مذکور ہے کہ ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں
تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے

قرآن میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں
تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے

تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے
اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں

تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے
اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں

تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے
اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں

تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے
اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں

تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے

تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے
اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں تلاوت کی ہے اور ہر ماہ میں

یہ سب اہل تشیع کی رو سے معتبر ہے۔ لیکن یہ سب اہل سنت کے لئے معتبر نہیں ہے۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔

اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔

یہ سب اہل تشیع کی رو سے معتبر ہے۔ لیکن یہ سب اہل سنت کے لئے معتبر نہیں ہے۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔

یہ سب اہل تشیع کی رو سے معتبر ہے۔ لیکن یہ سب اہل سنت کے لئے معتبر نہیں ہے۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔

یہ سب اہل تشیع کی رو سے معتبر ہے۔ لیکن یہ سب اہل سنت کے لئے معتبر نہیں ہے۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل سنت کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔ اہل تشیع کے لئے معتبر یہ ہے کہ وہ قاضی یا روایت پر مشتمل ہو۔

Handwritten text line, likely the beginning of a paragraph or section.

Handwritten text line, continuing the content from the previous line.

Handwritten text line, possibly a sub-section or a specific point.

Handwritten text line, continuing the main body of text.

Handwritten text line, continuing the main body of text.

Handwritten text line, continuing the main body of text.

Handwritten text line, continuing the main body of text.

Handwritten text line, continuing the main body of text.

Handwritten text line, continuing the main body of text.

Handwritten text line, continuing the main body of text.

رؤیت ہلال، اعلان اور آداب

مفتی داؤد احمد، نمبر اولیٰ

انسانی روایت یہ ہے کہ اختلاف مطاع معتبر نہیں ہے، فتاویٰ عالمیہ کی یہی بات ہے:

ولا عبرة لاختلاف المطالع في ظاهر الرواية. كذا في فتاویٰ قاضی

خان، وعنید الفتوی، الفقید ابي الليث، وبه كان يفتی شمس الأئمة الحلواني

قال: لا يرى أهل المغرب هلال رمضان يجب الصوم على أهل مشرق، كذا

في الحلاصة القاموس، ص ۱۵۸، ۱۵۹، المتبرشيدية، ص ۱۸۱.

ب۔ عربیہ عیدوں میں اختلاف مطاع کا اعتبار کیا گیا ہے اور بلاد عیدہ سے مراد دو شہر

درمیان ایسا ہے یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو، اس کے کہ خصوصاً مصریح ہے کہ مہینہ ۲۹ دن کا

ہوگا یا تیس دن کا، اس کے ۲۹ دن سے کم کی صورت میں ۲۸ دن کا مہینہ، یا ۳۰ سے زیادہ کی

صورت میں ۳۱ دن کا مہینہ لازم آتا ہے تو نہ شہادت قبول کی جائے گی اور نہ اس پر عمل ہوگا۔ ”نعم

فينبغي أن يعتبر اختلافها إن لزم منه التفاوت بين البلدين بأكثر من يوم واحد،

لأن النصوص مصرحة بكون الشهر تسعة وعشرين أو ثلاثين فلا تقبل الشهادة

ولا يعمل بها في مادون أقل العدد ولا أزيد من أكثره“ (فتح المنبر شرح مسند بحوالہ فتاویٰ

کبریٰ، ص ۱۳۸۔)

ابن ابی شیبہ کی شہادت پر آغاز رمضان کا سال روایاً اور ۳۰ رمضان کی شہادت پر
 ماکرین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یوسف نے قاتلین پر عذر کا یہ قیاس نہیں منافی ہے کہ
 "یوسف نے عذر دیا ہے۔ ان قاتلین سے معاف نہ کیا ہے۔"

ابن سعد صحیح بن السنی نے قبل شہادۃ الواحد فی رؤیة ہلال رمضان ثم
 قبل ایامہ شہادۃ الواحد وصاموا ثلاثین یوما لا یفطرون، یعنی اذا لم یروا
 ہلال رمضان یوموا۔

ابن ماجہ صحیح میں ہے کہ یوسف نے شہادت کی صورت میں "تعداد کے بارے
 میں ایسا کیا ہے۔"

انہوں نے کہا کہ صحیحہ فشیہدوا علی رؤیة الہلال فی المصر لا یقبل الا
 شہادۃ من یقع العلم بشہادۃہم، واختلفوا فی تقدیر ذلك عن ابی یوسف انه
 یوموا بحسب کما فی القسامۃ، وعن محمد حتی یقوا الخبر من کل جانب،
 وھمکذا روى عن ابی یوسف وروى انه یقبل شہادۃ اهل محلہ وإن جاء الواحد
 من حارج المصر وشیہد برؤیة الہلال ثم انه یقبل شہادۃ (ابن ماجہ ۱۰۶۰)۔

ابن ماجہ نے کہا ہے کہ چاند دیکھنے والا معشرہ میں ذی وقار ہو اور نیکو
 شہادت دے گا اور ہر سو گناہ پر بند ہو (کنوال فقہ ابن عبد اللہ ۲۳۵)۔

ابن ماجہ نے کہا ہے کہ پیش آنے مستور ان کی وانی معتبر ہوں۔ "و قبل بلا دعوی ولفظ
 شہید المصر مع علمہ کعیم وعبار وخبر عدل او مستور علی ما صححہ
 لیواری عدل حجازی ظاہر الروایۃ لا فاسق اتفاقاً" (مختصر ۲۰۰)۔

ابن ماجہ نے کہا ہے کہ اگر کسی نے قضا یا متنی کا یہ بیان نہیں کیا کہ وہ داروں کو جا کر
 شہادت دے گا تو اسے اگر ایسا ہی الواحد العدل ہلال رمضان یلزمہ ان یشہد بہا

۱۔ اس کے بعد اس کے لئے ایک اور سٹیج بھی طے کیا گیا ہے جسے "پلیٹ فارم" کہا جائے گا۔

۲۔ اس کے بعد اس کے لئے ایک اور سٹیج بھی طے کیا گیا ہے جسے "پلیٹ فارم" کہا جائے گا۔

۳۔ اس کے بعد اس کے لئے ایک اور سٹیج بھی طے کیا گیا ہے جسے "پلیٹ فارم" کہا جائے گا۔

۴۔ اس کے بعد اس کے لئے ایک اور سٹیج بھی طے کیا گیا ہے جسے "پلیٹ فارم" کہا جائے گا۔

۵۔ اس کے بعد اس کے لئے ایک اور سٹیج بھی طے کیا گیا ہے جسے "پلیٹ فارم" کہا جائے گا۔

۶۔ اس کے بعد اس کے لئے ایک اور سٹیج بھی طے کیا گیا ہے جسے "پلیٹ فارم" کہا جائے گا۔

من سبعتنا من المسلمین العمل فی حدود ولا یتیمہ تادبہ فی کتاب جہد ۱۰۰۰

سب قوشی و صرف کے متعین ان کا تعلق ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ جو اعلان ہوتا ہے تو یہ اعلان اعلان کے ضمن میں ہے۔

نہ ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر باقی عدو شرعی شہادت ذمہ دار حضرات کے لئے فراہم نہیں ہوتا تو قوشی شرعی ہندوستان وزیر، رعایت ہذاں یعنی، جو بیعت العمل، اہل شہادت شریعہ کے اعلان کے لئے ہر ماہ جمعہ اور جمعہ کی صحت ہوں، اور پھر ان کی صرف سے ریڈیو پر اس طرح اعلان کیا جائے کہ ان کے پیالے پر نڈا بیٹے ہا کے شہداء ہوں نے شہادت دی ہے اور ان کی شہادت سے رعایت ہذاں تسلیم کرنی ہے، ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز میرے ہے تو یہ اعلان جو اشک کے متعلق منع اعلان ہونے کی صورت میں معتبر ہوگا، خواہ ہندوستان کا اعلان ہو یا کسی اور جگہ کا، ان تمام پر اعلان کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۸ دن کا ہو جائے یا اس دن کا ہو جائے وہاں یہ اعلان تسلیم نہ ہوگا، تاہم نتیجہ نہ تفتیش کے درجہ تک نہ پہنچ جائے کہ ان کی کوئی اور

۱۰۰۰ اعلان کا مقصد ہے کہ ان کی شہادت ہونا نہ ہوگی نہیں ہوا ذمہ دار مشہور اشہاد وقت حضرات کی طرف سے اگر یہ مشہور اشہاد وقت اعلان کر دے تو وہ بھی کافی ہے، جیسا کہ منادی کا حال ہوتا ہے۔

ان کے اعلان کو پیش آگیا اور آگے اور جتنا ہو وہاں مہینوں کا تعین ہنتر کی اور قوشی مقامات کی تفتیش کے لئے ہوتا ہے ہذاں پر نڈا آتا ہے ان کی کوئی اور

سب اعلان مہینہ نہیں ان کا شمار کیا جائے اور چارپانچ سماں میں ایک مہینہ کا فرق پڑ جاتا ہے تو ان کی جہاد میں پانڈی رعایت کے لئے ہر بین فعلیات کے قوشی پر اعتنا نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان کے لئے ہر ماہ جمعہ کی شہادت موجب ہے یہ تہہ ہوتو رعایت ہذاں کے اعلان پر عمل

۱-۲۔ شہادتوں کی بائناہلہ میں بائناہلہ میں بائناہلہ سے یہ کوئی مستثنیٰ ہے یا اعلان کرے اور اسے پہچاننا بھی جائز ہے یا نہیں ہے۔

۲-الف۔ روایت ہر ایک کے فیہ فیہ حساب سے مدد نہیں دی جائے گی۔

ب۔ فیہ فیہ حساب سے انقیاس کی روایت کا اعلان نہ ہونے کے باوجود انقیاس کی شرعی

شہادتیں ہر ایک کے قائل قبول ہوں۔

ج۔ عمدہ مہمیا سے مدد دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۳-الف۔ عید نہیں منائی جائے گی، شہادت دینے والے کو مغلطہ ہو گیا تھا، روز و رکعہ جائز تھا۔

۳-الف۔ رمضان و عیدین کے ثبوت کے لئے جبکہ مصلح عدل ہو تو اتنے آدمی کی

شہادت ضروری ہے کہ جس پر یقین ہو جائے، اور تعداد کی تحدید قسمی یا کمیٹی کی رائے پر موقوف

ہے، اور عدل کا معیار اب بھی وہی ہوگا جو فقہاء نے لکھا ہے، اختلاف عصر سے عدل کی تعریف

میں کوئی فرق نہیں ہوگا، مستورانہ کی شہادت رمضان کے ثبوت میں معتبر ہوگی، عیدین میں

معتبر نہ ہوں۔

ب۔ چاند دیکھنے والوں پر الزم ہے کہ وہ اپنی روایت کی شہادت دیں، اور ان کا بیان

شہادت ہوگا، اس کے لئے شہادت اور مجلس قضایا ایسا معتد عالم جس کی باتوں کا عوام یقین کرتی

ہو، اور شہادت کی دوسری شرطوں کا پورا کرنا ضروری ہے۔

ج۔ رمضان اور عید الفطر کی شہادت فوری طور پر دینا ضروری ہے۔

۳-الف۔ ہندوستان میں حکمہ قضائے قلم نہیں ہو سکتا، ہاں حکمہ شریعیہ قلم کرن

ضروری ہے، اس کے نئے قضائے ذریعہ کیا ہو اعلان دوسرے لوگوں پر لایا نہیں ہوتا۔

ب۔ قسطنطنیہ کی طرف سے اعلان ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعے اعلان سدھان کے حکم

میں نہیں ہوتا۔

کی تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

یہ نئی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

یہ نئی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

یہ نئی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

یہ نئی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

یہ نئی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

یہ نئی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

یہ نئی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

رؤیت ہلال کے اعلان کا شرعی ضابطہ

مؤید محمد اویباب دیورہ

اختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاہر السدھب فیئرد اهل المشرق
برؤیة اهل العرب وقد البعد الذي تختلف فید المطالع مسیرة شیر رد
المختار مع الدر المختار بطریق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة أو يشهد
عسی حکم القاضی اویستفیض الخبر

فیرسمن اللہ ﷻ نے کہ ہلال کے مد نظر ایک ماہ اکتیس کا ہوتا ہے ایک ماہ میں کا
(یعنی موسم) شعبان کے آخر روز میں چاندرو برو دیکھ کر رمضان کے تیس روز رکھے تیس
روز جوں میں بر حید انہر منی کے دنوں ماہ رو برو طلوع ہوا، تمام ہندوستان والوں کو نذر آیا تو تمام
کے اہل حق ہو گیا، کمال جنس ماہ با کمال شامی طرف طلوع ہوتا ہے تو جنوب والوں کو نذر نہیں آتا،
جنس ماہ جنوب صرف طلوع ہوتا ہے تو شمال والوں کو نذر نہیں آتا، جیسا کہ ۱۹۹۱ء کے میدان کئی کا
ہلال شمال طرف طلوع ہونے پر جنوب والوں کو نذر نہیں آیا، لہذا جنوب والے ایک روز پیچھے
منہ کے باطل و راست ہے۔

بہشتیوں سے خبر پر عمل کرنے کیلئے خبر واحد غریب، دو شخص کا دین جس کو عزیز کہتے ہیں،
تیس افراد کو خبر دین جن کو مشہور کہتے ہیں، چار شخص کا کہن جس کو متواتر کہتے ہیں جن میں سے ایک ماہ

کتابوں کے ہر صفحہ پر لکھی گئی چیزیں، کتابوں کے ہر لفظ میں لپیٹیں، کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی، کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

روزانہ کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

کتابوں کے ہر لفظ پر لکھے گئے لفظوں کے پیرا پیرا معنی۔

روایت بلال کے متعلق سوالات کے جوابات

مولانا محمد نعیم امجدین

الف۔ روایت بلال کے سلسلے میں مطاع کے بارے میں مذاہب اربعہ کے مشائخ کے درمیان اختلاف ہے، جنس حضرات کی رائے ہے کہ اختلاف مطاع کو مصلحتاً اعتبار نہیں ہے، حتیٰ کہ اہل مشرب کی روایت کی جو شرعی طریقہ سے اہل مشرق کو پہنچے تو مشرق و اہل پروردگار حسب ہے اور یہی حلیفہ کی جامع الروایۃ ہے کافی رسالہ ابن عابدین، ”فتوح القدر“ اور مختار بدائع المعانی کو بھی دیکھیں۔

ب۔ یہی جماعت کی رائے ہے کہ مطاعاً اختلاف مطاع کا اعتبار کیا جائے گا جس طرح کہ غروب و طلوع شمس اور اوقات صلوٰۃ و افطار میں مختلف اماکن میں اختلاف ہوتا ہے۔

تیسری جماعت کی رائے ہے کہ بلا قدر یہ میں اعتبار نہیں کیا جائیگا اور بلاد بعیدہ میں اعتبار کیا جائے گا، احناف میں سے صاحب کنز علامہ زیلعی صاحب ”بدائع“ علامہ کاسانی صاحب تجرید نے اس آخری قول کو اختیار فرمایا ہے (امنی فتح القدر ۲/۵۳)۔

ب۔ شاہ انور شمیمی اور حضرت شبیر احمد عثمانی نے بھی العرف الشذی شرح ترمذی و فتح المنیر شرح مسلم میں اس آخری قول کو ترجیح دی ہے، ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر مطاع کا اعتبار نہ لیا جائے تو بعضوں کے حق میں مہینہ ستائیس یا اٹھائیس دن کا اور بعضوں کے لئے

Handwritten text in Urdu script, appearing to be a list or index of items, possibly related to a collection or inventory. The text is arranged in several columns and rows, with some lines starting with numbers or letters. The handwriting is cursive and somewhat faded, making some characters difficult to discern. The overall structure suggests a systematic listing of entries.

اعلان کا اعلان کریں، اور دوسرے حصے کے قضاة اور ہلال میہیاں اس اعلان کی پابندی نہیں
 ہیں، اب اس اعلان اور خبر مستفیض کے درجہ میں پہنچ جائے اور مقامی قاضی یا ہلال میہی اس خبر مستفیض
 پر اعتماد کرے یا شرعی طریقے سے روایت مذکورہ کا ثبوت ان کے پاس ہو جائے تو اعلان کر سکتے
 ہیں، ہاں اگر یہ اعلان کرنے والا کوئی مرکزی قاضی یا ہلال میہی ہو تو ماتحت سب قاضی اور ہلال
 میہیاں اس اعلان کی پابندی کریں۔

ایک حصہ کی روایت اور اعلان کے مطابق دوسرے حصوں کے مسلمانوں پر عمل کرنا
 اگرچہ لازم نہیں ہے لیکن اس حصہ کے مسلمان اپنے مقامی قاضی کے فیصلہ کے مطابق روزہ رکھ کر
 تیس روزے پورا کریں اور دوسرے حصوں کے مسلمانوں نے اسی روزہ رکھ کر عید کیا تو ان کو
 ایک روزہ کا قضا کرنا واجب ہے۔

۵۔ ہلال رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں کے لئے ثبوت روایت کے واسطے باقاعدہ
 شہادت یا خبر مستفیض کی شرط ہے اور ہلال رمضان کے لئے شہادت یا خبر مستفیض کی نہیں ہے۔
 لہذا ہلال رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں کی روایت مطلقاً فون، فیکس، ریڈیو یا ٹیلی
 ویژن کے ذریعہ ثابت نہیں ہوگی، بلکہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ان ذرائع سے خبر کی نشر کی
 جائے تو اس خبر کا اعتبار ہوگا ورنہ نہیں۔

۱۔ جس علاقہ میں روایت ہوگی اس علاقہ کے قاضی یا ہلال میہی چاند دیکھنے والوں کی
 شہادت پر مطمئن ہو کر ثبوت روایت کا فیصلہ دیں۔

۲۔ قاضی یا ہلال میہی نے جس الفاظ سے اعلان کیا ہے، ریڈیو یا ٹیلی ویژن میں بعینہ
 وہ الفاظ نشر کئے جائیں۔

۳۔ ریڈیو یا ٹیلی ویژن میں فیصلہ دینے والا قاضی یا ہلال میہی کا تعارف ہو۔

۴۔ ریڈیو یا ٹیلی ویژن اسٹیشن کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ قاضی یا ہلال میہی کے

۱۔ اگر کسی نے کسی اور کو شہادت کی دعوت دی اور اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع کیا تو اس نے اسے منع کیا ہے اور اگر اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا تو اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا ہے۔

۲۔ اگر کسی نے کسی اور کو شہادت کی دعوت دی اور اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع کیا تو اس نے اسے منع کیا ہے اور اگر اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا تو اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا ہے۔

۳۔ اگر کسی نے کسی اور کو شہادت کی دعوت دی اور اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع کیا تو اس نے اسے منع کیا ہے اور اگر اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا تو اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا ہے۔

۴۔ اگر کسی نے کسی اور کو شہادت کی دعوت دی اور اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع کیا تو اس نے اسے منع کیا ہے اور اگر اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا تو اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا ہے۔

۵۔ اگر کسی نے کسی اور کو شہادت کی دعوت دی اور اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع کیا تو اس نے اسے منع کیا ہے اور اگر اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا تو اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا ہے۔

۶۔ اگر کسی نے کسی اور کو شہادت کی دعوت دی اور اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع کیا تو اس نے اسے منع کیا ہے اور اگر اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا تو اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا ہے۔

۷۔ اگر کسی نے کسی اور کو شہادت کی دعوت دی اور اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع کیا تو اس نے اسے منع کیا ہے اور اگر اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا تو اس نے اسے شہادت کی دعوت سے منع نہیں کیا ہے۔

ایک نیا نیا دور ہے جس میں ہر شخص کو اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔
 اس دور میں علم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے انسان ترقی کر سکتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنی تعلیم کو مکمل کر لینا چاہیے۔
 اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو بھی بڑھانا چاہیے۔
 تاکہ اس دور کی تمام چیلنجز کو جیت سکیں۔
 اور اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کر سکیں۔
 اس لیے ہمیں اپنی تعلیم کو اپنی اولیت بنا لینا چاہیے۔
 اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو بھی بڑھانا چاہیے۔
 تاکہ اس دور کی تمام چیلنجز کو جیت سکیں۔
 اور اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کر سکیں۔
 اس لیے ہمیں اپنی تعلیم کو اپنی اولیت بنا لینا چاہیے۔
 اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو بھی بڑھانا چاہیے۔
 تاکہ اس دور کی تمام چیلنجز کو جیت سکیں۔
 اور اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کر سکیں۔
 اس لیے ہمیں اپنی تعلیم کو اپنی اولیت بنا لینا چاہیے۔
 اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو بھی بڑھانا چاہیے۔
 تاکہ اس دور کی تمام چیلنجز کو جیت سکیں۔
 اور اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

۱- بندہ وستان کے ذمہ سبوں میں نئی مقضیہ موجود ہے، مثلاً بہار، ارشاد، آسما، کمالیہ وغیرہ، اور وہاں کے قاضی چاند ہونے کا ثبوت کے بعد اعلان کریں تو اس حلقہ مقضیہ کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔

ب- قاضی کی طرف سے اس ریڈیو یا ٹیلیفون کے ذریعہ متعینہ اعلان نہ ہونے کے شق (۱) میں مذکور شرائط کے ساتھ اعلان ہونے تو وہ اعلان قاضی کے متعینہ حدود میں اعلان مسلمانوں کے حکم میں ہوگا، کیونکہ متعینہ حدود کے اندر سکونت کرنے والے مسلمانوں کی طرف سے وہ اس حکم دینے کے لئے مجاز ہے۔

ج- ایک صوبہ کے قاضی یا بدال میٹھی شرعی اصولوں کی بنا پر روایت بدال ثابت ہونے کے بعد اعلان کریں تو وہ صرف اسی صوبہ کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا دوسرے علاقہ کے مسلمانوں کے لئے وہ خبر کے درجہ میں ہوگا، کیونکہ قاضی کو جس متعینہ حد کے لئے منتخب کیا گیا وہاں متعینہ حد کے اندر حکم دینے کے لئے مجاز ہے۔

۲- بندہ کے خیال میں ریڈیو سے بدال کے اعلان کا معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری نہ ہونا چاہئے، بلکہ تجربہ سے اسی نصاب ہو جائے کہ معلن قاضی یا بدال میٹھی کی طرف سے صحیح نسبت کرتا ہے تو اس پر اعتماد کرنا چاہئے، کیونکہ غلبہ ظن حجت موجبہ للعمل ہے۔

کما صرح بد فی رد المختار ۲/۱۲۸، قلت والظاهر انه يلزم أهل القرى الصور بسماع والمدافع أو رواية القناديل من مصر: لأنه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن، و غلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به الخ۔

الف- جن علاقوں میں مطلع مومنا ابراؤدر رہتا ہے اور مومنا چاند کی روایت ۲۹ ویں تاریخ کو ممکن نہیں ہوتی ہے ایسے علاقوں میں ہمیشہ رمضان و عمیدین کے فیصلہ کے لئے ۳۰ دن کا مہینہ

امکان کب شروع ہو، امکانی یا یقینی روایت پر

جناب مہاشیخ:

مذکورہ روایوں سے جب سے چاندھانی دینے کی پیشگوئی کے بارے میں
 حدیثیں روایتیں (تجزیہ فقہی) کے ساتھ ہی پہلے سے ترتیب کردہ اسلامی قمری ٹیمپلڈر کا
 نام لیا گیا ہے، مشاہیر و مفسرین جو امت مسلمہ کے اتحاد کے حساب لگاتے ہوئے اسلامی
 امور کی صورتوں سے متعلق ہیں، انہوں نے ان مسائل پر شیعریں سے غور نہیں کیا جو ایک عام
 قمری ٹیمپلڈر کے بارے میں روایتیں ہوں گے، جن سے وہ اس سے ایک سرحرانہ تکرار سنائی دے
 گئے ہیں، ان میں اس کا اصل ہے، سوال یہ ہے کہ کیا ہم ایک اسلامی مہینہ کے آغاز کے
 لئے روایتیں لایا گیا ہے، یا نہیں تسلیم کرتے ہیں؟

مذکورہ چاروں امور کی بنیاد پر "امکان" کے خلاف ایک مضبوط دلیل قائم کی جا سکتی ہے:
 یہ کہ "یقینی" روایت نہیں ہے۔

مذکورہ بات کے تحت ہلال کی واقعی روایت مطلوب ہے، محض اس کے واقعہ وجود کا
 نام لیا گیا ہے، نیز یہ شہادت (کوئی) کے مسلمہ اصول کے بھی خلاف ہے۔

مذکورہ روایتیں نے ۲۹ تاریخ کی شام کو روایت کے امکان کی طرف اشارہ فرمایا
 ہے، ان کے بعد روایتیں آئیں، آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ محض امکان

Handwritten text block, likely the beginning of a letter or document.

Handwritten text block, possibly a date or a specific reference.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, continuing the main body of text.

Handwritten text block, possibly a closing or signature area.

Handwritten text block, possibly a closing or signature area.

Handwritten text block, possibly a closing or signature area.

Handwritten text block, possibly a closing or signature area.

Handwritten text block, possibly a closing or signature area.

Handwritten text block, possibly a closing or signature area.

تقریرات میں سزا دینا، یہ نامہ و بیوقوفان ان کی شہادت سے خائف تھے۔

ان کے لئے ان کی ہمیشہ ایک نئی جتنی صورت حال ہے جو اسے ایک درست معیار بنانے یا
تقریرات سے مانع ہے۔

امکان میں کی فہم و تراجم کے مطابق وسعت ہو سکتی ہے، یعنی امکان بعید یا محض
امکان یا تقریر یا جتنی صورت حال یعنی طور پر حایہ برسوں میں مسلمانوں نے دینی شعائر کی
تقریرات میں غرض سے ناقابل قبول تاریخوں کا جواز پیش کرنے کے لئے برابر "امکان" کا سہارا
یا ہے۔ متعدد محرمات میں سزا دہری طور پر "امکان" کی بنیاد پر اسلامی تاریخوں کا اعلان کیا
یا ہے۔

مثال کے طور پر سعودی عرب کے تازہ ترین کلینڈر کی ترتیب کے مطابق جب سورج
کے بعد چاند غائب ہوتا ہے تو اسلامی مہینہ کا آغاز ہوتا ہے، اس سے قبل امکان سے متعلق ان کی تعبیر
و تعریف کے سبب سعودی تاریخیں چاند کی واقعی روایت سے ایک یا دو دن پہلے شروع ہو جاتی ہیں۔
۱۔ مصر میں ۱۹۶۷ء سے غرب آفتاب کے امکان کے بعد ۵ منٹ کا وقفہ راج تھا۔
۱۹۸۸ء سے اب ات غروب آفتاب کے بعد ایک منٹ کر دیا گیا ہے۔

۲۔ اندونیشیا، بھوشیا، برونئی وغیرہ اسلامی مہینے کی پہلی تاریخ کا تعین کرنے کے لئے ان
کا اپنا "امکان" کا ریپچہ ہے۔

۳۔ ترکی ۱۹۸۵ء کی زاویہ ۵ ڈگری ارتفاع کا اصول و معیار بھی امکان کی بنیاد پر ہی
تھا۔

شمالی امریکہ میں متعدد مہینے (گروپ) سورج کے ساتھ غروب قمر یا سیکنڈوں کا
وقفہ رمضان اور ہمدین کی تعین اور اعلان کے لئے استعمال کرتے ہیں، کیونکہ ان کے خیال میں
واقعی روایت کے فضول دعویٰ و تہا کی بنا پر ان کے لئے امکان کافی ہے۔

اسی لئے کہ اس وقت تک کہ اس سے پہلے ان میں کوئی خاص معاملہ نہ ملے اور اس سے۔

۱۔ آج کی عید اس کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی روش حساب کے مطابق ہوتی ہے (۱۹۵۱ء: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹)۔ اسے چاند کا حساب کرنے کا طریقہ ۳۰۰۰ سال سے بھی زیادہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے لئے حساب کرنے کی بات پوری نہ ہو سکی، لیکن ۱۹۸۰ء میں کمپیوٹر کے استعمال سے اس کی تصدیق (مصحح) کی مدد سے اس کا ثبوت کیا گیا، ۱۹۸۱ء کے بعد اسے مشاہدہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

۲۔ رمضان کا پہلا روزہ مناسبتاً اس بات کو ہرگز ممنوع قرار نہیں دے سکتے تھے جس کی قرآن مجید کے تصدیق کی ہے (۱۵: ۹۶، ۹۷، ۹۸)۔

۳۔ حساب کے ذریعہ یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کسی خاص سینڈ میں چاند کس منزل سے گزر رہا ہے۔

۴۔ یہ سنت کی اس ہدایت کے مطابق ہے کہ "أحصر اہلال شعبان لرمضان"۔

۵۔ "أحصر اہرام رمضان" کے فرمان: "فأقلدروا للہ" سے جو مراد ہے، یہ اس کی تفسیر ہے۔

۶۔ اس سے غلطی کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں اور صوم و افطار کا بالکل صحیح تعین ہوتا ہے۔

۷۔ امیہ کی حدیث اس وقت کی پوزیشن کو واضح کرتی ہے اور اسے سمجھنے اور حساب کرنے کے خلاف ایک موقر اور نہیں دیا جاسکتا ہے (بعض لوگ اسے ایک مستقل حکم قرار دیتے ہیں، لیکن اس سے صرف چاند کا حساب کرنے تک محدود کر دیتے ہیں، جبکہ اس اختصاص کے لئے اس سے پاس ولی معقول وجہ نہیں ہے)۔

۸۔ تابعین، محدثین اور فقہاء، مثلاً امام ابوحنیفہ اور شافعی اس دور میں حساب لگانے کی اجازت دی، جبکہ وہ شافعی نہیں ہوتا تھا، سبکی سے لے کر قاضی کاوی تک متعدد علماء، ہندوؤں کی

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔
میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔
میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔
میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس قدر
میں سے دور ہو سکتا ہے۔

ذخرا فیاقی قطعیت پر مبنی "امکان"

ایک پہلے سے مرتب اسلامی قمری لیئندرنے کے ہمیں بعض دشوار انتخاب (Choice) کرنے ہوں گے اور پھر سادہ لوگوں کے حل پر انحصار کرنا ہوگا، جیسے "امکان" کو قبول کرنا جس سے قطعیت حاصل نہیں ہوگا۔

قی سہانوں سے بعض مسموم دانشور اس بات کی وکالت کر رہے ہیں کہ اسلامی قمری مہینے کے آغاز سے لے کر چاند (بلال) کے اجتماع (Conjunction) (قرآن) کو اختیار کریں۔
 ہاں، لیکن وہ اس بات کا ادراک نہیں کرتے کہ قرآن کو قبول کرینے سے ظلوغ ہوئے چاند سے متعلق یا دشواریوں پیش آئیں گی، قرآن (Conjunction) دن یا رات میں کسی وقت بھی واقع ہو سکتا ہے، تو ہم پہلی تاریخ کا تعین کیسے کریں گے اور گروہ (Globe) کے کس نقطہ سے کریں گے، اسلامی دن (یوم) کی تعین کیسے کی جائے گی، اس وقت اسلامی دن، تاریخ کا آغاز غروب آفتاب کے بعد جب کہ بلال پہلی بار دیکھا جاتا ہے، سے ہوتا ہے، اگر ہم اجتماع یا قرآن کو اختیار کریں تو مثال کے طور پر ہمیں دو پہر سے اس کا آغاز ہوگا، دوسرے مقامات پر اوقات کے اعتبار سے یہ نصف صبح سے نصف شب تک شروع ہو سکتا ہے، مثال کے طور پر اگر قرآن سارے بارہ بجے دو پہر ہو واقع ہوتا ہے تو کیا ہم دو پہر ساڑھے بارہ بجے سے روزہ شروع کریں گے یا افطار کریں گے؟ یہ دو پہر کو عید منائیں گے اور اگر یہ قرآن (اجرام فلکی) سورج غروب ہونے سے ۱۰ منٹ قبل یا بعد واقع ہو تو پھر کیا ہوگا؟ دن اور تاریخ کا حساب کیسے کیا جائے گا، اگر ہم "امکان" کی راہ اختیار کریں تو امکان الرؤیہ کی تعین کیسے کی جائے گی؟ اس کا انحصار سب سے پہلی نوشتہ رؤیت پر ہوگا یا چند نوشتہ رؤیت بلال کا وسیلہ ہوگا، سال بہ سال ہمیں لوگوں کی طرف سے واقعی رؤیت کے دعوے موصول ہوتے ہیں، یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں، جن کی زیادہ دلچسپی ان میں ہوتی ہے کہ ریکارڈ کی کتابوں میں ان کا نام درج ہو جائے، جیسا کہ ایران سے مسطورہ ہے۔

۱۹۹۹ء کی جنوری ۲۰۰۰ء تک کے دن خبر آؤں گے اس میں چاند ایسے ہیں کہ یہ اب وہ ہے جس نے
 ۱۹۹۹ء کی ۵۰ بجے راستے سے گزرا اور اس کی پہلی کتاب پر پڑیں اس وقت یہ وہ ہے
 یہ وہ ہے سب کے سوا یہی ہے جو ۱۹۹۹ء کی ۵۰ بجے تک یہ وہ ہے جس نے اس وقت سے اس وقت
 ۱۹۹۹ء کی ۵۰ بجے تک یہ وہ ہے جس نے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے

۱۹۹۹ء کی ۵۰ بجے تک یہ وہ ہے جس نے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے

یہ وہ ہے جس نے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے

یہ وہ ہے جس نے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے

یہ وہ ہے جس نے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے
 اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے اس وقت سے

اسی تاریخ میں قمر کی تاریخ (۱۱۸۰ھ) پر غروب آفتاب تک مندرجہ ذیل ہے۔
 پہلی قسم کی تشکیلات سے قیاس ہوتا ہے۔ (۱) قرآن، آئی آئی (دوویں مندرجہ ذیل)۔
 (۲) ۱۸۰۱ء سے قمر کی قیاسی روایت، دونوں صورتوں میں سے چاند (بائیں) کی گنتی
 نسبت انہیں کی مدت تک پہنچ جاتی ہے، پہلی صورت میں اسلامی عہد کی پہلی تاریخ آئی آئی کی صورت
 تاریخ ہوں، چاند کی مدت تقریباً ۱۸ سے ۲۸ گنتی تک ہو چکی ہوں، دوسری صورت میں چاند
 پندرہ سو گنتی پرانا ہو چکا ہوگا۔

بہ نسبتاً یہاں سے ہونے والے میں آپا و تمام مسلمان اپنے اپنے علاقوں میں چاند کی گنتی
 نہیں دیکھ سکیں گے، تاہم دنیا کے بڑے حصے کے لئے اس سے قرآنی شرط پوری ہو جائے گی۔
 جس کی ۱۱۸۰ھ کی ہی تاریخ تک حد ہیں تو ہمہ تن روایت کو بالکل ٹھیک انداز میں لے لیں، اس صورت
 میں دنیا میں نہیں بہی روایت ہذا نہیں ہو سکتی (اسوائے امریکہ کے انتہائی مغرب یا ہندوستان
 (Hawaii) میں بھی سمجھ رہی)۔

Handwritten text at the top of the page, possibly a title or header, including the word "مقدمہ" (Introduction).

Main body of handwritten text, consisting of several paragraphs of Urdu script.

Handwritten text at the bottom right of the page, possibly a signature or date.

ب۔ اور مطالع کے اختلاف کے اعتبار پر انھیں دو زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک مطالعہ جو ہائے جن کے درمیان ایک دن کا فرق ہے، اور دوسری حالت کی روشنی میں فضائی مسافت پیش نہ رہے۔

ج۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش و نیپال کا مطالعہ ایک ہے، خواہ وہ ملک کے وقوع میں ہند کی پہنچنے کا کافی تفاوت ہو، اس دور میں یہ چاروں ملک ایک ملک تصور کئے جاتے ہیں۔ مگر بعد قریب میں ان چاروں ممالک کا شمار ایک ہی ملک میں ہوتا تھا اور ان کا مطالعہ بھی ایک تھا، اب حکومت کے بدلنے سے مطالعہ کا اختلاف قبول کرنا غیر معتبر ہے۔

د۔ جب مطالعہ ایک ہو گیا ہے تو کسی بھی حصہ میں ہلال کی رویت کے ثبوت کا شرعی ظہور پر اعلان ہو تو دوسرے علاقوں کے مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس اعلان پر عمل پیرا ہوں۔ جب ایک شہر میں رویت ہو جائے تو تمام شہروں کے لئے حکم لازم آتا ہے (فتح باری ص ۹۸)۔
 ہ۔ اگر کسی خطہ میں رویت ہو جائے اور دوسرے خطہ تک بذریعہ فیکس، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشر ہو جائے تو اس پر عمل کیا جائے بشرطیکہ معین مجہول و مستور الخال نہ ہوں۔

جواب (۲)

الف۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے موسم و فضا میں یکسانیت نہیں رہتی، لہذا فلکیاتی حساب سے مدد لی جاسکتی ہے: "لتعلموا عدد السنین والحساب" اس پر دال ہے، کیونکہ قمر کے سلسلہ میں طے ہے: "قدرناہ منازل"، یہ حکم الہی ہے۔

ب۔ اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رویت کا امکان نہ ہو اور اس کے باوجود اس خطہ سے رویت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو اس شرعی شہادت کو مغالطہ شمار کیا جائے اور شہادت رد کر دی جائے، کیونکہ ماہرین فلکیات نے "کل

پتھری سے مراد کسی جسم سے کسی چیز کے پھیلنے سے پہلے تعلق ہونے سے پہلے
 ہونے سے پہلے ہر چیز کے تصور و خواہش کے اوقات فدیاتی اسباب میں پیدا ہونے
 اور ہونے سے پہلے اس میں شکیبائی کی خجائش نہیں ہوتی۔

پھر ان روایت کے متعلق مہتمم روایات کے تحت درج ذیل بات ہے۔

۲۹ شعبان ۱۰۱۰ھ کو بروز جمعہ اور ایک شخص نے شہادت دی کہ وہ اپنے قریبی
 دوست کو عدالت میں لے گیا۔ بعد ازاں عدالت میں اس شخص کو پوچھا گیا کہ
 عدالت میں کیا ہوا ہے؟ تو وہ نے کہا کہ عدالت میں ایک شخص نے شہادت دی کہ
 وہ اپنے قریبی دوست کو عدالت میں لے گیا۔ بعد ازاں عدالت میں اس شخص کو
 پوچھا گیا کہ عدالت میں کیا ہوا ہے؟ تو وہ نے کہا کہ عدالت میں ایک شخص
 نے شہادت دی کہ وہ اپنے قریبی دوست کو عدالت میں لے گیا۔ بعد ازاں
 عدالت میں اس شخص کو پوچھا گیا کہ عدالت میں کیا ہوا ہے؟ تو وہ نے
 کہا کہ عدالت میں ایک شخص نے شہادت دی کہ وہ اپنے قریبی دوست کو
 عدالت میں لے گیا۔ بعد ازاں عدالت میں اس شخص کو پوچھا گیا کہ
 عدالت میں کیا ہوا ہے؟ تو وہ نے کہا کہ عدالت میں ایک شخص نے
 شہادت دی کہ وہ اپنے قریبی دوست کو عدالت میں لے گیا۔

(۳)

اس شخص نے عدالت میں شہادت دی کہ وہ اپنے قریبی دوست کو
 عدالت میں لے گیا۔ بعد ازاں عدالت میں اس شخص کو پوچھا گیا کہ
 عدالت میں کیا ہوا ہے؟ تو وہ نے کہا کہ عدالت میں ایک شخص
 نے شہادت دی کہ وہ اپنے قریبی دوست کو عدالت میں لے گیا۔ بعد
 ازاں عدالت میں اس شخص کو پوچھا گیا کہ عدالت میں کیا ہوا ہے؟
 تو وہ نے کہا کہ عدالت میں ایک شخص نے شہادت دی کہ وہ اپنے
 قریبی دوست کو عدالت میں لے گیا۔ بعد ازاں عدالت میں اس شخص
 کو پوچھا گیا کہ عدالت میں کیا ہوا ہے؟ تو وہ نے کہا کہ عدالت
 میں ایک شخص نے شہادت دی کہ وہ اپنے قریبی دوست کو عدالت میں
 لے گیا۔ بعد ازاں عدالت میں اس شخص کو پوچھا گیا کہ عدالت میں
 کیا ہوا ہے؟ تو وہ نے کہا کہ عدالت میں ایک شخص نے شہادت دی
 کہ وہ اپنے قریبی دوست کو عدالت میں لے گیا۔

جواب (۴)

الف۔ ملک میں کسی بھی جگہ صحیح نظام قضا موجود ہے، اگر وہاں کا قاضی چاند ہونے کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو اس حلقہ قضا کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان کے مطابق عمل نہ رہے گا۔

ب۔ قاضی کی طرف سے آر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ الفاظ میں اعلان ہو تو اس کا اعلان سلطان کے حکم میں ہوگا۔

ج۔ ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر ایک صوبہ کا قاضی یا رویت ہلال کمیٹی شرعی اصولوں کی روشنی میں رویت ہلال کا اعلان کرے تو اس صوبے کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا مگر دوسرے علاقہ کے مسلمانوں کے لئے محض ایک خبر ہوگی، اور اس علاقہ کے ذمہ داروں کا اعلان اس حلقہ کے مسلمانوں کے لئے اعلان سلطان کا حکم رکھتا ہے۔

د۔ ریڈیو سے رویت ہلال کا اعلان اگر کسی قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کی جانب منسوب ہو تو قابل اعتماد ہے۔

جواب (۵)

الف، ب۔ جن علاقوں میں بالعموم مطلع ابراؤد رہتا ہے، وہاں ماہرین فنیات کے قول پر اعتماد کیا جائے گا۔

ج۔ کسی ملک کے چند شہروں یا صوبوں کی ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں کی طرف سے رویت کا ثبوت ہو جائے اور ریڈیو اسٹیشن سے اس کا اعلان ہو تو دوسرے علاقوں کے لئے بھی قابل عمل ہوگا۔

مناقشہ

رؤیت ہلال

قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب صدر اعلیٰ محکمہ فقہ اسلامی

جیسا کہ آپ سب و مجھ سے کہ اس وقت کا جو چھان چہ وہ غرضت اور رؤیت
 کرنے کے منقذ ہو رہے ہیں، رؤیت ہلال کا مسئلہ ہمارے لئے اس وقت بھی مشکل ہے
 نسبت و احکام کے رہنما جسکی عبادت اور عید النبی اور حج و عمرہ ان سب سے پہلے
 دھم میں ان عبادت کے اور رؤیت ہلال کی بیاد سے پہلے نہیں کیے جاسکتے ہیں
 یہی کثرت کے سبب یہ بات ہی کہ سب کے لئے ہیں اور یہ تو ان کے سبب ہوا ہے
 کہ اس سے پہلے ہونے سبب یہاں پر اس کا ناسخ نہیں ہوا ہے اور یہ تو ان کے سبب
 کہ اس کا ایک ایسا دین کے سبب یہاں پر اس کا ناسخ نہیں ہوا ہے اور یہ تو ان کے سبب
 ہے اور یہ بات کے سبب یہاں پر اس کا ناسخ نہیں ہوا ہے اور یہ تو ان کے سبب
 کی اس کا ایک ایسا دین کے سبب یہاں پر اس کا ناسخ نہیں ہوا ہے اور یہ تو ان کے سبب
 بات آپ و صاحب اس کے لئے ہے اور یہ اس کے لئے ہے اور یہ تو ان کے سبب
 ہے کہ اس کا ایک ایسا دین کے سبب یہاں پر اس کا ناسخ نہیں ہوا ہے اور یہ تو ان کے سبب
 ہے کہ اس کا ایک ایسا دین کے سبب یہاں پر اس کا ناسخ نہیں ہوا ہے اور یہ تو ان کے سبب
 ہے کہ اس کا ایک ایسا دین کے سبب یہاں پر اس کا ناسخ نہیں ہوا ہے اور یہ تو ان کے سبب

حضرت نجم الدین برکی اور خود امام غزالی اور امام رازی کے ہاں پڑھی ہوگی، اور ہمارے بزرگوں کے آخر میں یہی کہا کہ ہم دیہات کی اس معصوم اور علم و فلسفہ سے بہت دور اس بھولی بھالی بوزرسی عورت کے ایمان پر دم مارتے ہیں جو انتہائی درجہ کامل یقین کا ہوتا ہے میں اس منظر کو جو ان بزرگوں کے ساتھ شیطان کا بوقت موت ہوا ہے اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا آپ سب اس سے خوب واقف ہوں گے تو دین کی یہ طاقت دین کا یہ یس اور دین کی یہ سہولت، اس معنی میں غیر معمولی اہم ہے کہ جس دن اس کے لئے اس پر عمل کرنا آسان ہوتا ہے۔

جیسا کہ مولانا نے یہ کہا بھی قرآن کی آیت پڑھی "الشمس والقمر بحسبان"۔

واقعی یہ ایک صحیحی حقیقت ہے، کہ نظام قدرت جس طرح مرتب فرمایا گیا ہے اس میں ایک بال سے برابر بھی کوئی فرق نہیں ہوتا، لیکن جو اصل قرآن کی تعبیر کی خوبی ہے کہ عالم تکوین کا یہ پینس اور عالم تکوین کا یہ توازن اور عالم تکوین کا یہ بالکل نپا تلا حساب کے ساتھ جو پورا سسٹم خالق نے قائم کیا ہے وہ اس کو اعتدال کے طور پر پیش کرتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں بھی اسی پینس اور اسی توازن کو برتو جو کائنات کے خالق نے کائنات کے نظام میں رکھا ہے، اور ہر فساد کی جڑ اسی توازن کا فقدان ہے، وضع المیزان، امر یہ کائنات کے خالق نے ہر جگہ ایک توازن اور پینس قائم رکھا ہے تو آپ سے بھی یہی کہا گیا کہ آپ توازن اور اعتدال میں کوئی بے اعتدالی ہرگز پیدا مت ہونے دیجئے اور ہمیں بطور علم ایک عام انسان کو یہ بتا دیا گیا، "یسئلونک عن الأھلۃ قل ہی موافیت للناس" اس طرح اس چاند کا گھٹنا بڑھنا ہمارے لئے وقت اور تاریخوں کی شناخت کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کو ہر انسان آسانی کے ساتھ سمجھ لیتا ہے جو آج پر اہل علم مسلمانوں میں پیدا ہو رہا ہے عمید کے معاملہ میں، رمضان کے معاملہ میں اس کے پیچھے میں پورے اطمینان سے کہتا ہوں کہ نہ شریعت کا نقص ہے نہ حاملین شریعت کا نقص ہے بلکہ سموات کا فقدان ہے اور شارع علیہ السلام کے حکیمانہ ارشاد پر قربان جائیے کہ انہوں نے ہر بات کو اس طرح دور فرمایا کہ صاحب

ہے کہ آج روزہ کا دن نہیں ہے تو اس ماہِ فلکیات کو بھی نہیں رکھنا پڑے گا جو جانتا ہے کہ آج روزہ کا دن ہے، یہاں تک کہ اس شخص نے اپنی پہلی آنکھوں سے چاند دیکھا لیکن کسی وجہ سے قاضی نے اس کی شہادت کو معتبر نہیں مانا تو ایک عجیب حکم دیا ہے شریعت نے کہ اگر اس نے اپنی پہلی آنکھوں سے دیکھا اور قاضی کا فیصلہ ہے کہ آج رویت نہیں ہوئی تو یہاں پر اس کو روزہ رکھنا پڑے گا اور عید سے دن اس کی شہادت نہیں بھی مانی تو اس کو افطار کرنے پڑے گا یعنی رویت بصری کے مقابلہ میں کبھی جو فیصلہ قضا ہے وہ نفاذ ہے یہ ساری چیزیں ایسی فقہاء نے لکھ دی ہیں کہ مسئلہ کی نوعیت میں کبھی پر کوئی الجھن اور ابہام مجھے نہیں محسوس ہوتا ہے پچھلے تقریباً ۶۲ء سے میں سمجھتا ہوں کہ ۳۲ سے ۳۳ برس ہو گئے ہوں کہ ۳۲، ۳۳ برس کے طویل عرصے میں رمضان اور عید کے فیصلے میں کرتا رہتا ہوں لیکن مجھے بھی الجھن اس میں الحمد للہ نہیں ہوئی، مسئلہ جو پچھ آتا ہے نہ ماننے کا آتا ہے، جب نہ ماننے کا مزاج جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے یا منمائی کرنے کا رجحان جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے وہیں وہیں پر مشکلات پیدا ہوتی جاتی ہیں، بہر حال میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ کچھ موئے اصول ہمیں مرتب کر کے اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کر دینی چاہئے اس سلسلہ میں میں مناسبت سمجھتا ہوں کہ ان اجتماعات کا ذکر کروں جو اس موضوع پر مختلف مواقع پر ہو چکے ہیں، جیسے جمعیتہ علماء ہند کا اجلاس مراد آباد، سب سے پہلی چیز جو ہمارے علم میں ہے وہ ہے اس میں مطلع کے بارے میں ایک بڑا اہم فیصلہ ہمارے اس زمانے کے بزرگ علماء نے لیا تھا جو اسباب تحقیق اور اسباب مرتبہ۔ جس میں غیر منقسم ہندوستان کے مطلع کو ایک تسلیم کیا گیا تھا، تجربات سے کچھ دشواریاں ہو سکتی ہیں، اور جس سے مجھے واسطہ پڑا ہے اس لئے کیرالا کے فیصلہ کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ عام طور پر کیرالا کا جو فیصلہ ہوا کرتا ہے اور وہ بھی کیرالا میں ایک طبقہ کا ان کا اپنا فیصلہ صحیح ہوگا لیکن اگر کیرالا کی حد تک شہادت ہوتی ہے تو وہ پورے ملک سے میل نہیں کھا پاتی، اکثر ان کی جو قریبی دوسرے ممالک ہیں ان سے ان کی رویت جڑ جاتی ہے مگر ملک کا جو عام حصہ

میں صاحبِ حضرت مولانا محمد عثمانی صاحب اس بزرگوں کی طرف سے جن میں جہاں تک میری یادداشت ہے کہ ابھی وہ صاحبان یعنی حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم یہ دو بزرگ ابھی موجود بھی ہیں اور ان آئینہ میں نئی لہر کے بارے میں بتایا کہ وہ گذر چکے ہیں ان حضرات کی طرف سے ایک اجتماع منعقد ہوا تھا ان کی دعوت پر اور وہ مسجد عبدالمہدی میں ہوا اس میں ایک بڑی مضبوط تاجر مرتب کی گئی تھی جسے شہ کا، عمارت کے اتفاق رائے سے جس میں پورے ہندوستان کے مصلح و ایک تسلیم کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ ایک مرکزی رویت بلاں کمیٹی ایسی تشکیل پانی چاہئے جس کی برائچیز ان تمام صوبائی تنظیموں یا ذمہ داروں کو تسلیم کرنا چاہئے جو اپنی اپنی جگہ پر رویت بلاں کا اعلان کرتے آ رہے ہیں، اگر ممبئی میں جامع مسجد اعلان کرتے ہیں دہلی میں اگر جامع مسجد اعلان کرتے ہیں پٹنہ میں اگر اہارت شعیبہ اعلان کرتی ہے کلکتہ میں اگر زکریا مسجد کے اہم اعلان کرتے ہیں تو ان سب کو ایک حصہ مانا جائے اس مرکزی رویت بلاں کمیٹی کا اور ان میں سے اگر کوئی فیصلہ کرتا ہے تو وہ فیصلہ پوری آل انڈیا مرکزی رویت بلاں کمیٹی کا فیصلہ تسلیم کیا جائے، یہ راستہ اختلاف کو دور کرنے کے لئے نکالا گیا تھا، بہت مفصل و دستاویز ہے دلائل کے ساتھ ہے، بہر حال بدقسمتی ہماری یہ رہی کہ صاحب جامع مسجد میں مارپیٹ ہو گئی کہ میرا نام ریڈیو پر آئے کہ میرا نام ریڈیو پر آئے اس کی تفصیل میں میں کہاں جاؤں بہت افسوس ہوتا ہے لیکن ایک بہترین نقطہ جو ملے گیا تھا اور مولانا قاضی سجاد حسین صاحب کو اس کا کنویز بنایا گیا تھا وہ ایک بہترین صورت تھی امت کو متحد رکھ کر کے چلنے کی لیکن وہ ہمارے بزرگوں کی بڑی قیمتی کوشش اس طرح ضائع ہو گئی تو ہماری بدقسمتیوں کے جو بہت سے سلسلے ہیں ان میں سے ایک سلسلہ یہ بھی ہوا، لیکن اب پھر وہ انتشار روز بروز چونکہ ہمارے حجام منمائی ہونے لگا ہے اور ہوائے نفس کی اتباع جو ہونے لگا ہے تو پھر وہ جھگڑا کھڑا ہوتا ہے۔

مختلفہ کے پانے کے لئے اقدام کریں چاہے اس کے لئے ہم وقت ہی جہاں کیوں نہ پرے کہ
 "لمن تواضع للدار فقد اللہ ان شاء اللہ"

مولانا یعقوب اسحاق نقشبندی صاحب

الحمد للہ وکفی وسلاہ علی عبادہ الذین اصطفیٰ، صدر مکتبہ اہل سنت، کراچی، پاکستان!

چاند کے بارے میں ہمارے مولانا حبیب صاحب اور حکیم صاحب کے مقالات
 رشتہ مند مصلحت سے اب کوئی ایسی بات رزقی نہیں ہے جس کو کہا جائے چاند کا مسئلہ آپ جس
 ملک میں ہیں اس میں اتنا پیچیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان ممالک میں ہے کہ جن ممالک میں ہمیشہ افق
 نمبر آؤ رہتا ہے، یورپ کے وہ ممالک کہ جس میں ہمیشہ افق دھندلا رہتا ہے اور وہاں پر چاند کی
 رویت شاذ و نادر ہوتی ہے پچیس سال کے تجربوں میں بہت ہی کم مہینوں میں سال کے وہاں چاند
 دکھائی دیتا ہے سورج کا بھی مسئلہ ہے چاند کا کہاں تو ان ملکوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے یہ ان
 ملکوں میں چونکہ وہاں مقامی رویت کا مسئلہ نہیں ہوتا اس لئے باہر کی خبروں کے اوپر انحصار ہوتا
 ہے، اگر باہر کی خبروں پر انحصار نہ کریں اور تیس دن تو تیس دن اس سے گنیں، کوئی تاریخ سے تیس
 دن گنیں یہ ایک مسئلہ ہوتا ہے بہر حال یہ ہمارے یہاں کے ایسے پیچیدہ مسائل ہیں، اقتدار
 مسلموں کا نہیں ہے اس لئے وہاں جتنے اختلافات ہیں آپ کے یہاں اس کا عشرہ عشر بھی نہیں،
 جہاں پر الحمد للہ فضا افق صاف ہوتا ہے وہاں کے جو کلینڈر بنتے ہیں اس کلینڈر میں کوئی ایسی بات
 نہیں ہوتی وہ تقریباً مکانی رویت پر بنتے ہیں اور اس سے آگے پیچھے چاند کی رویت کا مسئلہ کوئی
 زیادہ مشکل ہوتا نہیں، اب جن ممالک میں یہ مسائل ہیں وہاں پر چونکہ اقتدار مسلمانوں کا ہے نہیں
 اس لئے یہ مسئلہ اور پیچیدہ ہو جاتا ہے اور جیسے ہمارے ایک فاضل نے بتایا کہ وہاں دو دو تین تین
 چار چار دن رمضان شروع کرتے رہتے ہیں عید ہوتی رہتی ہے ۱۹۹۲ء میں یہ شکل صورت ہوئی

بیت المقدس پر اس بات و بتائیں کہ بھائی ساری سے چاندی اور کئی یہ چاندی روایت ہے
 یہ سب شہادتیں کے ثبوت کا سبب نہیں ہے کہ بھائی یہ روایتوں اور پانچوں آری تو ممیون شہادت
 اور سب سے کہیں کہ آئے وقتیں ان پر سے کریں کہ لیکن کئی روایت میں سب سے کہیں سب سے
 اور سب سے کہیں کہ آئے وقتیں اس وقت نہیں بخود متان کے افق پر چاند جو ہے یہ
 پورا پورا افق سے اور شہادتیں میں رہی ہیں اس وان شہادتوں و مشہور قاری کے اور اس
 قاری کے اور اس ورو مرویا جانا چاہتے اس کے جو چیزیں افق شہاد کے وجود اور
 سب سے کہیں کہ آئے وقتیں اس وقت نہیں ہے افق شہاد شہاد اس بات کا تو یقیناً
 شہاد ہے۔ یہ ابجہاں تک نہیں ہے کہ آئی تک جتنی مؤکرات اور سمین اس ممنوع پر ہے
 ہمارے اپنے وقت کے میں اس میں ساری ہے ان ساری مؤکرات کے قدر کے مشہور ہے اور
 اور عام، بیعت اور فہم کے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر علم بیعت عدم امکان روایت کو بتا ہے
 قلعی عدم روایت و بتا ہے اور کوئی ایسی شہادت موصوں ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہمارے
 و بتائیں اس شہادت ورو مرویا جانا چاہتے، اگر یہ چیزیں نہیں ہوں گی تو پھر شہادت کے ساتھ
 فیصلہ کرنے والا تعمیر پر نہیں ہوگا، اس کے فیصلہ میں غلطی ہوں، اس لئے اہم مانتے اور
 اور اس نے اس بات کو لکھا ہے میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے والہ اس وقت ذہن میں نہیں
 ہے کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ قاضی اور فیصلہ کرنے والے و خود یا تو علم بیعت کے علم جو بنیادوں میں وہ
 ہونا چاہئے یا ایسے آدوں کو اپنے ساتھ رکھنا چاہئے کہ جو اس علم کو رکھتا ہوتا کہ فیصلے میں غلطی نہ ہو
 ہم حال اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں یکسانیت اور وحدانیت کو پیدا کرنے کی، قاضی صاحب نے جیسا
 کہ شروع میں فرمایا کہ ماننے کا مسئلہ ہے سموات کا، سموات کا انسان کی طبیعت اتنی جلد باز ہے
 کہ مسلمان عید کے کرنے میں کہ بھائی کب کرے عید، جلد باز ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح توفیق
 نصیب فرمائے، و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

رویت ہلال

فقہ اسلامی کی روشنی میں



ایفا پبلیکیشنز